سلسلۂ مطبوعات مجلس
۴۴

صورتِ شمشیر ہے دستِ قضا میں وہ قوم
کرتی ہے جو ہر زماں اپنے عمل کا حساب (اقبال)

عالمِ عربی کا المیہ

قرآن حکیم کے مطالعہ اور قانون فطرت کی روشنی میں

تحلیل و تجزیہ ——— جائزہ اور محاسبہ

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

مجلس تحقیقات و نشریات اسلام لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org

(جملہ حقوق بحق طابع وناشر محفوظ)

بارِ دوم

۱۴۰۰ھ — ۱۹۸۰ء

(عربی ایڈیشن "المسلمون وقضیۃ فلسطین" متعدد بار دمشق بیروت وکویت وغیرہ)

کتابت ——————— ظہیر احمد کاکوروی

طباعت ——————— لکھنؤ پبلشنگ ہاؤس (آفسٹ)

صفحات ——————— ۲۰۰

قیمت ———————

باہتمام

محمد غیاث الدین ندوی

طابع وناشر

مجلس تحقیقات ونشریات اسلام پوسٹ بکس ۱۱۹ لکھنؤ

(دار العلوم ندوۃ العلماء)

www.abulhasanalinadwi.org

دیباچۂ طبعۂ دوم

الحمد لله والصلاة والسلام علی رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم

شاعر اسلام اور ترجمان حقیقت اقبال نے (جنھوں نے اردو اور فارسی کو ساری عمر اپنے اظہار خیال کا ذریعہ بنایا) کسی موقعہ پر کہا تھا ؂

مرا ساز گرچہ ستم رسیدۂ زخمہ ہائے عجم رہا　　　وہ شہید ذوق وفا ہوں میں کہ نوا میری عربی رہی

لیکن اگر یہ نوا اقبال کے حق میں معنوی تھی تو اپنی ساری بے بضاعتی کے ساتھ اس کتاب کے مرتب کو یہ کہنے کا حق ہے کہ اس کی نوا لفظی طور پر بھی عربی رہی، اسی کتاب کے ایک مضمون میں اس نے ان دوستوں کا جواب دیتے ہوئے جنھوں نے ہندوستان میں بیٹھ کر عربی دنیا کی فکر اور عرب زعماء کے احتساب پر طنز کیا تھا مضمون نگار کے قلم سے بے اختیار یہ الفاظ نکل پڑے تھے:-

"میرے تخیلات کی دنیا، میری تمناؤں کا مرکز، میرے طائر روح کا حقیقی نشیمن عرب کی محبوب سرزمین، اس کی زبان وادب اور اس کی تہذیب و ثقافت رہی ہے، عربی دنیا کے اس پورے اثاثہ اور سرمایہ پر (جس کی حفاظت و بلندی کے لئے قومیت عربیہ کا نعرہ بلند کیا جاتا ہے) میرا حق کسی عرب ادیب، مصنف اور مفکر سے کم نہیں[۱]۔"

مصنف کو جب سے عربی میں لکھنے کا سلیقہ آیا (اور اس کی تاریخ ۱۹۳۱،۳۲ء سے شروع ہوتی ہے) وہ اپنے اس حق کا استعمال، ندوۃ العلماء سے نکلنے والے رسالہ "الضیاء" مصر کے موقر رسائل "المنار" اور "الفتح" کے صفحات پر کرتا رہا، اس نے درجنوں کی تعداد میں اپنے مقالات اور اپنی پہلی عربی تصنیف "ماذا خسر العالم بانحطاط المسلمین؟" میں اپنے دل کا سوز اور اپنی فکر کا ساز بلکہ اپنا جگر نکال کر رکھ دیا، اور کریم النفس عربوں نے بھی اس کی نگارشات پر (جو اکثر اوقات تلخ نوائی تک پہونچ جاتی تھیں) ایسی داد دی جو ان کی عالی ظرفی کا روشن ثبوت ہے۔

لیکن جب ۱۹۵۳ء سے مصر کے (جو عالم عربی کا قائد تھا) سیاسی وقومی اسٹیج پر صدر ناصر کا ظہور ہوا اور انھوں نے قومیت عربیہ اور اشتراکیت کا صور اس بلند آہنگی سے پھونکا اور عربی ذہن ومزاج کی نئی تشکیل کا کام اس قوت سے شروع کیا کہ پورا عالم عربی "سحر سامری" سے مسحور ہو کر رہ گیا، اور اس نقار خانہ میں ہر صدائے احتجاج اور ہر اعلان حق طوطی کی صدا بن کر رہ گئی، یہ تحتی بر اعظم ہندوستان و پاکستان بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہا اور اچھے اچھے دینی وعلمی حلقوں میں بھی اس کے پر جوش نقیب و کیل پیدا ہو گئے تو اس وقت راقم اور اس کے چند خورد سال رفیقوں اور عزیزوں نے جو زیادہ تر ندوۃ العلماء سے تعلق رکھتے تھے، اور رسالہ "البعث الاسلامی" اور "الرائد" کے ذریعہ اپنے خیالات کا اظہار کرتے تھے، اور جن میں نابغۂ جواں سال و جواں مرگ محمد الحسنی کا قلم اور قدم سب سے آگے تھا، اس صورت حال کے خلاف آواز بلند کرنا وقت کا سب سے بڑا جہاد سمجھا اور عالم عربی کے اس عمومی رجحان کے خلاف آواز بلند کرنا "کلمۃ حق عند سلطان جائر" کا مصداق کہ کبھی عوامی ذہن اور قومی فیصلہ بھی "سلطان جائر" کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے۔

[۱] یہاں پر مضمون نگار نے نامور ترین معاصر عرب ادباء، مفکرین ومصنفین کا نام لیا تھا ملاحظہ ہو ص ۱۵۹

www.abulhasanalinadwi.org

اس زمانہ میں مصنف کو رابطۂ عالمِ اسلامی، جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کی رکنیت اور مختلف تقریبات سے ممالکِ عربیہ کے سفر کی بار بار اور جلد جلد نوبت آئی اور اس کو مکہ معظمہ، مدینہ طیبہ اور کویت کے اہم اجتماعات میں اور وہاں کے سربرآوردہ اہلِ علم، اہلِ فکر کے سامنے اپنے احساسات وجذبات کی ترجمانی اور ان خطرات کے اظہار کا پورا موقعہ ملا، جو اس طرزِ فکر اور طرزِ عمل کے نتیجہ میں پورے عالمِ عربی کے سر پر تلوار کی طرح لٹک رہے تھے۔

پھر جب جون ۱۹۶۷ء میں اسرائیل کے مقابلہ میں مصری افواج کو شرمناک ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا اور اس کے نتیجہ میں صدیوں کے بعد مسلمانوں کو مسجد اقصیٰ اور بیت المقدس سے ہاتھ دھونا اور اس کو یہودیوں کے حوالہ کرنا پڑا، اور قومیتِ عربیہ کا طلسم عبرتناک طریقہ پر ٹوٹا تو مصنف کا قلم جو ابھی تک عربوں کو آگاہی دینے اور خطرے کی گھنٹی بجانے میں مصروف تھا خون کے آنسو رویا اور اس واقعہ سے سبق لینے اور عبرت حاصل کرنے کی دعوت دینے، اس کے حقیقی اسباب کی نشاندہی کرنے، عربِ عوام کا احتساب کرنے کی طرف متوجہ ہو گیا، ان تمام تحریروں اور تقریروں کا مرکزی نقطہ قرآن مجید کی روشنی میں اور سنت اللہ اور قوانینِ فطرت سے واقفیت اور اقوامِ عالم کے تاریخی تجربات کی مدد سے اس ذلت وہزیمت کے حقیقی اسباب کے تلاش کرنے اور اسباب و مسببات میں باہمی ربط پیدا کرنے کی دعوت تھی، اسی کے ساتھ مایوسی کے بجائے حوصلہ اور ہمت پیدا کرنے کی کوشش کی گئی اور اسلامی دعوت وقیادت کا علم ہاتھ میں لے کر دل شکستہ عربوں کو فتح ونصرت کی نوید سنائی گئی "وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ"۔

ان مقالات وخطبات کا مجموعہ "المسلمون وقضية فلسطين" کے نام سے کئی بار بیروت ودمشق سے شائع ہوا، اور بڑی توجہ اور دلچسپی سے پڑھا گیا، اردو میں اس کا ترجمہ "عالمِ عربی کا المیہ اور اس کے حقیقی اسباب" کے نام سے ۱۹۷۱ء میں شائع ہوا، اور ہندوستان میں بڑے ذوق اور دلچسپی سے پڑھا گیا، بعض اہلِ نظر واہلِ ذوق نے مصنف کی تصنیفات میں اس کو خاص اہمیت اور ترجیح دی، ان مقالات اور خطبات کا تعلق اگرچہ ایک ایسے دور سے تھا جو بظاہر گزر چکا ہے، اور بعض ایسی شخصیتوں سے جو اس وقت دنیا میں نہیں ہیں، لیکن ان میں جو باتیں کہی گئی ہیں، وہ عالمگیر اور زندۂ جاوید صداقتیں ہیں، جو قرآن مجید کے عمیق اور تاریخ کے وسیع مطالعہ پر مبنی ہیں، وہ حالات جن ذہنی کیفیت اور جن تحریکوں اور فلسفوں کا نتیجہ تھے، وہ وقتی اور مقامی نہیں ہیں، یہ دورے ان قوموں اور ملکوں اور ان کے سیاسی اور قومی رہنماؤں کے دل و دماغ پر برابر پڑتے رہتے ہیں جن کا رشتہ قرآن اور ایمانی سرچشموں سے کٹ کر مادی فلسفوں اور جماعتی یا شخصی مفادات سے قائم ہو جاتا ہے اس کا خطرہ کلی طور پر زائل نہیں ہوا ہے اور نہیں کہا جا سکتا کہ اس مفاد پرستی اور ابلہ فریبی کی وہ بادِ صرصر پھر کب چلنے لگے؟ اس لئے اس کی ضرورت سمجھی گئی کہ اس کتاب کی اشاعت کا سلسلہ جاری رہے اور جو قرآنی حقائق اور تاریخی بصائر اس میں پیش کئے گئے ہیں، وہ اسلامی اقوام وملل کے سامنے آتے رہیں: "ذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ"۔

اس وقت جب یہ آخری سطریں سپردِ قلم کی جا رہی ہیں بے اختیار اپنے ان دو عزیز رفیقوں کی یاد قلم کی عناں گیر ہے، جن کا اس کتاب کے ترجمہ، اس کی ترتیب وتزئین میں خاص حصہ تھا، اور جن کا نام اس کتاب میں بار بار آیا ہے، ایک برادر زادۂ عزیز سید محمد الحسنی مدیر رسالہ "البعث الاسلامی" دوسرے رفیق ومعاون عزیز مولوی اسحاق جلیس ندوی مرحوم مدیر "تعمیرِ حیات" جو جون ۱۹۷۹ء میں چند دن کے فرق سے داغِ مفارقت دے گئے، اور جو مصنف کے تحریری، دعوتی اور تنظیمی کاموں میں دست وبازو کا کام دیتے تھے، اللہ تعالیٰ دونوں کی مغفرت فرمائے اور ان کے دینی خدمات کا بہترین صلہ عطا فرمائے۔

ابوالحسن علی ندوی
مہمان خانہ ندوۃ العلماء لکھنؤ

۱۴؍ صفر ۱۴۰۰ھ
۵؍ جنوری ۱۹۸۰ء

www.abulhasanalinadwi.org

فہرست مضامین

مضامین	صفحہ
دیباچۂ کتاب	۱۱/۲۴
عالم عربی کا المیہ اور اس کے حقیقی اسباب	۲۵/۵۸
ہماری تاریخ کا تاریک ترین دن	۲۶
آٹھ سو سال بعد	۲۶
زخموں پر نمک پاشی	۲۷
یہ مسئلہ مقامی اور شخصی نہیں	۲۸
ناقابل اندمال زخم	۲۸
اسباب کی تحلیل سے عقل قاصر اور حیران	۲۹
اسباب کی تحلیل قرآن کی روشنی میں	۲۹
لمحۂ فکریہ	۳۰
تلخ حقیقت	۳۱
مغربی تہذیب اور دولت و ثروت	۳۲
لذت پرستی، عیش پسندی	۳۳
قومیتِ عربیہ کا ظہور	۳۴
اسلام اور نبوت محمدیؐ سے بغاوت	۳۵
کفرانِ نعمت	۳۷
سازشوں، بغاوتوں اور انقلابات کا چکر	۳۸
پورا ملک فوجی کیمپ	۳۹
مردِ حق نایاب	۳۹
اسلام دشمنی	۴۰
دلفریب وعدے، پُرفریب نعرے	۴۰
جھوٹ کی ریس میں متحدہ عرب جمہوریہ کی سبقت	۴۰
اسلامی غیرت وحمیت کا فقدان	۴۱
جب عمل کا وقت آیا	۴۳
"برہمن کی پختہ زناری"	۴۳
قرآن مجید کا تجربہ	۴۴
جاں گداز حادثہ	۴۸
تاریخی آزمائشیں	۴۹

www.abulhasanalinadwi.org

حوصلہ مند ملت	٥٠
مومنانہ قیادت	٥٠
نئے سفر کا آغاز	٥٢
عربی قومیت اور اشتراکی آمریت	٥٣
فتح اور ظفرمندی کی کلید	٥٣
قرآن کی آواز	٥٤
فتح و غلبہ کے دو الٰہی نظام	**٥٩ / ٨٦**
دو الٰہی نظام	٦٠
منصفانہ قانون، میزانِ عدل	٦٠
دلائل سے بے نیاز	٦١
دوسرا نظام	٦١
طبعی نظام کی شکست	٦٢
انبیاء کی بے سروسامانی اور بے اسبابی	٦٤
غیبی تائید اور اسباب	٦٦
کامیابی کا رمز	٦٧
انبیائے کرام عقل سلیم کا اعلیٰ نمونہ	٦٧
فرعون اور حضرت موسیٰؑ کی کشمکش	٦٨
مشعلِ راہ	٧٠
تاریخ ساز واقعہ	٧٠
دعا کا پاسنگ	٧١
فیصلہ تیرا تیرے ہاتھوں میں ہے دل یا شکم	٧٢
بحر و بر پر حکمرانی	٧٣
مومنانہ فراست	٧٤
ایمان و عقیدہ کا نظام	٧٥
موجودہ عربوں کی دونوں نظاموں سے بغاوت	٧٦
نسل و نسب	٧٦
٥ جون ٦٧ء کی جنگ	٧٧
جنگ کے زمانہ میں مصر کی اخلاقی و دینی حالت	٧٨
ایک غیر عرب بادشاہ کا عمل	٧٩
شکست تعجب خیز نہیں	٨٠
یمن کی داستانِ غم	٨١
"نغمہ ہندی ہے تو کیا لے تو حجازی ہے مری"	٨٢
عرب قومیت کے علم برداروں نے کیا دیا؟	٨٣
عرب قومیت میں غیر عربوں کے لئے کوئی کشش نہیں	٨٤
قومیت عربیہ اور عالم انسانیت	٨٥
دنیا تمہاری منتظر ہے	٨٥
سود و زیاں کی میزان	**٨٧ / ١٠٨**
واقعیت پسندی، حقائق دوستی	٨٨

www.abulhasanalinadwi.org

قرآن کا مطالعہ	۸۹
صورت اور حقیقت	۹۰
حقیقت کی دائمی تاثیر	۹۱
زندگی کی تعمیر نو اور ایمان	۹۲
کامیابی اور ناکامی کی میزان	۹۴
"شہادت ہے مطلوب و مقصود مؤمن"	۹۴
اسلام کی جہانگیری	۹۵
قوم پرستوں سے	۹۶
بلند بانگ دعوے	۹۷
کیا پایا؟	۹۸
وسائل کی کمی نہیں	۹۸
اسلامیت سے بیزاری	۹۹
تاریخی حقیقت	۹۹
شکست کے ذمہ دار	۱۰۰
اسلامی تاریخ کے سب سے بڑے مجرم	۱۰۱
عظمتِ رفتہ کی پامالی	۱۰۱
خوددار قوموں کا شعار	۱۰۲
اسلام کی طرف بازگشت	۱۰۳
شکست کے بعد	۱۰۴
صاف گوئی اور تلخ نوائی	۱۰۵
روشنی کی کرن	۱۰۶
جاہلیت کا رجحان	۱۰۶
ہمیں رسوا نہ کیجیے	۱۰۶
عرب زعماء سے عجمی مسلمانوں کی اپیل	۱۰۷
عالم عربی کو ــــ اصل خطرہ اسرائیل سے نہیں اس ضمیر سے ہے جس نے اپنا کام چھوڑ دیا	۱۰۹ / ۱۲۸
ایک تاریخ ساز اور عہد آفریں واقعہ	۱۱۰
عربوں کا ذوقِ سلیم	۱۱۱
سب سے بڑا خطرہ	۱۱۲
قلب و ضمیر سے غفلت	۱۱۳
خارجی دشمن، خیالی خطرات	۱۱۴
ہمارا موجودہ معاشرہ	۱۱۴
ثابت شدہ حقائق سے چشم پوشی	۱۱۵
قرآن کا اعجاز	۱۱۶
۵ جون کا المناک حادثہ	۱۱۶
انسانی تجربات قیمتی اثاثہ ہیں	۱۱۷
نازک اور اہم مرحلہ	۱۱۸
قومی ضمیر پر موت طاری	۱۱۸

www.abulhasanalinadwi.org

فتح اور شکست معیار نہیں	۱۱۹
اصل معیار	۱۱۹
استعمار سے نفرت	۱۲۰
عجیب منطق	۱۲۰
بے حسی اور مردہ ضمیری	۱۲۱
حادثات سے سبق	۱۲۲
قیادت سے محاسبہ کیجیے	۱۲۳
اللہ کا مطالبہ	۱۲۴
آنحضرتؐ کی ہدایت	۱۲۴
غفلت، حماقت اور لہو و لعب کا انجام	۱۲۵
اسلامی عقیدے کا اشتراک	۱۲۶
ایک مسلمان قائد کا احتسابِ نفس	۱۲۷
احتساب اور محاسبہ ہمارا امتیاز	۱۲۸
امت کی زندگی	۱۲۸
المیۂ فلسطین سے تین سبق	۱۲۹ / ۱۴۶
حقیقی خیر خواہی	۱۳۰
حادثات سے عبرت پذیری	۱۳۰
مومن، انسانیت کا اعلیٰ معیار	۱۳۱
منافق کی نفسیات	۱۳۲
فطرتِ سلیم کی خلاف ورزی	۱۳۳
حالیہ واقعات کا روشن پہلو	۱۳۳
لادینی اور ملحدانہ قیادتیں ناکام	۱۳۴
عرب قوم اور مسلمانوں کے دامن پر بدنما داغ	۱۳۵
عربوں کی فطرت کے خلاف بغاوت	۱۳۶
رسول اللہؐ کے حریفوں کا عبرت ناک انجام	۱۳۶
دوسرا سبق، خود غرض اور مفاد پرست رہنما	۱۳۸
ناقابل تلافی نقصان	۱۴۰
تیسرا سبق	۱۴۲
شمشیر و سناں اول طاؤس و رباب آخر	۱۴۲
تاریخ کا ایک ورق	۱۴۳
مغلوں کا زوال	۱۴۴
اپنی غلطی تلاش کیجیے	۱۴۵
عرب نوجوانوں کا ماضی اور حال	۱۴۵
تفریحات اور لہو و لعب کی طبعی خاصیت	۱۴۶
صدر ناصر کی مخالفت کیوں؟	۱۴۷ / ۱۶۸
مجھے اس کا اقرار ہے	۱۴۸
نہ غلط فہمی نہ خام خیالی	۱۴۸
چو کفر از کعبہ برخیزد	۱۴۹
اخوتِ اسلامی کی حریف نبوتِ محمدی کی رقیب	۱۵۰

www.abulhasanalinadwi.org

ایک بڑی دینی سعادت ۱۵۱

نامذہبیت، مادیت اور کمیونزم کا نقیب اور داعی ۱۵۱

ہندوستان کے طبقۂ علماء سے گلہ ۱۵۲

مصر کی اشتراکیت کو روس کی سند قبولیت ۱۵۳

مساجد اور مدارس دینیہ اشتراکی سماج کی معمار ۱۵۴

کمیونزم کا عربی ایڈیشن ۱۵۵

اشتراکیت اور نامذہبیت کی ہمہ گیر کوشش کا نتیجہ ۱۵۵

اولادِ ابراہیم کی آذری و بت تراشی ۱۵۶

عالم عربی سے میرے گہرے روابط ۱۵۶

عربوں کی کمزوریوں، خامیوں اور کوتاہیوں پر
آزادانہ تنقید ۱۵۸

......نوا مری عربی رہی ۱۵۸

عرب دنیا ایک فیصلہ کن دوراہے پر ۱۵۹

علماء کی اکثریت سطحیت کی شکار ۱۶۰

اس طبقہ کی دوسری کمزوری ۱۶۱

اصل معیار اسلام سے وابستگی اور ناوابستگی ۱۶۲

یہ تو آباد تھے تمہارے ۱۶۲

صدر ناصر ناکام ترین لیڈر ۱۶۳

امید کی ایک کرن تھی مگر...... ۱۶۴

شرمناک ہزیمت ۱۶۴

اندوہناک بات ۱۶۵

بدترین خود پرستی اور بے دانشی ۱۶۵

احتساب، قوم کی زندگی کی علامت ۱۶۷

اسلام کے حلقہ بگوش عربوں کو
قرآن کی نوید فتح ۱۶۹ — ۲۰۰

ناقابل تصور کامیابی ۱۷۰

اسرائیل کا قیام ۱۷۰

اسرائیل کے ناپاک عزائم ۱۷۱

ایک بنیادی سوال ۱۷۱

خالقِ کائنات کا نظام ۱۷۲

فرض کیجیے ۱۷۳

یہودیوں کے پاس کوئی عالمی پیغام نہیں ۱۷۸

فطرت سلیم اور عقل انسانی کا متفقہ فیصلہ ۱۸۰

قوانینِ قدرت کے ساتھ جنگ ۱۸۱

غلبہ اور فتح ابدی پیغام رکھنے والی ملت
ہی کا حصہ ۱۸۳

تخریبی قوت کی عارضی کامیابیاں ۱۸۳

قرآن کی نوید فتح ۱۸۴

www.abulhasanalinadwi.org

عرب انسانیت کی ہدایت کے پیغام کے حامل اور داعی	۱۸۷
عربوں کی روایتی فراخ دلی اور شرافتِ نفس	۱۸۸
انسانی مساوات کے اصول اور انسانیت کے احترام کا جذبہ	۱۸۹
سازشی ذہن اور مکر و فریب سے پاک عرب	۱۹۱
انتہا پسند عرب قومیت اور جاہلی عصبیت کی داعی قیادت ایک مصیبت اور آزمائش	۱۹۲
اسلام کے بقا اور حفاظت کا ذمہ اللہ نے لیا ہے	۱۹۳
اسلام کی بقا عربوں کی بقا کی ضمانت	۱۹۴
۵ رجون کے معرکہ میں اسلام کو دور رکھا گیا	۱۹۶
کوئی مستعار دعوت قوموں کے تنِ مردہ میں جان نہیں ڈال سکتی	۱۹۷
عربی اسلامی ملت کو نئے پیغام کی ضرورت نہیں	۱۹۷
عربوں کی موجودہ قیادت سمندر کی جھاگ کی مانند	۱۹۸
حالات بدلیں گے	۱۹۸

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچۂ کتاب

ہر اس شخص کی نظر میں جو اس کائنات میں خدا کے جاری کردہ قوانینِ فطرت اور سنت اللہ سے واقف ہے، اور اس کی ابدی اور لافانی کتاب قرآن مجید میں غور اور تدبر کا عادی اور تاریخ عالم سے باخبر ہے، یہ قومی سانحے اور تاریخی حوادث جو دنیا کے مختلف ملکوں میں اور مختلف قوموں کے ساتھ پیش آتے رہتے ہیں، محض اتفاقات یا اچانک اور بے سبب واقعات کہلانے کے مستحق نہیں، بلکہ یہ ان واقعات و حوادث و تنبیہوں اور تازیانوں کے طویل سلسلہ کا قدرتی اور حتمی نتیجہ ہیں، جن کو بروقت سمجھنے اور ان سے ٹھیک ٹھیک نتائج اخذ کرنے کی توفیق اللہ تعالیٰ کے ان ہی بندوں کو ملتی ہے جو کسی درجہ میں ایمانی فراست کے حامل ہوتے ہیں، اور فہم صحیح کی دولت سے محروم نہیں ہوتے اور یہ وہ لوگ ہیں جن کی صفت اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس طرح بیان فرمائی ہے:-

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِیْنَ○ اس میں صاحبِ فراست بندوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں۔

(الحجر۔۷۵)

(۱) یہ حوادث و مصائب زیادہ تر ان عوامل کا نتیجہ ہیں جو نفسیاتی اور اندرونی طور پر قوم و معاشرہ کی زندگی میں برابر اپنا عمل کرتے رہتے ہیں، ان عوامل و اسباب کے مزاج و

www.abulhasanalinadwi.org

اندازاوران کے تیوروں کو دیکھ کر ہر سلیم الطبع آدمی اس بات کی پیشین گوئی کرسکتا ہے کہ اس قوم اور معاشرہ کا یہ انجام ہونے والا ہے، اس کے لئے نہ اس کو کسی وحی والہام کی ضرورت ہے، نہ کسی غیر معمولی ذہانت اور باریک بینی کی، وہ محض ان عوامل کو اپنے پیش نظر رکھ کر ان کے انجام کو اسی طرح بتا سکتا ہے، جس طرح وہ شخص جو بارش کے اوقات و علامات جانتا ہے، اس کے آثار دیکھ کر بارش کی پیشین گوئی کرسکتا ہے (۱) بلکہ اس کا وقت بھی متعین کردیتا ہے، حالانکہ اس کی معلومات صرف موسم کے تغیرات سے باخبری، ملک کی آب وہوا کے صحیح علم اور اپنے مسلسل تجربوں پر مبنی ہوتی ہیں، یا جس طرح قدیم زمانہ میں عرب کے بدو اپنے تجربہ کی مدد سے بارش اور آندھی کے اوقات بتادیا کرتے تھے یا آج کی جدید رصدگاہوں کے ماہرین فلکیات وموسمیات پہلے سے اس کی خبر دے دیتے ہیں۔

(۱) پانچویں صدی ہجری میں بیت المقدس پر صلیبیوں کا تسلط اور اس کے بعد ساتویں صدی ہجری میں عالم اسلام پر تاتاریوں کی یورش اور بغداد کی پامالی محض بے سر پیر کے واقعات نہیں تھے، جن کو صرف تقدیر کی گردش اور قسمت کی خرابی اور اتفاقِ زمانہ کہہ کر اپنا پیچھا چھڑالیا جائے (۱) یہ دونوں واقعات دراصل اس طویل سلسلۂ اسباب کا نتیجہ تھے، جس میں اخلاقی امراض، حد سے بڑھی ہوئی بے اعتدالی و کج روی، مجرمانہ افعال و حرکات، مسلسل مغالطے اور خود فریبیاں اور ایسے حالات کی موجودگی شامل ہے، جس میں کسی زمانہ اور کسی جگہ بھی باقی رہنے کی صلاحیت نہیں (۲) اور سب سے بڑھ کر زندگی کا وہ طرز جو خدا اور رسول کو ناپسند ہے، اور جو دین صحیح اور عقل سلیم کسی اعتبار سے بھی جائز نہیں (۲)

اگر ہم تاریخ وتراجم، سیر وسوانح اور شعر وادب کے اس ذخیرہ پر نظر ڈالیں جس میں اس عہد کے معاشرہ کی عکاسی اور اس کے رجحانات ومیلانات کی سچی تصویر موجود ہے،

www.abulhasanalinadwi.org

تاریخ کی ان کتابوں کا مطالعہ کریں جس میں ہر سنہ کے اہم واقعات قلمبند کیے گئے ہیں یا اگر صرف سقوط بغداد سے قبل اور سقوط کے بعد کی تاریخ دیکھ لیں تو ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ تاتاریوں کی تباہ کاری اور بغداد کی تباہی (نَعُوْذُ بِاللّٰہِ) قدرت کا کوئی اندھا بہرا فیصلہ نہیں تھا، بلکہ خدائے عزیز و علیم کی حکمت و اندازہ کا نتیجہ اور تقاضا تھا۔

اس سلسلہ میں یہ چند سطریں ہمارے لئے کافی ہیں، جو ساتویں صدی ہجری کے ایک عرب مصنف و مؤرخ ابوالحسن خزرجی نے بغداد پر تاتاریوں کے قبضہ سے پہلے اہل بغداد کی حالت بیان کرتے ہوئے قلمبند کی ہیں:-

"انھیں صرف اپنی جائدادیں بنانے اور آمدنی بڑھانے کی فکر تھی، ملک کے اجتماعی مصالح اور مفاد عامہ سے ان کو کچھ دلچسپی نہ تھی، وہ ان دنیاوی امور میں مشغول تھے، جن کا کوئی جواز نہیں، حکام کا ظلم بہت بڑھ چکا تھا، اور وہ صرف استحصال و انتفاع میں لگے ہوئے تھے، واقعہ یہ ہے کہ حکومت کفر کے ساتھ تو چل سکتی ہے، لیکن ظلم کے ساتھ زیادہ دنوں تک باقی نہیں رہ سکتی۔"[1]

دسویں صدی کے ایک مشہور عالم و مؤرخ مفتی قطب الدین نہروانی مکی، مستعصم کے عہد میں اہل بغداد کا حال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"نرم و گرم بستروں میں آسودہ، بغداد کے کنارے چین کی بانسری بجانے والے آب رواں اور صحن گلشن کے عادی، دوست احباب کی محفلیں گرم اور دسترخوان میووں اور مشروبات سے پُر، انھوں نے نہ کبھی حرب و ضرب سے واسطہ رکھا نہ جنگ کی تلخی سے ان کے کام و دہن آشنا ہوئے۔

---

[1] المسجد المسبوک [2] الاعلام باعلام بیت اللہ الحرام ص۱۸۱ (یورپین ایڈیشن)

www.abulhasanalinadwi.org

① ذرا ۱۹۴۸ء سے لے کر ۱۹۶۷ء تک کے درمیانی وقفہ میں عالم عربی پر نظر ڈالئے آپ کو کیا نظر آئے گا؟ عرب ملکوں کا سیاسی عدم استحکام، قوت فیصلہ کا فقدان، مغربی ملکوں کی ذہنی غلامی و مرعوبیت، ان کے سربراہوں، حکمرانوں اور لیڈروں کی اخلاقی کمزوریاں، ان کی راحت طلبی، عیش کوشی اور لذت پرستی، خاص طور پر مصر (جو عالم عربی کا امام اور فکری، ادبی، علمی اور دینی تحریکوں کا قائد ہے) کے ادبا روا ہل قلم کی[1] دینی بنیادوں اور قدروں پر تیشہ زنی، اخلاقی و اجتماعی قدروں کی پامالی، تاریخی مسلمات و حقائق کا انکار اور صالح معاشرہ اور پاکیزہ کردار کی بنیادوں کو جڑ سے ہلا دینے اور ایسی فکری انارکی ولاقانونیت پھیلانے کے لئے (جس میں معروف و منکر اور حق و باطل سب ایک ہو جائیں) ادب و قلم کی ساری قوتوں کو متحد و صف آرا کر دینا، موقع پرستی، ابن الوقتی، لذت پرستی، علاقائی عصبیت، فرعونی دور و تہذیب سے انتساب و فخر، مغرب زدگی اور ایک ایسے ادب کا فروغ جس کو قرآن مجید میں "زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا" (خوش نما اور چکنی چپڑی باتیں جو صرف دھوکا ہیں) کہا گیا ہے ___ عقائد میں شکوک و شبہات، اخلاق و رجحانات میں حد سے بڑھی ہوئی بے راہ روی، اذواق و طبائع میں انتہا درجہ کی کج روی اور بے اعتدالی، دلوں میں بزدلی اور پست ہمتی، ارادہ و عمل میں انفعالیت اور جذباتیت، اور نازک سے نازک وقت اور سخت سے سخت گھڑی میں بھی لہو ولعب اور عیش و طرب کی گرم بازاری، علما روا ہل دین کا حق بات کہنے اور تنقید و احتساب سے گریز، جھوٹے اور مصنوعی معیاروں کے سامنے ان کی سپر اندازی اور معیار زندگی کو بلند کرنے، اپنے اہل و عیال اور اپنے گھرانے کو

---

[1] اس سلسلہ میں مسلمانوں میں سے ڈاکٹر طٰہٰ حسین، محمد حسین ہیکل، احمد لطفی السید، اور عیسائی اہل قلم میں سے سلامہ موسیٰ وغیرہ کا نام خاص طور پر قابل ذکر ہے، اس سلسلہ میں سب سے بڑا نقصان ڈاکٹر طٰہٰ حسین کی انتشار و تشکک آفریں تحریروں سے پہونچا۔

www.abulhasanalinadwi.org

خوشحال بنانے اور جائز و ناجائز طریقہ سے ان کے ہر مطالبہ اور فرمائش کو پورا کرنے کے لئے ان کی بے ضمیری، عوام و محنت کش طبقہ کا لہو و لعب، گانے باجے (ریڈیو، ٹیلی ویژن اور سینما) اور ہر اس چیز سے والہانہ اور روزافزوں عشق جس سے باصرہ اور سامعہ لطف اندوز ہوں، یا جس کے تصور ہی سے تمتع حاصل ہوتا ہو، اور اس کے بعد ان کی تمام طبقوں کا (اپنی سطح اور معیار تعلیم کے اختلاف کے باوجود) ایک واحد نقطہ پر اجتماع یعنی زندگی سے عشق اور موت سے گھبراہٹ اور فرار، ہر قسم کے اقدام، جرأت اور بروقت اور صحیح فیصلہ سے محرومی و معذوری۔

(۷) جس شخص کے سامنے یہ حقائق اور ذاتی مشاہدات[1] ہوتے، وثوق اور جزم کے ساتھ یہ فیصلہ کر سکتا تھا کہ یہ قومیں دشمن کا پہلا وار بھی برداشت نہیں کر سکتیں اور ایک معمولی سی

---

[1] عالم عربی کی یہ مریضانہ کیفیت تھی کہ مصر میں ۱۹۵۲ء میں ایک نئی قیادت ابھری یہ صدر ناصر کی قیادت تھی، اس قیادت نے عرب اور مصر کو ایک ذہنی و اخلاقی انتشار، اسلام کی زندگی اور قیادت کی صلاحیت سے مایوسی کے احساس اور عزت و استحکام کو کسی اور فلسفہ زندگی کے سائے اور کسی مشرقی یا مغربی بلاک کے دامن میں تلاش کرنے کی کوشش پر "سونے پر سہاگہ" کا کام کیا کہ اس قیادت نے جو مصری قوم کے مزاج اور اس کی کمزوریوں سے شاید تمام پچھلی قیادتوں کے مقابلے میں زیادہ واقف تھی، ہر طرح کی تنقید و اختلاف پر پابندی عائد کر دی نفس اور خواہشات کو ہر طرح کی آزادی دی گئی، اور یہی فوجی ڈکٹیٹر شپ کا صحیح مزاج ہے، ذہنی انتشار، اخلاقی زوال اور نفس و جذبات کی آزادی کے عوامل کے استیصال کے بجائے ان کے پھلنے پھولنے اور ترقی کرنے میں اپنی قیادت کی بقا اور ارتقاء کا راز سمجھا، اور مصر کی صحافت، ادب و لٹریچر، حکومت کے ذمہ داروں کی تقریریں، اخبارات اور رسائل میں چھپنے والے کارٹون، ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے پروگرام، قومیت عربیہ اور فرعونی تہذیب اور اشتراکیت کی تبلیغ و اشاعت سب اس کے شاہد ہیں کہ ان عوامل اور رجحانات کی پوری ہمت افزائی اور سرپرستی کی گئی ہے اور جدید قیادت کے اس دور میں مصر کا ذہنی انتشار، اخلاقی زوال اور دینی حمیت و غیرت کا فقدان اپنے نقطہ عروج کو پہنچ گیا۔

www.abulhasanalinadwi.org

چوٹ بھی ان کے لئے ضرب کاری ثابت ہو سکتی ہے (۸) اور ان کے لئے اپنے دین، اپنی عزت، اپنے مقدس مقامات اور اپنے ملی وجود کو برقرار رکھنا بھی بہت مشکل ہے (۸)

(۹) یہ وہ حقیقت تھی، جو اللہ کے ان بہت سے بندوں کی زبان وقلم پر بے ساختہ جاری ہو گئی جن کو تدبر قرآن، سنت اللہ کے علم اور تاریخ عالم سے واقفیت کا کچھ حصہ نصیب تھا، اور انھوں نے اپنی تحریروں اور تقریروں کے ذریعہ پہلے ہی ان حالات کے اس حتمی اور یقینی انجام کی پیشین گوئی کر دی جو ۵ رجون ۱۹۶۷ء کو ایک واقعہ اور المیہ بن کر ہمارے سامنے آیا، (۹) یہ کوئی کشف والہام یا پھر کسی بڑی غیر معمولی ذہانت کی دلیل نہیں بلکہ حالات کے مطالعہ سے صحیح نتیجہ نکالنے اور اسباب سے مسببات، مبادی و مقدمات سے نتائج و ثمرات تک پہونچنے کی ایک عام فطری بات ہے جس کی صلاحیت ہر سلیم الطبع انسان میں موجود ہے۔

۵ رجون ۱۹۶۷ء کی ہزیمت بھی اسی فساد کا نقطۂ عروج تھا جس کی طرف ابھی ہم نے اشارہ کیا ہے، اور جس نے اب بہت سی آنکھوں سے پردہ اٹھا دیا ہے، پورا عالم اسلام اس پر بے چین و سوگوار ہے، بہت سے اہل قلم و اہل نظر اور اسلام و عالم اسلام کے مسائل سے دلچسپی رکھنے والے اپنے اپنے نقطۂ نظر سے ان عوامل و اسباب پر پوری بحث کر چکے ہیں جنھوں نے مسلمانوں کو یہ روز بد دکھایا ہے، اس پر اتنی بڑی تعداد میں کتابیں شائع ہو چکی ہیں، کہ ایک پورا کتب خانہ تیار ہو گیا ہے، اور اس کا پورے طور پر احاطہ و جائزہ بھی دشوار ہے۔

مصنف کتاب نے اس المیہ کے وقوع سے کئی سال قبل اس موضوع پر کچھ لکھا اور کہا تھا اور اس کی زبان وقلم پر بعض ایسے حقائق جاری ہوئے تھے، جو بعد میں امر واقعہ بن کر سامنے آئے، یہ در حقیقت کوئی الجھا ہوا پیچیدہ اور مبہم مسئلہ نہیں ہے، اس کے لئے صرف قرآن مجید سے کسی درجہ کی مناسبت، قوانین فطرت اور سنت اللہ سے

www.abulhasanalinadwi.org

کسی قدر واقفیت اور اس منطقہ اور علاقے کے حالات سے باخبری شرط ہے جس پر دفاع کی سب سے بڑی اور براہ راست ذمہ داری تھی۔

(۱۰) جب یہ المیہ پیش آیا تو قدرتی طور پر مصنف کے بحث و نظر کا موضوع بنا اور اس سلسلہ میں متعدد مضامین اس کے قلم سے نکلے اور عالم عربی کے متعدد اہم مقامات اور مواقع پر اس کو اظہار خیال کا موقع ملا، ان تمام تحریروں و تقریروں میں مرکزی نقطہ قرآن مجید کی روشنی، سنت اللہ اور قوانین فطرت اور اقوام عالم کے تاریخی تجربات اور اسباب و مسببات کا باہمی ربط ہے۔

مصنف نے اس میں اس کی کوشش کی ہے کہ جن حالات سے اس وقت یہ عرب اقوام دوچار ہیں، ان کی کوئی مبالغہ آمیز، مصنوعی اور خیالی تصویر سامنے نہ آئے بلکہ ان کے حقیقی امراض اور اصل کمزور پہلوؤں پر انگلی رکھ دی جائے اور ان کا موثر اور کارگر علاج بتایا جائے۔

یہ تحریریں اور تقریریں مختلف موقعوں پر کی گئیں لیکن ایک وحدت ان سب کو ایک لڑی میں پروئے ہوئے ہے، اور وہ ہے ناکامی کے حقیقی اسباب کی تلاش، اور صراحت اور صفائی کے ساتھ اس سے آگاہی جس میں نہ ابہام ہے، نہ الجھاؤ، نہ مداہنت نہ نفاق۔

آخر میں "فتح بالآخر اسلام کے حلقہ بگوش عربوں کی ہے" کے عنوان سے ایک نئے مضمون کا اضافہ کیا جا رہا ہے، جس سے یہ کتاب دل شکستگی اور مایوسی پیدا کرنے کے بجائے زندگی اور امید کا ایک نیا پیام دیتی ہے۔

ملت پر جو مصائب آتے ہیں یا اس کے کسی جزء یا عنصر کو وسیع اسلامی دنیا کے کسی حصہ میں بھی کسی شکست و ذلت یا چشم زخم کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو اس کی حیثیت نہ کسی مقامی واقعہ کی ہوتی ہے نہ کسی وقتی حادثہ کی جس کو اس ملک یا اس زمانہ کے ساتھ

www.abulhasanalinadwi.org

مخصوص سمجھ کر نظر انداز کر دیا جائے، بغداد کی تباہی بہت کچھ ان لوگوں کی نااہلی کا نتیجہ تھا، جن کے ہاتھوں میں زمام کار تھی، یا چند امراء اور وزراء کی ضمیر فروشی یا دین و ملت سے غداری کا، جنھوں نے اپنے محدود و مذموم مقاصد کے ماتحت تاتاریوں کو حملہ کی دعوت دی تھی، لیکن مورخین اسلام نے اس واقعہ کو تاریخ اسلام کا ایک جزء بنا دیا، جو اس وقت سے اس وقت تک برابر دہرایا جاتا رہا ہے، اس کے وسیع اسباب و علل تلاش کئے، جن لوگوں پر اس واقعہ کی ذمہ داری عائد ہوتی تھی ان کا سراغ لگایا، ان کا بغیر کسی رو رعایت کے احتساب کیا، اپنے اس فریضہ کے ادا کرنے میں جو دشوار بھی تھا، اور ناخوشگوار بھی، نہ آخری خلیفہ مستعصم باللہ کی ذاتی دینداری، مذہبی زندگی، اور نیک نفسی ان کی تنقید و احتساب کی راہ میں حائل ہوئی، نہ وزیر ابن العلقمی کی قابلیت اور اس کے فرقہ کی مظلومیت مانع ہوئی اور نہ محقق نصیر الدین طوسی کا یگانہ علم و فضل اور اس کی جلیل القدر علمی خدمات ان کا قلم پکڑ سکیں، اس المیہ کے وقوع میں جس کا جتنا حصہ تھا، انھوں نے پوری بیباکی کے ساتھ اس کا تعین کیا، اور اس حیثیت سے ہمیشہ کے لئے ان کے ناموں کو تاریخ میں محفوظ کر دیا، اسی طرح آخری خوارزمی سلطان علاؤ الدین خوارزم شاہ کی اس بے دانشی اور ناعاقبت اندیشی کو انھوں نے آج تک معاف نہیں کیا، جو تاتاریوں کے حملہ اور عالم اسلام کی عالمگیر مصیبت کا اصل سبب تھی۔

ہندوستان کے اسلامی عہد کی تاریخ میں ان بے وفاؤں اور ضمیر فروشوں کا نام ہمیشہ لیا جاتا رہے گا، جو کسی جاں باز مسلمان بادشاہ یا کسی باحمیت اور غیور مجاہد کے منصوبے کو ناکام بنانے اور اس کی جانفشانیوں اور سرفروشیوں پہ پانی پھیرنے کے ذمہ دار تھے، اس سلسلہ میں بنگال کے میر جعفر، دکن کے میر صادق اور غلام علی

www.abulhasanalinadwi.org

اور ہنگامہ ۱۸۵۷ء کے ملت فروشوں کا نام ضرور لیا جائے گا، ملت میں حمیت و غیرت کے قائم رکھنے، دوست و دشمن کو پہچاننے اور اپنا احتساب کرنے کی عادت باقی رکھنے کے لئے یہ ناخوشگوار فرض انجام دینا ضروری ہے، خواہ اس کے لئے دل پر پتھر رکھنا پڑے، بڑی بڑی جنگوں میں شکستوں کے اسباب کا دریافت کرنا، ناکامیابیوں کے علل و اسباب سے بحث کرنا فلسفۂ تاریخ کا ایک ضروری باب اور قوموں کی زندگی و حفاظت کا ایک اہم راز ہے، اس لئے گذشتہ دو عظیم عالمگیر جنگوں (۱۹۱۴، ۱۹۱۸ء - ۱۹۳۹، ۱۹۴۵ء) پر ناقدانہ اور محققانہ کتابوں کا سلسلہ یورپ میں ابھی تک بند نہیں ہوا، اور جن ملکوں نے ان دونوں جنگوں میں شکست کھائی انھوں نے اپنے قائدین کے احتساب میں کسی رعایت سے کام نہیں لیا، اور آج بھی ان کا ضمیر اور قلم اس کام میں مشغول ہے۔

۵ رجون ۱۹۶۷ء کی شکست اس حیثیت سے بھی کوئی مقامی اور علاقائی واقعہ اور وقتی اور ہنگامی حادثہ نہ تھا کہ اولاً اس کا تعلق مسجد اقصیٰ اور فلسطین کی متبرک سرزمین سے تھا جس سے مسلمانوں کو دینی، تاریخی اور جذباتی لگاؤ اور گہری وابستگی ہے، ثانیاً ان عربوں سے جو در اصل اسلام کا رأس المال اور اس کی اشاعت و ترقی کا سرچشمہ ہیں، نیز اس وجہ سے بھی کہ اس نے دنیا کے سارے مسلمانوں کو ساری دنیا کی نگاہ میں ذلیل و خفیف کر دیا، اور اس ساکھ کو ختم کر دیا، جو غلط یا صحیح طور پر صدیوں سے قائم چلی آ رہی تھی، اور سب جانتے ہیں کہ کسی تاجر یا کمپنی کی اصل دولت اس کی تجارتی ساکھ اور کسی حکومت یا سلطنت کی اصل طاقت اس کی سیاسی دھاک ہوتی ہے، اسی بنا پر کسی فرم کا نام یا ٹریڈ مارک بڑی سے بڑی قیمت دے کر خریدا جاتا ہے کہ اس کے ساتھ اس کی تاریخ اور سالہا سال کے تجربے وابستہ ہوتے ہیں، اور اس شکست کا سب سے تاریک پہلو یہ تھا کہ

www.abulhasanalinadwi.org

عربوں کی اور ان کے ساتھ ان مسلمانوں کی جن کی عزت ان سے وابستہ تھی ساکھ ختم ہوگئی، اور وہ دھاک جاتی رہی جو صدیوں سے دلوں پر بیٹھی تھی، اس لئے یہ واقعہ کسی حیثیت سے بھی نظرانداز کرنے کے قابل نہیں اور کسی مسلمان صاحب قلم یا ناقد و مقرر کو یہ کہہ کر روکا نہیں جا سکتا کہ یہ عربوں کا اپنا معاملہ تھا، اس پر ہمیں بحث کرنے کی ضرورت نہیں نیز اس شکست میں ایسے عبر و بصائر مضمر ہیں، جو قرآن مجید کے اعجاز کا اعلان اور اس کی صداقت کو عالم آشکارا کرتے ہیں، اس سے فائدہ نہ اٹھانا، اس سے قرآن مجید کے فہم اور ایمان کی ازدیاد و ترقی میں کام نہ لینا، اس سے مختلف اسلامی ملکوں اور اقوام کو سبق لینے کی دعوت نہ دینا ایک کھلی ہوئی نشانی سے آنکھیں بند کر لینا ہے، اور ایک نادر موقع کھو دینے کے مرادف ہے۔

وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ۝ (یوسف۔ ۱۰۵)

زمین اور آسمانوں میں کتنی ہی نشانیاں ہیں جن پر سے یہ لوگ گذرتے رہتے ہیں اور ذرا توجہ نہیں کرتے۔

شاید مصنف کتاب ان تقریروں اور مقالات کے بڑے آب و تاب کے ساتھ عربی میں شائع ہو جانے[۱] اور مختلف اردو رسائل و اخبارات میں ان کے تراجم کی اشاعت پر اکتفا کرتا (اگرچہ یہ دیکھا گیا ہے کہ ان کا فائدہ وقتی ہوتا ہے، اور وہ ان اخبارات و رسائل کی فائلوں میں مدفون رہ جاتے ہیں) لیکن صدر ناصر کی وفات پر دینی و علمی حلقوں میں جس زور شور سے ان کا ماتم کیا گیا اور جس بلند آہنگی کے ساتھ ان کے کارنامے اور فضائل و مناقب کا اعلان کیا گیا گویا وہ اس عہد کے سب سے بڑے فاتح، عربوں اور مسلمانوں کی

[۱] یہ مجموعہ ۱۹۶۹ء میں دار القلم کویت کی طرف سے "المسلمون وقضیۃ فلسطین" کے نام سے شائع ہوا تھا علیحدہ رسائل کی شکل میں بھی ہزاروں کی تعداد میں کئی کئی بار یہ مقالات شائع ہوئے۔

www.abulhasanalinadwi.org

عزت کو چار چاند لگانے والے اور تاریخ اسلام کے عظیم ترین قائدین و مصلحین میں تھے۔

مصر میں اس موقعہ پر جو کچھ کہا اور کیا گیا اس پر کوئی تعجب نہیں کہ عہد فراعنہ سے لے کر اس وقت تک اس قوم کا مزاج تاریخ کے ایک طالب علم اور ہر اس شخص کو معلوم ہے، جس کو اس ملک میں کچھ وقت گذارنے کا موقع ملا ہے جس کو فاتح مصر سیدنا عمرو بن العاص نے ایک جملے میں ادا فرمایا تھا کہ "هم عبيد لمن غلب"[1] نیز جس کو اس ملک کی مجبوریوں اور

---

[1] مصریوں کی خوش عقیدگی، غیر ذمہ داری، کم فہمی اور اقتدار پرستی کا تازہ نمونہ صدر جمال عبد الناصر کی وفات کے بعد مصر کے سرکاری اخبارات میں شائع شدہ درج ذیل جملے ہیں۔

• "اس زمانے کے نبی نے دنیا سے رحلت فرمائی، جمال عبد الناصر کا سال کے اسی دن انتقال ہوا جس میں اللہ نے اپنے نبی محمد بن عبد اللہ پر معراج کی تجلی ظاہر کی اور ان کو اپنے پاس سدرة المنتهیٰ تک بجوئی اور پاس خاطر کے لئے بلایا ٹھیک اسی طرح جس طرح اللہ نے اپنے حبیب جمال کے لئے کیا، آپ کا سفر بھی ٹھیک اسی طرح ہوا تھا جس طرح جمال کا ہوا، جمال عبد الناصر کا انتقال نہیں ہوا بلکہ وہ آسمانی سفر پر اس طرح روانہ ہوئے جس طرح انبیاء اور قدسیوں کا سفر ہوتا ہے۔" (الجمہوریہ ۳ اکتوبر ۱۹۷۰ء)

• "اے جمال عبد الناصر، اے وطنیت کے نبی، حریت کے رسول، شبِ معراج میں آپ کا نام اور آپ کا جسم آسمان پر پہونچا، قدوسیوں اور ابرار سے آپ کی ملاقات ہوئی، آپ اس قافلہ میں شامل ہو گئے جو اس زمین اور آسمان میں زندگی کا موجد ہے۔" (الجمہوریہ کے اداریہ سے۔ ۲۹ ستمبر ۱۹۷۰ء)

• "اے وہ جس سے بڑھ کر معزز و محترم دنیا نے کبھی نہیں دیکھا، حوادث کے سامنے ثابت قدم رہنے والا اور جس وقت چاہے، جہاں چاہے اور جس طرح چاہے ان میں تصرف کرنے والا۔" (ایضاً)

"اگر آنسو سمندر بن جائیں اور دریا روشنائی بن جائیں تب بھی ان کی تعزیت نہیں ہو سکتی اس لئے کہ ایسے لوگ الفاظ و کلمات سے بالاتر ہیں بلکہ وہ خود الفاظ و کلمات ہیں۔" (الجمہوریہ (اداراتی نوٹ) ۵ اکتوبر ۱۹۷۰ء)

(باقی صفحہ ۲۲ پر)

www.abulhasanalinadwi.org

وہاں کے باحمیت مسلمانوں کی بے بسی کا اندازہ ہے اس کو بھی اس پر کوئی تعجب نہیں ہوگا لیکن تعجب ہندوستان اور پاکستان پر ہے کہ انھوں نے ان حقائق سے کیسے آنکھیں بند کرلیں جو روزِ روشن کی طرح عیاں ہیں، اور انھوں نے اس آسانی کے ساتھ اس نقصان عظیم کو بھلا دیا جو دانستہ و نادانستہ عربوں اور مسلمانوں کو اس غیر دینی اور غیر دانشمندانہ قیادت سے پہونچا، مصنفِ کتاب اس گرویدگی اور شیفتگی کو اچھی طرح سمجھتا ہے، جو ہندوستانی مسلمانوں کی "گیلی پولی" اور سقاریہ کے معرکے کے فاتح اور ترکی کی عزت بچا لینے والے مصطفےٰ کمال پاشا (کمال اتاترک) کی ذات سے تھی، اور اس کو بہت حد تک حق بجانب سمجھتا ہے، پھر بھی اس عقیدت میں اس وقت انقلاب عظیم رونما ہوگیا، جب کمال اتاترک نے خلافت کو ختم کیا، اسلامی قانون اور عربی حروف پر خط نسخ پھیرا اور تواتر کے ساتھ اس کی اسلام دشمنی اور شریعت بیزاری ثابت ہوگئی، لیکن وہ بے تکلف اس حقیقت کا اظہار کرتا ہے کہ اس کا ذہن اس عقیدت و عظمت کی وجہ سمجھنے سے قاصر ہے، جو برصغیر ہند و پاک کے مسلمانوں کو صدر ناصر مرحوم کی ذات سے پیدا ہوگئی ہے، اور جس کا اظہار بہت سے مسلم اخبارات اور اداروں کی طرف سے ہوا، اس لئے کہ یہاں کسی ایسے کارنامہ یا فتح و کامیابی کا پتہ نہیں چلتا جو کمال اتاترک کی زندگی میں نظر آتا ہے اور جس کا اعتراف اس کا بدترین سے بدترین دشمن بھی کرنے پر مجبور ہے۔

ایک مسلمان کی طرح مصنف کے لئے بھی دنیا سے چلی جانے والی کسی شخصیت کی کمزوریو

(باقی صفحہ ۲۱ کا)

"نیا کلمہ: لا الٰہ الا اللہ ناصر حبیب اللہ۔ ہمارے آباء و اجداد آپ کے نغمے گاتے رہے آپ ان کے لئے ایک حسین کہانی یا خواب تھے، چار ہزار برس سے وہ اس امید میں جی رہے تھے کہ آپ ظاہر ہوں آخر کار بیسویں صدی کے نصف آخر میں اہل مصر کا یہ خواب شرمندۂ تعبیر ہوا۔" (الجمہوریہ یکم اکتوبر ۱۹۷۰ء) (ہفتہ وار ایڈیشن)

www.abulhasanalinadwi.org

کی نشاندہی کرنا اور اس کا بار بار ذکر چھیڑنا اور اس کی داستان کو طول دینا ہرگز کوئی
خوشگوار کام نہیں، برصغیر کے اہل علم واقف ہیں کہ اس کے لکھنے والے کا ناتواں و کم سواد قلم
ہمیشہ اسلاف کے کارناموں کے اجاگر کرنے اور ان کے علمی و دینی خدمات کے روشن کرنے
کے لئے وقف رہا ہے، اس کا پسندیدہ موضوع اور اس کے قلم کی محبوب جولاں گاہ "تاریخ
دعوت وعزیمت" ہے نہ کہ داستانِ ذلت وہزیمت، لیکن قرآن مجید کے ایک حقیر طالب علم، واقعات
وحوادث سے سبق لینے والے ایک مسلمان اور عربوں اور مسلمانوں کی قسمت سے اپنی قسمت
وابستہ سمجھنے والے ایک انسان کی حیثیت سے اس نے اپنا فرض سمجھا کہ وہ اپنی ملت کو
اپنے کمزور پہلوؤں کو بھی دیکھنے، اپنی بیماریوں کو سمجھنے اور اپنے قائدین کا احتساب کرنے
کی دعوت دے کہ قومیں اور ملتیں اس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتیں۔

(۱۲) یہ فرض خواہ کتنا ہی دشوار و ناخوشگوار ہو، خواہ وہ کتنی ہی تنقید و ملامت اور دوستوں کے
غم وغصہ کو دعوت دے بہرحال ایک داعی حق کے لئے ایک دینی فریضہ، ایک آشنائے حقیقت کے لئے
ادائے شہادت اور ایک دردمند معالج کے لئے ضروری عمل جراحی کے مرادف ہے اور۔ ع (۱۳)

عاشقاں بندۂ حال اند و چناں نیز کنند

مصنف کے دردمند دل کو یہ دیکھ کر اور بھی زیادہ صدمہ ہوا کہ بہت سے خالص دینی
حلقوں میں بھی مدح وذم اور تعریف وتنقید کا معیار کسی شخص کی اسلامیت اور غیر اسلامیت
اور اسلام و مسلمانوں کا سود و زیاں نہیں رہا، بلکہ خالص دنیاوی کارنامے، مادی فتوحات
(اور افسوس وحیرت ہے کہ یہاں اس کا بھی وجود نہیں) سیاسی پروپیگنڈہ، اخبار نویسوں
اور اہلِ سیاست کا خراج تحسین، ماتمی جلوس اور جنازہ کی دھوم دھام اور اس طرح کی سطحی
اور ظاہری شکلیں رہ گئی ہیں، اس سے مصنف کو یہ انکشاف آمیز احساس ہوا کہ دینی حمیت

www.abulhasanalinadwi.org

اور اسلامی غیرت میں جو اس حلقے کا سب سے بڑا سرمایۂ افتخار تھا تیزی کے ساتھ انحطاط آرہا ہے، اور یہ وہ نقصان ہے جس کی تلافی کسی طرح ممکن نہیں، یہی احساسات و مشاہدات ہیں جنھوں نے ان مضامین و تقاریر کو ایک مجموعے میں شائع کرنے کی تحریک کی جن کے متعلق خود مصنف کو احساس ہے کہ اس کا اس وقت شائع ہونا بہت سی طبیعتوں پر گراں گذرے گا، لیکن مصنف اس کی ضرورت سمجھتا ہے اور اس کو دین کی ایک اہم خدمت اور اپنی سعادت یقین کرتا ہے۔

نوا را تلخ تر می زن چو ذوقِ نغمہ کم یابی　　حُدی را تیز تر می خواں چو محمل را گراں بینی

اس کتاب کا ایک مضمون "صدر ناصر کی مخالفت کیوں؟" مصنف نے اپنے قلم سے اردو میں لکھا تھا، بقیہ مضامین عربی سے ترجمہ ہیں۔

اس حقیقت کا اعتراف بھی ضروری ہے کہ مصنف کو اپنی معذوریوں کی بنا پر ان عربی مضامین کو اردو میں منتقل کرنے میں بڑی دقت پیش آتی اگر اس کے چند عزیز رفقاء اس خدمت کو انجام نہ دیتے، ان مضامین و تقریروں کا زیادہ تر حصہ مولوی نور عظیم صاحب ندوی، اور عزیزی مولوی محمد الحسنی مدیر البعث الاسلامی کا ترجمہ کیا ہوا ہے ایک مضمون مولوی شمس تبریز خاں اور ایک مولوی اسحاق جلیس ندوی کا ترجمہ ہے۔

ذیلی عنوانات برادر عزیز مولوی اسحاق جلیس ندوی کے قائم کئے ہوئے ہیں، جن کے سلامت ذوق کی داد دینی ضروری ہے اس کتاب کی ترتیب میں ان کا بڑا حصہ ہے۔

اللہ تعالےٰ ان سب عزیزوں کو جزائے خیر دے اور ان کی اس سعی کو قبول فرمائے۔

ابوالحسن علی ندوی

دائرہ شاہ علم اللہؒ رائے بریلی

۷ نومبر ۱۹۷۰ء
۶ رمضان المبارک ۱۳۹۰ھ

www.abulhasanalinadwi.org

عالم عربی کا المیہ
اور
اس کے حقیقی اسباب

یہ مضمون عرب اسرائیل جنگ کے افسوس ناک و تکلیف دہ انجام پر واقعہ کے معاً بعد اصلاً عربی ممالک ہی کے لئے عربی میں املا کرایا گیا تھا، اس مضمون میں پوری تفصیل سے عربوں کی رسوا کن شکست کے حقیقی اسباب اور ان کی بنیادی کمزوریوں کا بے لاگ جائزہ لیا گیا ہے، اور بتایا گیا ہے کہ وہ کیا تبدیلیاں پیدا کر کے ذلت و ناکامی کے اس داغ کو دھونے کے قابل ہو سکتے ہیں، مختلف عرب اداروں اور انجمنوں کی طرف سے یہ مضمون ہزارہا کی تعداد میں شائع ہوا۔

www.abulhasanalinadwi.org

ہماری تاریخ کا تاریک ترین دن

۹؍جون ۱۹۶۷ء (مطابق ۲۹؍صفر ۱۳۸۷ھ) کا دن دنیا کے تمام مسلمانوں کے لئے ایک ایسا روزِ بد بن کر آیا جس میں ان کا سر شرم اور احساسِ ذلت کے بار سے جھک گیا، اور ان کو اپنے ہم وطنوں، بلکہ راہ گیروں سے آنکھیں ملانے میں بھی شرم محسوس ہونے لگی، اس دن یہودی فوجیں عالمِ عربی کے انتہائی اہم جغرافیائی اور فوجی مقامات پر قابض ہو چکی تھیں، اور ان کے متعدد شہر اسرائیل میں شامل ہو چکے تھے، اس سے زیادہ تکلیف دہ اور زہرہ گداز حقیقت یہ ہے کہ قبلۂ اولیٰ (مسجد اقصیٰ) حرمین شریفین کے بعد مسلمانوں کے لئے سب سے متبرک مقام بھی ان کے زیرِ نگیں ہے، اور ان کے سب سے بڑے مذہبی رہنما کے بقول دو ہزار سال کے بعد ان کو اس میں فاتحانہ داخلہ کا موقع ملا ہے۔

آٹھ سو سال بعد

۸۰۰ سال کے بعد یہ پہلا دن تھا جس میں مسلمانوں نے بیت المقدس میں جمعہ کی نماز نہیں پڑھی، اس سے پہلے صلیبی جنگ کے دور میں صرف ۹۰ نوّے برس صلیبیوں کے قبضہ میں رہا، لیکن جب تک صلاح الدین ایوبی نے اس کو دوبارہ فتح نہ کر لیا مسلمانوں نے اطمینان کی سانس نہ لی، اور وہ چین سے نہ بیٹھے۔

جمعہ اسلامی تقویم میں بہت مبارک دن ہے لیکن یہ جمعہ (۲۹ صفر ۱۳۸۷ھ) ان کے لئے بدقسمتی کا پیغام لے کر آیا، ایسی بدقسمتی جس سے واسطہ مسلمانوں کو صدیوں سے نہیں پڑا تھا، آج ہر آنکھ اشکبار، اور ہر دل بے چین و بے قرار ہے، ہر مسلمان کے گھر میں

www.abulhasanalinadwi.org

صفِ ماتم بچھ گئی ہے، اور ہر شخص اپنے کو تعزیت کا مستحق سمجھ رہا ہے۔

زخموں پر نمک پاشی

بہت سے مجروح دلوں میں امید کی ایک ہلکی سی کرن یہ پیدا ہوئی تھی کہ ہو سکتا ہے کہ جنگ کے طول کھینچنے سے نقشہ کچھ بدل جائے، کئی مبصرین اور غیر ملکی ماہرین کی یہ رائے تھی کہ اگر جنگ کچھ دن اور جاری رہی، اور عربوں نے ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا تو اس سے یہودیوں کے قویٰ شل ہو جائیں گے، اور وہ بالآخر ہتھیار رکھ دینے پر مجبور ہوں گے قریب اور بعید کی عرب حکومتیں ان متعلقہ حکومتوں کی تائید بھی کر رہی تھیں، جن پر براہ راست جنگ کا بوجھ تھا، امید پر دنیا قائم ہے، یہ گھٹا ٹوپ اندھیرے میں امید کی ایک کرن تھی، جو حسنِ ظن سے اور روشن ہو گئی تھی، لیکن امید کا یہ ٹمٹماتا ہوا چراغ بھی بالآخر اس وقت بجھ گیا، جب خود متحدہ عرب جمہوریہ نے جو اس جنگ کا علمبردار اور عربوں کی قیادت کا دعویدار تھا، بغیر کسی شرط کے جنگ بندی قبول کر لی اور جنگ ختم ہوئی۔

یہ سب ایسے ڈرامائی انداز اور اچانک طریقہ پر ہوا کہ پورا عالم اسلام حیرت زدہ اور انگشت بدنداں رہ گیا، اس کے ہوش و حواس اور سوچنے سمجھنے کی صلاحیت مفلوج ہو گئی، اس لئے کہ خود وہ ممالک جو اس مسئلہ کو لے کر اٹھے تھے، جنھوں نے خود اس کا علم بلند کیا تھا، اور میدان جنگ میں کود پڑے تھے، اب جنگ بندی قبول کر چکے تھے۔

دوسرے دن فضا بالکل بدل چکی تھی، ذلت اور ناکامی کا احساس ہر مسلمان کو تڑپا رہا تھا، اور مسلمانوں کے بعض بد اندیش ہم وطن ان کی کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے، ان کے زخموں پر نمک پاشی کر رہے تھے، اور زبان حال سے یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

www.abulhasanalinadwi.org

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خوں نہ نکلا

مسلمان صبر و سکون کے ساتھ اس تلخ حقیقت کو سننے پر مجبور تھے، اور اس ذلت آمیز سپر اندازی کی وجہ سے ان کی زبانوں پر تالے پڑ گئے تھے۔

یہ مسئلہ مقامی اور شخصی نہیں

یہ مسئلہ کوئی مقامی اور شخصی مسئلہ نہیں ہے جس کا تعلق کسی ایک ملک یا اس کے کسی ایک قائد یا لیڈر کے زوال یا اس کی سبکی و ناکامی سے ہو، اگر ایسا ہوتا تو کچھ زیادہ دشوار بات نہ تھی، حکومتوں اور قوموں کی تاریخ میں ایسے واقعات بار بار پیش آئے ہیں، خود اس امت کی تاریخ میں اس کی مثالیں بکثرت ملیں گی، لیکن دشواری یہ ہے کہ یہ مسئلہ سب عرب حکومتوں کا مسئلہ ہے، اور اس ذلت آمیز شکست کے ساتھ ان عربوں کا نام وابستہ ہے جن کے شہسواروں کی ترکتازیوں کی کہانیاں ابھی دیارِ عجم میں ضرب المثل ہیں، اور جن کے ساتھ انسانیت کی وہ تابناک تاریخ وابستہ ہے جو اس کا سب سے بڑا سرمایہ ہے، جس سے دنیا کے گوشہ گوشہ میں مسلمان ایمانی حرارت اور جوشِ عمل حاصل کرتے، مصلحین و مجددین خطباء و مصنفین، ادباء اور اہلِ قلم ہر جگہ اور ہر زمانہ میں دینی شعور بیدار کرنے اور دلوں میں دبی ہوئی چنگاریوں کو ہوا دینے میں ان ہی کے نام کا سہارا لیتے تھے، اور ان ہی پر اعتماد کرتے تھے۔

ناقابلِ اندمال زخم

اس الم انگیز اور ذلت آمیز انجام نے دراصل اس تاریخ کی عزت پر بٹہ لگایا ہے، اور

www.abulhasanalinadwi.org

گرمجوشی اور یقین وسرفروشی کے سرچشمۂ حیات کو نقصان پہونچایا ہے، اس نے دینی کام کرنے والوں، داعیوں اور مبلغوں کے لئے ایک عجیب پیچیدہ مسئلہ پیدا کر دیا ہے، یہ ایسا کاری زخم ہے جس کے اندمال کی مستقبل قریب میں کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

اسباب کی تحلیل سے عقل قاصر اور حیران

عقل اس افسوسناک ہزیمت کے اسباب کی تحلیل سے قاصر اور حیران ہے جب وہ متعلقہ ملکوں کا جغرافیائی محل وقوع، عربوں کے وسائل اور طاقتوں کا جائزہ لیتی ہے، اور تعداد کے تناسب اور رسد و مدد میں اسرائیل اور عربوں کے درمیان عظیم ترین فرق پر نظر ڈالتی ہے تو اس کی حیرانی اور سرگشتگی کی انتہا نہیں رہتی اور اس کو تاتاریوں کے اس حملہ کے سوا پوری اسلامی تاریخ میں اور کوئی مثال نہیں ملتی، جب وہ ایک سیلاب بلاخیز کی طرح عظیم اسلامی سلطنت کے اندر گھستے چلے گئے تھے مسلمانوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ان کا رعب ڈال دیا تھا، اور ان وحشی انسانوں کو ان کے اوپر عذاب کی طرح مسلط کر دیا تھا، وہ ان کو گاجر مولی کی طرح کاٹتے تھے بھیڑ بکری کی طرح جدھر چاہتے تھے ہانک دیتے تھے۔

اسباب کی تحلیل قرآن کی روشنی میں

ان سب واقعات وحقائق کا جتنی گہری نظر سے تجزیہ و مطالعہ کیا جائے اور اس کی جس طرح تحلیل کی جائے، ہمیں قرآن مجید کے اس معجزانہ، بلیغ اور جامع لفظ سے بہتر کوئی لفظ نہیں ملتا جس کو "خذلان" کہا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

www.abulhasanalinadwi.org

إِن يَنصُرْكُمُ اللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ وَإِن يَخْذُلْكُمْ فَمَن ذَا الَّذِي يَنصُرُكُم مِّن بَعْدِهِ ۗ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ○ (آل عمران ۱۶۰)	اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا، اور اگر وہ تمہیں اپنی مدد سے محروم کردینے کا فیصلہ کرے تو پھر کون ہے جو اس کے بعد تمہاری مدد کر سکے اور اہل ایمان کو اللہ ہی پر اعتماد اور بھروسہ کرنا چاہیئے۔

لمحۂ فکریہ

ہمیں سوچنا چاہیئے کہ یہ شرمناک شکست اور ساری دنیا کے سامنے رسوائی آخر کیوں ہوئی، کل تک نصرت الٰہی ان کے جلو میں تھی، فتح وظفر ان کے ہم رکاب تھی معجزے رونما ہوتے تھے، آسمانی لشکر ان کی مدد کے لئے اترتے تھے، یہاں تک کہ مسلمانوں اور بالخصوص عربوں کو یہ یقین سا ہو گیا تھا کہ خداوندی نصرت ہر معرکہ میں ان کی حلیف ہے پھر یہ کہ فلسطین کا مسئلہ اور مسجد اقصیٰ کا معاملہ حق وانصاف پر مبنی، عقل ومنطق ہر لحاظ سے جائز اور درست اور خدا وخلق خدا دونوں کے نزدیک ہر حمایت واعانت کا مستحق تھا، دوسری طرف اسرائیل ظلم اور جرم، غاصبانہ ذہنیت اور قومی تکبر کی بنیاد پر قائم ہوا تھا، "مغضوب علیہم" یہودی اللہ تعالیٰ کی ذلیل ترین مخلوق میں شمار ہوتے تھے، اور سب سے زیادہ بزدل اور غلام فطرت سمجھے جاتے، اس نوزائیدہ ریاست (اسرائیل) کے باشندے مختلف رنگوں اور قوموں کا مجموعہ یا زیادہ صحیح الفاظ میں بھان متی کے کنبہ کی طرح تھے، جو دنیا کے مختلف حصوں سے یہاں آکر جمع ہو گئے تھے، عرب ممالک نے ان کو اسی طرح گھیر رکھا تھا جس طرح گلے کا ہار یا زنجیر ہوتی ہے ان کی حیثیت وہ تھی جو ایک متلاطم وموّاج سمندر میں

www.abulhasanalinadwi.org

ایک چھوٹے سے خاموش جزیرہ کی ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ان کے متعلق یہ تھا:۔

وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ؕ — اور ان پر ذلت و مقہوریت اور عاجزی و درماندگی کی چھاپ لگادی گئی ہے اور اللہ کا غضب انھوں نے اپنا لیا ہے۔ (البقرہ-۶۱)

اس سب کے باوجود جنگ کا نتیجہ وہ ہوا جو دنیا کے سامنے آچکا ہے جس نے عربوں ہی کو نہیں بلکہ پوری اسلامی دنیا کو رسوا کر کے رکھ دیا ہے۔

تلخ حقیقت

اصل حقیقت جو بلا شبہ تلخ ہے، یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عربوں کو اسلام کے پیغام کی اشاعت کے لئے انتخاب فرمایا تھا، اور ان پر اس کی حفاظت اور تبلیغ و دعوت کی ذمہ داری ڈالی تھی، اور قیامت تک کے لئے ان کو اس پر مامور کیا تھا، اللہ تعالیٰ نے ان کی تقدیر اسلام اور بعثت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس طرح وابستہ اور ایک کو دوسرے کے ساتھ اس طرح لازم وملزوم کر دیا تھی کہ کوئی چیز ان کو علٰحدہ کرنے والی نہیں تھی، اس نے ان کے دلوں میں اسلام کی اشاعت کا شوق اور دعوت کا لازوال جذبہ اور ایمانی حرارت پیدا کر دی تھی، وہ انسانیت کی فکر میں گھلتے اور پگھلتے تھے، ان اخلاق واوصاف نے (جن میں وہ دوسری قوموں سے ممتاز تھے، اور جن کو اسلام نے پروان چڑھایا تھا، اور ان کو صحیح رخ عطا کیا تھا) ان کو اپنے ان دشمنوں پر فتحیاب کیا جو تعداد میں دس گنا زیادہ تھے، اور ان رومیوں و ایرانیوں پر غالب کیا جن کا اس وقت دنیا میں کوئی مدمقابل نہ تھا۔

وہ اخلاق وصفات یہ تھے، غیر متزلزل یقین، اسلام سے وفاداری، سرفروشی اور

www.abulhasanalinadwi.org

قربانی کا شوق، ایثار و خود شکنی، انانیت و خود پرستی سے آزادی، پاکباز اور بیداغ سیرت، زاہدانہ متوکلانہ زندگی، صبر اور قوت برداشت، چرب زبانی اور طلاقت لسانی کے بجائے جد و جہد اور عمل پر اور خوابوں اور تمناؤں کے بجائے حقائق اور واقعات پر اعتماد۔

لیکن اس عہد آخر میں عالم عربی میں کچھ ایسے واقعات اور تغیرات رونما ہوئے جنھوں نے اس زندگی کی چولیں ہلا کر رکھ دیں اور عربی اسلامی اخلاق کی وہ بنیادیں ہی کمزور کر دیں جس پر یہ پوری عمارت قائم تھی، اس نے اس عالم عربی کی جگہ جس کا خمیر اسلام کے ساتھ اٹھا تھا، اور جو اسلام کی محبت اور جاں نثاری پر قائم تھا، ایک بالکل نیا عالم عربی پیدا کر دیا جو اس عالم سے بنیادی اور اساسی طور پر مختلف تھا۔

ان واقعات و تغیرات اور اسباب و محرکات میں تین عوامل (FACTORS) بہت اہم اور بنیادی ہیں، اور وہ حسب ذیل تاریخی ترتیب کے ساتھ اپنا کام کرتے رہے ہیں۔

مغربی تہذیب، اور دولت و ثروت

شکست کا پہلا سبب مغربی تہذیب اور دولت و ثروت کا وہ سیلاب ہے جو ان ملکوں پر ایک طوفان کی طرح امنڈ آیا ہے، اس تہذیب اور اس دولت نے اس سپاہیانہ اور مجاہدانہ مزاج رکھنے والی امت پر جو اپنی فطرت اور اپنی تاریخ کے لحاظ سے جنگ آزما اور خطر پسند اور اپنے دعوت و پیغام کے لحاظ سے جفاکش اور سادگی پسند تھی، بہت گہرا اثر ڈالا بلکہ اس کی دنیا ہی بدل کر رکھ دی، اس میں عیش پسندی، آرام طلبی اور تن آسانی پیدا ہو گئی، جاں بازی اور مہم جوئی، خطر پسندی اور حوصلہ مندی، خود اعتمادی، وخود شناسی، مصائب و مشکلات پر صبر اور زندگی کے معرکہ میں ثابت قدمی کے اوصاف داستانِ پارینہ بن گئے، اللہ تعالیٰ کے احکام و فرائض

www.abulhasanalinadwi.org

کی قیمت لوگوں کی نگاہوں میں کم ہوگئی، منکرات ومعاصی اور احکام خداوندی کی برسرِعام نافرمانی اور سرتابی کی عادت پڑگئی، علماء نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ترک کردیا اور احتساب کا کام چھوڑ دیا، اور ظالم وجابر حکمرانوں اور مطلق العنان فرمانرواؤں کے سامنے حق بات کہنے کا رواج جاتا رہا، بےحیائی، فسق وفجور، اور الحاد وزندقہ پھیلانے والے رسالے اور اخبارات گھر گھر پھیل گئے، اور بےحیائی کی اشاعت میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنے لگے۔

لذت پرستی، عیش پسندی

لذت پرستی، عیش پسندی، زندگی سے لطف اندوزی نگاہ کی تفریح اور دل کی معصیت کی ایک طوفانی موج اٹھی اور اخلاق، ضمیر، اصول وتعلیمات اور حرام وحلال کے امتیاز کی ساری متاع اپنے ساتھ بہا کر لے گئی اور ایسا وقت آیا کہ وہ لوگ جو خدا کے قانونِ مکافات سے واقف اور گزشتہ تہذیبوں اور قوموں کی تاریخ سے باخبر تھے، کبھی کبھی اس ڈر سے آسمان کی طرف نظر اٹھاتے تھے کہ کہیں خوانخواستہ کوئی قہر وعذاب اور سزا تو نازل نہیں ہو رہی ہے[1]، اور یہ آیت پڑھتے تھے۔

أَفَأَمِنَ أَهْلُ الْقُرَىٰ أَن يَأْتِيَهُم	کیا ان شہروں والے اس سے بالکل بےفکر ہوگئے ہیں کہ
بَأْسُنَا بَيَاتًا وَهُمْ نَائِمُونَ ۝ أَوَأَمِنَ	رات کو جب وہ پڑے سوتے ہوں ان پر ہمارا
أَهْلُ الْقُرَىٰ أَن يَأْتِيَهُم بَأْسُنَا	عذاب آجائے کیا انھیں اس کا ڈر نہیں ہے کہ دن کی
ضُحًى وَهُمْ يَلْعَبُونَ ۝ أَفَأَمِنُوا	روشنی میں جب وہ اپنی تفریحوں میں مست ہوں

---

[1] مصر کے بعض علماء اور اہل حمیت نے مجھ سے اپنی یہ کیفیت خود بیان کی۔

www.abulhasanalinadwi.org

مَكْرَ اللهِ ۚ فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝
(الاعراف ۹۷-۹۹)

ہمارا قہر ان پر نازل ہو جائے کیا یہ ظالم اللہ کے مخفی وار سے نڈر ہو گئے، اللہ کے خفیہ وار او اس کی نظر نہ آنے والی مار سے وہی لوگ نڈر اور بے خوف ہوتے ہیں جو انجام کار تباہ و برباد ہونے والے ہوتے ہیں۔

قومیت عربیہ کا ظہور

دوسرا سبب قومیت عربیہ کا ظہور اور عروج ہے جس نے پہلی جنگ عظیم کے بعد عربوں کی زندگی اور ان کے جذبات و احساسات پر بہت گہرا اثر ڈالا ہے، یہ عصبیت، اسلامی عصبیت کے نقصان کے ساتھ پروان چڑھتی رہی، یہاں تک کہ اس نے ایک عقیدہ اور مذہب کی شکل اختیار کر لی، اور قوم پرست اس کی تعریف میں اسی طرح رطب اللسان رہنے لگے اور اس کی اشاعت و ترقی میں اتنی گرمجوشی اور ولولہ کے ساتھ حصہ لینے لگے جس طرح دنیا کے مختلف مذاہب کے ماننے والے اپنے مذاہب کی تبلیغ و اشاعت میں حصہ لیتے ہیں، اور اس کے لئے کھل کر تعصب برتتے ہیں، شعر و ادب، تصنیف و تالیف، تاریخ و فلسفہ، صحافت اور ریڈیو سب ایک ساتھ اس کی ترویج و تحسین اور آرائش و تزئین کے لئے وقف ہو گئے اور اس کے نتیجہ میں نعمت اسلام کی ناقدری اور نبوت محمدیؐ کی حق تلفی و ناشکری اور احسان ناشناسی کا رجحان پیدا ہو گیا جس کے دم سے اور جس کے طفیل میں یہ عالم عربی وجود میں آیا، اور بہت سے تعلیم یافتہ نوجوانوں، اہل فکر و نظر اور عربوں کے متعدد اہم رہنماؤں اور لیڈروں کے منہ سے ایسے الفاظ اور ان کے قلم سے ایسی تحریریں نکلیں جس کے بعد مرتد ہو جانے میں کوئی کمی باقی نہیں رہتی اور وہ شرعاً اس کا مستحق

www.abulhasanalinadwi.org

نہیں رہتا کہ اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں جگہ دی جائے۔

اسلام اور نبوتِ محمدیؐ سے بغاوت

بہت سے پرجوش اور انتہا پسند لوگ اپنی تقریریں اور مقالات اللہ کے نام (بسم اللہ) کے بجائے عربی قومیت اور عربی عزت و وقار کے نام سے (باسم القومیۃ العربیۃ اور باسم الکرامۃ العربیۃ) شروع کرنے لگے اور سرکاری پرچوں میں ایسے مضامین شائع ہونے لگے جن کے لکھنے والوں کو اسلام دشمنی، اس سے بغاوت و سرکشی اور استغنا و بے نیازی کے علانیہ اظہار میں کوئی باک نہ تھا، بعض اہل قلم نے نئے عرب انسان کو ایک ایسے سرکش و دیوپیکر وجود کی حیثیت سے پیش کیا ہے، جو تمام آسمانی مذاہب، بنیادی عقائد اور تمام اخلاقی و روحانی قدروں کا منکر ہے، اس طرز فکر کو ایک فوجی مضمون نگار نے ایک بڑی عربی حکومت کے سرکاری فوجی رسالے میں پوری جسارت کے ساتھ پیش کیا، اور ان سب فوجی افسروں اور قومی لیڈروں و سیاسی رہنماؤں کی نمائندگی کی جو اس طرز پر سوچتے ہیں۔

وہ اپنے مضمون میں لکھتا ہے:۔

"عرب قوم نے الٰہ (معبود) سے مدد طلب کی، اسلام اور مسیحیت کی قدیم قدروں کو ٹٹولا، جاگیردارانہ اور سرمایہ دارانہ نظام سے مدد چاہی، ازمنۂ وسطیٰ کے بعض معروف نظاموں کا تجربہ کیا، لیکن ان سب سے اس کو ذرہ برابر بھی فائدہ نہ ہوا، اس کے بعد عرب قوم نے اپنی کمر ہمت کس لی اور اپنی نظر بلند کرکے بہت دور نظر دوڑائی اور اپنے اس نوزائیدہ بچہ کو دیکھنے کی کوشش کی جو اس سے آہستہ آہستہ قریب ہورہا ہے، یہ نوزائیدہ بچہ نیا اشتراکی عرب انسان" ہے۔

وہ تمام بیمار و لاغر قدریں جو معاشرہ میں پائی جاتی ہیں دراصل جاگیرداری، سرمایہ داری

www.abulhasanalinadwi.org

اور استعمار کی پیدا کردہ ہیں۔

وہ قدریں جنھوں نے "عرب انسان" کو سست و کاہل پست ہمت معطل اور تقدیر کے سامنے سر جھکا دینے والا انسان بنا دیا ہے ایک ایسا انسان جس کو بس صرف "لاحول ولاقوۃ الا باللہ العظیم" کہنا آتا ہے۔

نئی قدریں جو نیا عرب انسان پیدا کریں گی وہ خود استم رسیدہ اور باغی انسان کے اندر سے ابھری ہیں، ایک بھوکے، ایک نئے انقلابی، اور اشتراکی انسان کے وجود سے پیدا ہوئی ہیں جو انسان اور صرف انسان پر عقیدہ رکھتا ہے۔"

"عربوں کی تہذیب کی تعمیر اور عربی معاشرہ کی تشکیل کا واحد راستہ ایک نئے اشتراکی عرب انسان کی تخلیق ہے جس کا عقیدہ یہ ہو کہ اللہ، مذاہب، جاگیرداری و سرمایہ داری، استعمار غرض وہ ساری قدریں جو قدیم سوسائٹی پر حکمراں تھیں صرف تاریخ کے میوزیم کی ممی کی ہوئی لاشیں ہیں۔

جب ہم یہ شرط لگاتے ہیں کہ ہمارے نئے انسان کو ساری سابق قدروں کا انکار کر دینا چاہئے تو ہم پر یہ بھی لازم ہے کہ اس کو کچھ نئی متعین قدریں اور وہ ہے نئے اقدار کے علم بردار انسان پر ایمان مطلق، وہ انسان جو صرف اپنے وجود پر اپنے عمل پر اور اس چیز پر جو وہ انسانیت کو عطا کرتا ہے اعتماد رکھتا ہے اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ اس کا لازمی انجام موت ہے، موت کے سوا کچھ نہیں پھر نہ دوزخ ہوگی نہ جنت، بلکہ وہ ایک ذرہ ہو جائے گا، جو زمین کے ساتھ گردش کرتا رہے گا، اس لئے وہ اس پر مجبور ہے کہ جو کچھ اس سے ہو سکے وہ بلا کسی اجرت اور معاوضہ کے (مثلاً جنت میں کوئی چھوٹی سی جگہ) اپنی قوم اور اپنی انسانیت کو پیش کر دے۔"[1]

---

[1] ماخوذ از مقالہ بعنوان "الانسان العربی الجدید" از ابراہیم خلاص رسالہ "جیش الشعب" دمشق۔

www.abulhasanalinadwi.org

کفرانِ نعمت

اس قومیت کا نشہ تمام عربوں میں اپنے تناسب اور فرق مراتب کے ساتھ عام ہے اور ان کے لیڈروں اور فکر و ادب اور سیاست کی ممتاز شخصیتوں نے اپنی ساری صلاحتیں اور طاقتیں اس پر مرکوز کر دی ہیں، حالانکہ یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور غصہ کو کھینچنے والی اور اس کی نصرت و تائید سے محروم کرنے والی ہیں، قرآن مجید نعمت کو ٹھکرانے والوں اور ناشکری کی راہ اختیار کرنے والوں پر وعید و وبال کی آیتوں سے بھرا ہوا ہے۔

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ	اور اعلان ہے تمہارے پروردگار کا اگر تم نے
لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ	شکر کی راہ اختیار کی تو میں اپنی نعمتوں میں اور
عَذَابِىْ لَشَدِيْدٌ ۝	اضافہ کروں گا، اور تم کفران و ناشکری کی
(ابراہیم - ۷)	راہ چلے تو ایسوں کے لئے میرا عذاب بہت شدید ہے۔

جب کہ اسلام کی نعمت سے بڑھ کر کوئی نعمت اور ایمان کی دولت سے بہتر کوئی دولت نہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :-

وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ	اور یاد کرو اس نعمت کو جس سے اللہ نے تم کو
كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ	نوازا جبکہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اللہ نے
فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ	تمہارے دلوں کو جوڑ دیا، تو اللہ کی عنایت سے تم
عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ	آپس میں بھائی بھائی ہو گئے اور تم بالکل جہنم کے
مِّنْهَا ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ	کنارے پر تھے (قریب تھا کہ اس میں جا گرتے) تو اللہ
لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ	نے تم کو اس سے نکال لیا اور اسی طرح اپنی آیات

www.abulhasanalinadwi.org

تَهۡتَدُوۡنَ ○ (آل عمران - ۱۰۳) تم سے واضح کرتا ہے تاکہ تم ہدایت کی راہ اپنالو۔

دوسری جگہ ارشاد ہے :۔

اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ بَدَّلُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰہِ کُفۡرًا وَّ اَحَلُّوۡا قَوۡمَہُمۡ دَارَ الۡبَوَارِ ○ (ابراہیم - ۲۸)

تم نے کیا ان تباہ کاروں کو نہیں دیکھا جنھوں نے اللہ کے احسان کو ناشکری سے بدل دیا اور اپنی قوم کو تباہی کے گڑھے میں اتار دیا۔

سازشوں، بغاوتوں اور انقلابات کا چکر

تیسرا سبب تقریباً ہر عرب ملک میں فوجی حکومت کا قیام، انقلابات اور بغاوتوں اور سازشوں کا وہ سلسلہ ہے جو ختم ہونے کو نہیں آتا، ان منحوس مسلسل اور پے بہ پے انقلابات نے ان ملکوں کو اپنے بہترین فوجی قائدین اور سیاسی لیڈروں سے (جو اپنی تجربہ کاری میں فائق اور سیاست وجنگ دونوں کے سرد گرم جھیلے ہوئے اور دونوں کے نشیب و فراز سے اچھی طرح آشنا تھے) محروم کر دیا، اور ان جنگ آزمودہ اور تجربہ کار فوجی وسیاسی شخصیتوں کی ایک بہت بڑی تعداد ان انقلابات اور سازشوں اور مطلق العنان وجابرانہ حکومتوں کی نذر ہو گئی، ان میں بہت سے موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے جو باقی بچے وہ جلاوطن کئے گئے یا اپنی جان و ایمان اور عزت وآبرو لے کر خود اپنے ملک سے نکل گئے، اور اس کو ہمیشہ کے لئے خیر باد کہہ گئے، اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آج یہ ممالک سخت قسم کے قحط الرجال کا شکار ہیں، اور ان کے یہاں ممتاز وفائق قائدین کا ایک مستقل مسئلہ پیدا ہو گیا ہے اب ہاں صرف ایک سرکاری پارٹی اور ایک ٹولی کی حکومت ہے، اور صرف ایک نقطۂ نظر کو پھلنے پھولنے کی اجازت ہے ان مطلق العنان اور آمرانہ حکومتوں نے (جو انتہا پسندانہ اشتراکی حکومتوں کی شاگرد اور

www.abulhasanalinadwi.org

مقلد ہیں) سب سے بڑا کام اپنے پیش نظر یہ رکھا کہ ملک میں ہر اٹھتی ہوئی آواز، ہر دھڑکتے ہوئے دل اور ہر چلتی ہوئی نبض کو ہمیشہ کے لئے خاموش کردیا جائے، اور وہ کانٹا ہی نکال دیا جائے، جو پہلو میں چبھ سکتا ہو۔

پورا ملک فوجی کیمپ

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پورے پورے ملک ایسے فوجی کیمپ بن گئے جس میں صرف ایک یونیفارم اور ایک نظام کی اجازت تھی، یا ایک بہت بڑا قید خانہ جس میں نہ کوئی زندگی تھی، نہ تنوع، ریڈیو اور صحافت صرف سرکاری احکام و اعلانات اور حکومت کے موقف کی تبلیغ کا ایک ایسا ذریعہ تھا جس کا کام صرف یہ تھا کہ اس کو جو کچھ حکم ہو اس کو دہراتا رہے، اور حکومت کی آواز کے لئے آلہ مکبر الصوت کا کام دے، دینی جماعتوں کا تعاقب اور ان کا مقابلہ خاص طور پر کیا گیا اور وحشیانہ مظالم، تذلیل اور قید و جلاوطنی سب سے زیادہ ان ہی کے حصہ میں آئی۔

مردِ حق نایاب

ملک کے طول و عرض میں کوئی ایک آدمی ایسا باقی نہ بچا جو اچھے کو اچھا اور برے کو برا کہہ سکے اور حکومت کو اس کے غلط اقدامات پر ٹوک سکے، جو بے خوفی کے ساتھ یہ کہہ سکے کہ یہ کام ٹھیک ہوا اور یہ کام غلط ہوا، وہاں صرف ایک آواز سنائی دیتی تھی، اور وہ تحسین و آفریں اور بجا و درست کی آواز تھی، پورے ملک میں ڈھونڈھنے پر کوئی ایسا مردِ حق نہ ملتا جو ایک معمولی فوجی افسر یا حاکم سے بلکہ کسی صحافی و ادیب سے یہ کہہ سکتا کہ "خدا سے ڈرو اور اپنے ملک اور اپنی ملت کے ساتھ ایسا معاملہ نہ کرو۔"

www.abulhasanalinadwi.org

اسلام دشمنی

ان حکومتوں کو اس کی فکر زیادہ تھی کہ ایمانی قوت اور اسلامی جوش کے سرچشموں اور سوتوں کو کس طرح خشک اور ناکارہ بنا دیا جائے، اس کی فکر کم تھی کہ فساد و الحاد کے سدِّ باب کے لئے کیا ذرائع اختیار کئے جائیں، مجرموں اور خائنوں اور بد اخلاق و بدکردار لوگوں کو کیا سزائیں دی جائیں، یہ حکومتیں جو جمہوریت و اشتراکیت کی دعویدار تھیں، دراصل شخصی جابر اور ظالم حکومتوں اور سلطنتوں کی بدترین شکلوں پر قائم تھیں۔

دلفریب وعدے پرفریب نعرے

ان آمرانہ اور مطلق العنان حکومتوں کو چرب زبانی، یاوہ گوئی، شعلہ نوائی اور مبالغہ آرائی، دلفریب وعدوں، پرفریب نعروں اور ہنگامہ خیز دھمکیوں سے بے حد شغف تھا، اپنی مسلح فوجوں، جدید ہتھیاروں، جنگی اسپرٹ اور مہم جوئی اور سنجیدہ فوجی تیاری سے زیادہ اعتماد اور بھروسہ ان کو اپنے بیانات اور تقریروں اور صحافت و نشر و اشاعت کے ذرائع پر تھا، اور اس کا تناسب اتنا بڑھ گیا تھا کہ سننے والے بیزار اور عاجز ہو چکے تھے، اور غیر ملکی ماہرین اور مخالف مبصرین اس کا مذاق اڑانے لگے تھے، حد یہ ہے کہ اسرائیل تک کو تنگ آکر ایک مرتبہ اپنے ریڈیو سے کہنا پڑا کہ "خوب لیکچر دیتے رہو اور افسانے گڑھتے رہو جب وقت آئے گا تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ اسرائیل کون ہے؟ یہ عمل کا وقت ہے قول کا نہیں، نرے وعدوں سے کچھ نہیں ہوتا۔"

جھوٹ کی ریس میں متحدہ عرب جمہوریہ کی سبقت

متحدہ عرب جمہوریہ کی حکومت اس فن میں خاص طور پر سب سے زیادہ مشاق تھی،

www.abulhasanalinadwi.org

اور اس کی اصل فوج ریڈیو اور صحافت ہی تھی جس سے تمام عرب لیڈر اور حکومت کے سربراہ خائف رہتے تھے، اور اپنی عزت و آبرو بچائے بیٹھے رہتے تھے، یہ ایک ایسی زبردست لفظی جنگ ہوتی تھی جس میں ایک دوسرے کی ہجو، الفاظ سے کھیلنے، گالیاں دینے اور نئے نئے نام رکھنے، فرضی دستاویزات تیار کرنے اور جھوٹے واقعات کو سچا بنا کر پیش کرنے میں سخت مقابلہ ہوتا تھا، اور بازی اس میں متحدہ عرب جمہوریہ کے ہاتھ رہتی تھی جس طرح وہ ادب و ثقافت کے دوسرے میدانوں میں آگے تھا، اسی طرح اس میں بھی آگے تھا، اور اس کے پاس پیشہ ور ادیب، ماہر اہل صحافت اور نہ تھکنے والے اناؤنسر اور شعلہ بیان مقرروں کی اتنی بڑی تعداد جمع ہو گئی تھی جو کسی عرب ملک میں تو کیا مشرق کے کسی اور ملک میں بھی نہ ہوگی۔

اس کے علاوہ ان حکومتوں اور ان کے قائد متحدہ عرب جمہوریہ کو خارجی قوتوں اور ان بین الاقوامی حالات پر پورا بھروسہ تھا جس کی وجہ سے متحدہ عرب جمہوریہ کے صدر نے بظاہر سویز کی بازی جیت لی تھی، اور اس ہتھیار کو ہر موقع پر استعمال کرنے لگے تھے۔

اسلامی غیرت وحمیت کا فقدان

اس فضا اور ان حالات میں اور اس کردار اور ان رجحانات کے ساتھ یہ فیصلہ کن وقت آگیا اور اس حالت میں آیا کہ عرب حکومتیں ان تمام امراض میں گرفتار بلکہ زار و نزار تھیں، اور روحانی افلاس، اخلاقی انحطاط، قحط الرجال، دینی جذبہ، اسلامی غیرت وحمیت اور اتحاد و ہم آہنگی کے فقدان کی وجہ سے کمزور اور نڈھال ہو چکی تھیں، آخر وقت تک وہ اس لڑائی کو (عین وقت کو چھوڑ کر) عربیت کی لڑائی، تقدیر کی لڑائی

www.abulhasanalinadwi.org

اور نئی عرب نسل کی لڑائی کہتی رہیں، ان میں وہ انابت وخشوع، توجہ الی اللہ، بے قراری وگریہ وزاری اور اس کی رحمت ونصرت کی طلب اور اس کے آستانہ پر جبہ سائی اور اعتراف تقصیر اس پر کامل اعتماد اور بھروسہ اور ساری دلیلوں اور طاقتوں کو چھوڑ کر صرف اس پر سہارا اور ندامت واستغفار اور توبہ واعتراف کی وہ عام فضا پیدا نہ ہو سکی جو ان کے اسلاف کرام کا طریقہ اور دستور تھا، اور جس کے متعلق قرآن مجید کی ہدایت وارشاد ہے:-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوا وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ وَاصْبِرُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ۝ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَرِئَاءَ النَّاسِ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ۝

(الانفال-۴۵-۴۷)

اے ایمان والو جب دشمن کے لشکر سے تمہاری ٹکر ہو تو ثابت قدم رہو اور مضبوطی سے مقابلہ میں جمے رہو اس وقت اللہ کے ذکر کی کثرت کرو امید رکھو کہ تم کامیاب ہو گے اور اللہ اور اس کے رسول کی پوری فرمانبرداری کرو اور آپس میں نزاع واختلاف نہ کرو، اگر ایسا کرو گے تو تمہارے دلوں میں کمزوری آجائے گی اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور صبر اور برداشت سے کام لو اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے، اور تمہاری روش ان لوگوں کی سی نہ ہو جو اپنے گھروں سے چلے اکڑتے ہوئے اور نمائش کرتے ہوئے اور وہ بندوں کو اللہ کے راستے سے روکتے ہیں اور اللہ ان کے کرتوتوں سے پوری طرح باخبر ہے ان کی کوئی بات بھی اس کے علم محیط سے باہر نہیں

www.abulhasanalinadwi.org

جب عمل کا وقت آیا

جنگ سے قبل عرب ممالک کے بعض اہم شہروں میں بڑے پیمانہ پر مظاہرے ہوئے اور ان میں یہ نعرہ بلند کیا گیا کہ "ہم اسرائیل کو، استعمار کو اور رجعت پسندوں کو نیست و نابود کر کے دم لیں گے" لیکن جب عمل کا وقت آیا تو یہ حکومتیں تین دن بھی ثابت قدم نہ رہ سکیں اور انھوں نے بغیر کسی شرط کے جنگ بندی قبول کر کے نہ صرف عربوں بلکہ دنیا کے تمام مسلمانوں کی رسوائی کا سامان کر دیا۔

اس کے برخلاف اسرائیل نے اپنا سارا وقت جنگی تیاریوں میں صرف کیا اور اپنا ایک لمحہ بھی ضائع نہ ہونے دیا، اس نے اپنی ساری توجہ ملک کو مستحکم اور افواج کو منظم کرنے پر مرکوز کر دی اور ۱۹۵۶ء کے معرکہ میں اس کو جو ناکامی ہوئی تھی، اس کے داغ کو دھونے کے لئے اس نے اپنے سارے ذرائع و وسائل اس کے لئے وقف کر دیئے، اس کے علاوہ وہاں کبھی کوئی فوجی انقلاب نہیں ہوا، نہ ایسی فوجی حکومت قائم ہوئی جس نے انسانی آزادی، زندگی اور ضمیر کو بالکل مفلوج کر کے رکھ دیا ہو اور ہر دینی و اخلاقی اصلاح اور ہر اس تحریک کے پیچھے پڑ گئی ہو جو دینی تعلیمات اور اخلاقی محاسن کی علمبردار اور داعی ہو، نہ وہاں (عرب ممالک کی طرح) فوجی قائدوں اور افسروں اور سیاسی رہنماؤں کو موت کی سزائیں دی گئیں یا ان پر ظلم و تشدد کیا گیا اس نے سب سے اولین اہمیت اپنے "مقدس وطن" کے دفاع اور اس کی سالمیت کو دی یہ سب پوری خاموشی، سکون، احتیاط، بیدار مغزی کے ساتھ اور بغیر کسی اعلان و اشتہار کے کیا گیا۔

"برہمن کی پختہ زناری"

ایک اور اہم پہلو یہ ہے کہ اسرائیلی اپنی قوم اپنی ریاست اور اپنی اس جدوجہد کو

www.abulhasanalinadwi.org

انبیاء کرام کی طرف منسوب کررہے تھے، اس کے بالمقابل مصر کے بہت سے لوگ اپنے کو فرعون کی طرف منسوب کرتے تھے، اسرائیلی اپنی اس لڑائی کو "جہاد مقدس" اور ایک خالص دینی جنگ کہتے اور سمجھتے تھے، لیکن عرب اس وقت بھی عبادت و دعا اور انابت و توجہ الی اللہ سے غافل اور قومی غرور و تکبر میں گرفتار تھے، اور بس قومی نعرے لگارہے تھے، لوگوں نے ٹیلیویژن پر یہ دونوں تصویریں اور یہ دونوں مناظر دیکھے، ۳ر جون سنیچر کے دن (جو مسلمانوں کے جمعہ کی طرح ان کا مذہبی مقدس دن ہے) سب اسرائیلیوں نے اس مقصد کی خاطر روزہ رکھا اور "توریت" اپنے ہاتھوں پر اٹھا کر اپنی فتح و نصرت اور کامیابی کی دعائیں کیں۔

پھر اس کے بعد بالآخر وہ المیہ پیش آگیا جو مسلمانوں کی کمر توڑ دینے کے لئے کافی تھا، کوئی اندازہ نہیں کرسکتا کہ باہر کے مسلمانوں کے دلوں اور دماغوں پر اس حادثہ سے کیسی بجلی گری، ان میں بہت سے وہ لوگ بھی جو ایمان و عقیدہ کے ساتھ عربوں سے نسلی اور نسبی تعلق بھی رکھتے تھے، اور یہ سمجھتے تھے کہ عربوں کی ذلت مسلمانوں کی ذلت اور عربوں کی عزت مسلمانوں کی عزت ہے، ان میں بہت سے یہ سمجھنے سے قاصر تھے کہ آخر یہ سب کیسے ہوگیا؟

قرآن مجید کا تجزیہ

لیکن جو لوگ سنت اللہ سے واقف ہیں، اور قرآن مجید پر گہری نظر رکھتے ہیں، اور انھیں یہ معلوم ہے کہ یہود و نصاریٰ (جو نبیوں کے نام لیوا اور ان کی اولاد میں سے تھے، اور اللہ تعالیٰ سے اپنا رشتہ جوڑتے تھے، اور اس پر اپنا حق سمجھتے تھے کہ ان کے گناہوں کی ان کو کوئی سزا نہ دی جائے گی) کے بارہ میں قرآن مجید نے کیسا بے لاگ اور دو ٹوک فیصلہ کیا ہے ان کو اس عظیم حادثہ سے دکھ تو ہوا لیکن تعجب بالکل نہیں ہوا، قرآن پاک کا ارشاد ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ ؕ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ؕ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ؗ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝ (المائدہ ۔ ۱۸)

یہودی اور نصرانی کہتے ہیں کہ ہم اللہ کی اولاد اور اس کے محبوب ہیں ان سے کہو کہ اگر یہ بات ہے تو پھر تمہارے گناہوں پر اللہ تعالٰی تمہیں عذاب کیوں دے گا (تمہارا یہ دعا بالکل غلط ہے) بلکہ تم آدمی ہو اس کی بہت سی مخلوقات میں سے وہ جس کو چاہے بخش دے اور جس کو چاہے ان کے گناہوں کی بنا پر عذاب میں ڈالے اور زمین و آسمان میں اور ان کے درمیان اسی کی فرمانروائی ہے، اور سب کو اسی کے حضور میں لوٹ کر جانا ہے۔

قرآن مجید کا صاف اعلان ہے کہ جزا و سزا کا قانون عام اور بلا کسی تخصیص کے سب پر نافذ ہے، اس میں کسی کی بیجا رعائت یا جانبداری کا کوئی سوال نہیں، اللہ تعالٰی کے یہاں کوئی ایسی چیز نہیں جس کو آج کل حکومتوں اور اداروں میں خویش نوازی اور اقربا پروری کہا جاتا ہے، اس نے بہت سختی کے ساتھ یہ وعید سنائی ہے:۔

لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ ؕ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ (نساء ۔ ۱۲۳)

نہ تمہاری تمناؤں پر فیصلہ ہوگا اور نہ اہل کتاب کی آرزوؤں پر (اللہ کا قانون یہ ہے کہ) جو برائی کرے گا وہ اس کا بدلہ پائے گا اور اللہ کے آگے کوئی اس کا حمایتی اور مددگار نہ ہوگا۔

اس نے ہم کو بتایا ہے کہ سعی و جد و جہد کا نتیجہ ضرور نکلتا ہے، اور اس میں مومن اور

www.abulhasanalinadwi.org

کافر کی کوئی قید نہیں ہے ایسا نہیں ہے کہ کافر کام کرے تو اس کا نتیجہ نہ نکلے، مومن کرے تو اس کا نتیجہ ظاہر ہو، اس کا ارشاد ہے:۔

وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰیۙ	اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ انسان جو کوشش
وَاَنَّ سَعْیَهٗ سَوْفَ یُرٰیۙ ثُمَّ یُجْزٰىهُ	کرے گا اسی کا پھل اس کو ملے گا اور اس کی سعی و
الْجَزَآءَ الْاَوْفٰیۙ	محنت جلدی ہی دیکھی جائیگی پھر اس کو اس کا بدلہ
(النجم ۳۹-۴۱)	بھرپور دیا جائے گا۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:۔

كُلًّا نُّمِدُّ هٰۤؤُلَآءِ وَهٰۤؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ	ہم ان کی بھی اور ان کی بھی (یعنی مومنوں کی
رَبِّكَ ؕ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا	بھی اور منکروں کی بھی) دنیا میں مدد کرتے
(بنی اسرائیل - ۲۰)	ہیں تمہارے رب کی عطا سے اور تمہارے رب
	کی دین کسی کے لئے بھی بند نہیں ہے۔

اس نے ظلم، ناانصافی اور حق تلفی کو خدا کی شان سے بہت بعید بتایا:۔

وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ (حٰم سجدہ ۴۶)	تمہارا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔
اِنَّ اللّٰهَ لَا یَظْلِمُ النَّاسَ شَیْـًٔا وَّلٰكِنَّ	اللہ انسانوں پر بالکل ظلم نہیں کرتا بلکہ انسان
النَّاسَ اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ (یونس ۴۴)	تو داپنے اوپر ظلم کرتے ہیں۔

قرآن مجید نے نسل اور قوم و نسب کو معزز، مقدس، اور کسی فضیلت کو کسی ایک قوم اور ایک خاندان کے ساتھ مخصوص سمجھنے کے عقیدہ کو جو یہودیوں اور مجوسیوں میں اور ہندوستان و ایران میں بہت پایا جاتا ہے، بالکل منہدم کر دیا اور جزا و سزا، جد و جہد اسباب کا مسببات اور نتائج کا اعمال سے ربط کا قانون اور اس کے واضح حدود مقرر کئے:۔

www.abulhasanalinadwi.org

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ — جو ذرہ برابر اچھا عمل کرے گا اس کو دیکھ لے گا اور
يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝ (الزلزال ۷، ۸) — جو ذرہ برابر بُرا عمل کرے گا وہ اس کو دیکھ لے گا۔

اس نے ظلم اور ناانصافی، ناحق خوں ریزی کو ہر جگہ، ہر زمانہ، ہر قوم اور ہر دین و شریعت میں حرام قرار دیا اور قوانین قدرت سے بے پروائی و بے نیازی، اسباب و وسائل سے رُوگردانی اور خیالات واوہام کی دنیا میں مست رہنے اور محض باتیں بنانے اور پروپیگنڈہ کرنے کو ہر جگہ ہر قوم اور ہر مذہب میں جرم اور سب کے لئے مہلک بتایا اور ان فریب خوردہ اور جاہ پسند قائدین کی اطاعت کی سخت مذمت کی جن کو نہ خدا والوں کا پاس ہے، نہ آخرت کا خیال، نہ کسی کی عزت وآبرو کا لحاظ ہے، نہ رحم کا کوئی شائبہ اور انصاف کا کوئی جذبہ۔

فَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ فِرْعَوْنَ ۚ وَمَآ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ ۝ (ہود - ۹۷) — اور انھوں نے فرعون کے حکم کی پیروی کی اور فرعون کا حکم درست نہیں تھا۔

وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝ (ہود - ۱۱۳) — اور تمہارا میلان نہ ہو ان لوگوں کی طرف جو ظلم کے مرتکب ہیں، اگر ایسا کروگے تو دوزخ کے عذاب سے تمہارا واسطہ پڑے گا، پھر اللہ کے سامنے کوئی تمہارا حمایتی بن کر نہ آسکے گا اور تمہیں کسی طرف سے کوئی مدد حاصل نہ ہوسکے گی۔

اس نے اس کردار اور طرز زندگی کے ساتھ خدا کی ناراضی اور غضب کو لازمی قرار دیا ہے، اور اس میں افراد اور جماعتوں اور مذاہب کے درمیان کوئی تخصیص نہیں کی، اس لحاظ سے یہ المیہ اور اس کے نتائج (جو کاش سامنے نہ آتے) خود قرآن مجید کی تصدیق کرتے ہیں، اور خدا کے عدل وانصاف اور اسلام کی صداقت کی روشن دلیل ہیں، اور ان سے صاف معلوم

www.abulhasanalinadwi.org

ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا تھا، اور کتاب وسنت نے جو بتایا تھا، وہ سب بالکل برحق اور حرف بحرف صحیح ہے، اور اس میں سر مو فرق نہیں ہے۔

جاں گداز حادثہ

یہ حقیقت ہے کہ یہ حادثہ انتہائی جاں گداز اور روح فرسا ہے، اور اس نے عالم اسلام کے دل ودماغ اور اعصاب کو بری طرح جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے، لیکن اس سے بڑی حقیقت یہ ہے کہ یہ امت ہمیشہ ان مصائب و حوادث سے دوچار ہوئی ہے، ان حوادث وامتحانات میں سب سے پہلا اور بڑا امتحان وہ تھا جب اس کے نبی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد عام عرب مرتد ہو گئے تھے، اور اسلام و مسلمان (جن میں زیادہ تر بلکہ سب عرب تھے) صرف ایک شہر اور ایک گاؤں میں محصور ہو کر رہ گئے تھے جس کے چاروں طرف کفر ودشمنی کا سمندر موجیں مار رہا تھا، دوسری طرف دو عظیم و طاقت ور سلطنتیں روم وایران ان پر للچائی ہوئی نظریں ڈال رہی تھیں، اور ان کی حالت وہ ہو گئی تھی جس کی تصویر کھینچتے ہوئے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ "اپنے نبیؐ کی وفات اپنی تعداد کی قلت اور دشمن کی کثرت کی وجہ سے ان کی حالت وہ تھی، جو جاڑے کی کسی بھیگی ہوئی رات میں بکریوں کی ہوتی ہے"!

دوسری آزمائش وہ تھی جب صلیبی لشکروں اور سارے یورپ کی حکومتوں نے متحدہ طور پر اسلامی مملکت کے ایک چھوٹے سے جز پر اپنی بھرپور قوت کے ساتھ حملہ کر دیا تھا اور بیت المقدس، مسجد اقصیٰ اور بہت سے عربی اسلامی شہروں پر قبضہ کر لیا تھا، لیکن ان حوادث اور امتحانات نے مسلمانوں کے اندر ایمان کی چنگاریوں کو مشتعل کیا

www.abulhasanalinadwi.org

اوران کے اندر نئے سرے سے حوصلہ اور عزم پیدا ہوا، ان کو صحیح رخ پر جدوجہد کی توفیق ملی اور پھر خدا کی مدد نے صورت حال کو بدل دیا، وہ اللہ اپنی قدرت کے ساتھ اب بھی موجود ہے، اور اس کا قانون و دستور اٹل ہے۔

تاریخی آزمائشیں

قرن اول کے فتنۂ ارتداد کے بعد دوسری آزمائش وہ تھی جب صلیبی لشکروں اور سارے یورپ کی عیسائی حکومتوں نے متحدہ طور پر اسلامی مملکت کے ایک چھوٹے سے ملک (فلسطین) پر حملہ کیا تھا، اور مرکز اسلام، مقامات مقدسہ و روضۂ مبارکہ تک کے لئے سنگین خطرہ پیدا ہو گیا تھا، اپنے پہلے حملہ اور پیش قدمی میں یہ صلیبی فوجیں (سٹینلی لین پول کے بقول) اسی طرح اندر گھستی چلی گئیں جس طرح کسی نرم اور کچی لکڑی میں کوئی فولادی میخ آسانی سے گھس جاتی ہے۔

دوسرا عظیم سانحہ تاتاریوں کی یورش کی شکل میں سامنے آیا، ان وحشی صفت انسانوں نے عالم اسلام کی اینٹ سے اینٹ بجا دی، وہ لاشوں اور سروں پر بلا کسی خوف اور احساس کے اس طرح گزرتے رہے جس طرح کوئی انسان ہموار راستہ پر چلتا ہے، دیکھتے دیکھتے پورا عالم اسلام ایک ایسا قبرستان بن گیا جس پر موت کی خاموشی طاری تھی، اس موقع پر بہت سے اہل ہمت اور صاحب حوصلہ لوگوں نے بھی اپنی ہمت ہار دی اور عالم اسلام کی حیاتِ نو سے مایوس ہو گئے، عرب مورخین جب اس سانحہ کا ذکر کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ شاید وہ دل پر پتھر رکھ کر اور بادل ناخواستہ یہ ناخوشگوار فریضہ انجام دے رہے ہیں، ان کو اس وقت زندگی سے زیادہ موت اچھی معلوم ہوتی ہے، ان کی آنکھیں اشکبار ہوتی ہیں، اور دل بے قابو ہو جاتا ہے، مشہور مورخ ابن الاثیر الجزری

www.abulhasanalinadwi.org

کے الفاظ میں دل کی یہ دھڑکنیں صاف محسوس ہوتی ہیں وہ لکھتے ہیں:۔

"میں کئی سال تک اس حادثہ کے ذکر کو ٹالتا رہا اور یہ سوچتا رہا کہ اتنے بڑے سانحہ کا ذکر آخر کن الفاظ میں کیا جائے، کبھی قدم آگے بڑھاتا اور کبھی پیچھے ہٹاتا، آخر کس کا دل ہے جو اسلام اور مسلمانوں کی موت کی خبر سپرد قلم کرے، بھلا کس کے لئے یہ کام آسان ہوسکتا ہے؟ ع

مرا اے کاشکے مادر نزادے

کاش کہ میں اس سے قبل ہی مرجاتا، اور بھولی بسری کہانی بن جاتا۔"

حوصلہ مند ملّت

یہ حادثات بلا شبہ ایسے تھے کہ دنیا کی بڑی سے بڑی قوم ان کی تاب نہ لاکر فنا ہوسکتی تھی، لیکن امت اسلامیہ (جس میں سب سے مقدم اور پیش پیش عرب ہی تھے) تباہی کے اس ملبہ اور گرد وغبار کے اس طوفان سے دوبارہ تازہ دم ہوکر نکل آئی، اور جس غبار اور مٹی کو دشمنان اسلام نے اس کا مدفن سمجھ لیا تھا اسی مٹی سے ایک ایسی نئی اور طاقتور قوم اٹھ کر دنیا کے سامنے آئی جس کی رگ رگ میں بجلیاں کوند رہی تھیں، اس نے نئے ایمان ویقین، نئے اعتماد، نئے خون، اور نئے جذبہ اور قوت عمل کے ساتھ روئے زمین پر اپنا سفر پھر شروع کردیا، تاریخ آج بھی اس واقعہ کو دہرانے کے لئے تیار ہے، بشرطیکہ اس کی سچی طلب موجود ہو اور مسلمان "صراط مستقیم" سے منحرف ہوکر کسی غلط راہ پر نہ پڑ گئے ہوں۔

مومنانہ قیادت

ان تینوں تاریخی اور حوصلہ شکن آزمائشوں اور حادثوں میں جو مختلف زمانوں میں

www.abulhasanalinadwi.org

پیش آئے اور جن کے بعد امت اسلامیہ کو حیات نو حاصل ہوئی اور عربوں کو عروج نصیب ہوا، ایک قدر مشترک ہے، اور وہ یہ ہے کہ ان سب حادثوں میں ایک ایسی مومنانہ اور راسخ العقیدہ قیادت ہمیشہ اس کو حاصل رہی جس کو اللہ تعالیٰ کے وعدوں اور اس کی نصرت وحمایت اور اسلام کی مخفی صلاحیتوں اور پوشیدہ قوتوں پر پورا اعتماد تھا جو اسلام کے احکام وتعلیمات اور اس کے آداب و اخلاق کی سختی سے پابند اور اس کے ہر حکم پر سچائی کے ساتھ کاربند تھی، اور ہر قسم کی انانیت اور جاہلی عصبیت سے پاک اور محفوظ تھی، پہلی بار جب اس کو نئی زندگی ملی اس وقت اس کی قیادت اور باگ ڈور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء کرام کے ہاتھ میں تھی، دوسری بار اس کی حیات نو کا سہرا صلاح الدین ایوبی اور ان کے ساتھیوں کے سر رہا، تیسری بار یہ کام اللہ تعالیٰ نے ان حق پرست علماء اور صالح و پاکباز وزراء سے لیا جن کے ہاتھ پر تاتاریوں نے جوق در جوق اسلام قبول کیا بلکہ اسلام و مسلمانوں کے محافظ اور پاسبان اور مشرق و مغرب میں اس کی دعوت کے علمبردار اور ترجمان بن گئے۔

ان سب قائدین و مصلحین اور مجاہدین میں ایک بات مشترک تھی اور وہ یہ کہ اسلام کی دعوت پر ان سب کو فخر تھا، اور ان کے ہاتھ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ تلوار تھی جو کبھی کند نہیں ہوتی، اور کبھی دھوکہ نہیں دیتی، اور یہی وہ خاص بات تھی جس کی وجہ سے خارق عادت واقعات پیش آتے تھے، غیب سے مسلمانوں کی نصرت کا سامان ہوتا تھا، معجزے ظاہر ہوتے تھے، اور اسباب و وسائل کے بغیر بھی خدا کی کھلی ہوئی مدد ہوتی تھی۔

اللہ کا ارشاد ہے:۔

اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ۭ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ　　یہ اللہ کے سپاہیوں کا لشکر ہے اور معلوم ہونا

www.abulhasanalinadwi.org

اللہِ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ چاہیئے کہ اللہ کے لشکر کے لئے کامیابی وفتحیابی مقدر ہے۔ (المجادلہ۔۲۲)

وَاِنَّ جُنْدَنَا لَھُمُ الْغٰلِبُوْنَ ○ (الصّٰفّٰت ۱۷۳) اور ہمارا لشکر ہی غالب ہونے والا ہے۔

نئے سفر کا آغاز

آج ہم مسلمانوں اور عربوں کو چاہیئے کہ اپنا سفر نئے سرے سے شروع کریں اور اس اخلاقی جرأت اور عالی ہمتی کے ساتھ جو ہماری تاریخی روایات کے عین مطابق ہے یہ اعتراف کریں کہ ہم نے اپنی زندگی کی تعمیر نو اور جدید دنیا میں اپنے صحیح مرتبہ ومقام، قوت واتحاد، عزت وسربلندی کے حصول اور فلسطین کو بچانے کے لئے جو راستہ اب تک اختیار کیا وہ ایسا ٹیڑھا اور لاحاصل راستہ تھا جس سے سوائے ناکامی ورسوائی اور آرزوؤں اور تمناؤں کے خون کے اور کچھ نہیں مل سکتا تھا اور جس پر چلنے والوں کو اللہ تعالیٰ کی وہ نصرت اور مدد کبھی نہیں مل سکتی جس پر عزت وسربلندی اور غلبہ وفتح مندی کا دارومدار ہے۔

ہم کو اب ہمت کرکے اس کا اعتراف کرلینا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری تقدیر ہمیشہ کے لئے اسلام کے ساتھ اور نبی اُمّی محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور ان کے دین کی تائید وحمایت کے ساتھ وابستہ کردی ہے :۔

فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِہٖ وَعَزَّرُوْہُ وَنَصَرُوْہُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَہٗٓ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ (اعراف۔۱۵۷)

جو لوگ سچے دل سے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لائیں اور ہر طرح ان کی اور ان کے دین کی تقویت کا ذریعہ بنیں اور مدد کریں اور اس نور ہدایت کی پیروی کریں جو ان پر نازل کیا گیا ہے وہ بلاشبہ کامیاب ہوں گے

www.abulhasanalinadwi.org

عربی قومیت اور اشتراکی آمریت

ہم کو بہادری کے ساتھ یہ بات قبول کر لینی چاہیے کہ عربی قومیت کی دعوت و تحریک کھلے طریقہ پر ناکام اور برسرِ عام رسوا ہو چکی ہے۔

ہم کو یہ بھی اعتراف کر لینا چاہیے کہ ظلم کا انجام بہرحال برا ہے اور جس راستہ کو عالم عربی کی آمرانہ اور اشتراکی حکومتوں نے اپنے لئے پسند کیا ہے وہ ملک و نسل دونوں کے لئے تباہ کن ہے، وہ نہ اسلام سے میل کھاتا ہے نہ انسانیت سے، نہ حقیقی آزادی سے اس کا تعلق ہے نہ جمہوریت و مساوات سے!

ہم کو یہ محسوس کرنا چاہیے کہ کسی قائد یا امیر کی اندھی اور مطلق تقلید اور خیر و شر اور گناہ و ثواب ہر چیز میں اس کی فرماں برداری بلکہ ناز برداری، اس کو اپنی عقل، اپنی روح اور اپنے دل و دماغ پر معبودوں اور بتوں کی طرح مسلط کر لینا اور اس کے کسی تصرف پر اس سے کوئی محاسبہ نہ کرنا بلکہ اس کو کھلی چھوٹ دے دینا ملک اور اہل ملک دونوں پر ایسی مصیبت لا سکتا ہے جس کا اندازہ بھی ہمارے لئے مشکل ہے۔

ہم کو یہ بھی جرأت کے ساتھ اعتراف کرنا چاہیے کہ لسّانی اور شعلہ بیانی اور خالی دعوؤں سے ذرہ برابر فائدہ نہیں، تیاری میں مسلسل کوتاہی، غفلت و سستی، فولاد سے فولاد کا مقابلہ نہ کرنا اور میدان جنگ میں طفلانہ غلطیوں کا ارتکاب ایسا سنگین جرم ہے جو عالم اسباب میں کبھی معاف نہیں کیا جا سکتا اور اس کو کسی تاویل سے ہلکا نہیں کیا جا سکتا۔

فتح اور ظفر مندی کی کلید

ہمیں جرأت کے ساتھ اعتراف کرنا ہوگا کہ عربوں کو اپنے قدیم و ابدی دین (اسلام)

www.abulhasanalinadwi.org

پر نئے سرے سے ایمان لانے کی ضرورت ہے، ان کو اپنے نشاط و زندگی کے سرچشمہ، عزت و سربلندی کے راز اور اپنی فتح و ظفرمندی کی کلید یعنی محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب الہاشمی القرشی (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ذات گرامی سے اس عشق و شیفتگی کی ضرورت ہے، جو ان کے قلب و جگر میں اتر جائے اور ریشہ ریشہ میں سما جائے اس لئے کہ عربوں، ترکوں اور ساری دنیا کے مسلمانوں کی حیات اور عزت و آبرو آپؐ کی ابدی دعوت، لازوال امامت و قیادت اور آپؐ کے طریق سنت کے ساتھ مربوط و وابستہ ہے۔

ہمیں اس حقیقت کو بھی مان لینا چاہیئے کہ مسلمانوں اور عربوں کو وہ غیر ملکی طاقتیں اور سیاسی مصلحتیں جو ہوا کے ساتھ چلتی ہیں، اور اپنی اغراض و فوائد کے ساتھ بدلتی رہتی ہیں ہرگز کوئی فائدہ نہیں پہونچا سکتیں، اس لئے ان کو سب سے پہلے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا چاہیئے اور مانگے کی طاقت کے بجائے اپنے ایمان و یقین، اپنے اخلاق و کردار، اپنی خصوصیات و صفات اور قوت اور زور بازو سے کام لینا چاہیئے۔

قرآن کی آواز

ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم سب شخصی اور جماعتی طور پر پوری خود شکنی اور انابت کے ساتھ گڑگڑاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں اور اجتماعی طور پر اس کے سامنے سچی توبہ کریں اور ہر خارجی قوت اور بیرونی مدد اور ظاہری سہاروں سے اپنی برأت کا اظہار کریں اور اس پر پورا ایمان لائیں کہ اللہ کے سوا کوئی جائے پناہ نہیں۔ (لا ملجأ من اللہ الا الیہ)

ہمارا حال ان لوگوں کی طرح نہ ہونا چاہیئے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

www.abulhasanalinadwi.org

فَلَوْلَاۤ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا	جب ان پر ہمارا عذاب نازل ہوا تو وہ کیوں
وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ	گڑگڑا کے ہماری طرف رجوع نہ ہوئے بلکہ
لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝	ان کے دل سخت ہوگئے اور شیطان نے ان کے
(انعام - ۴۳)	اعمال بد کو ان کے لئے مزین کر دیا۔

دوسری جگہ ارشاد ہے :-

وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ	اور ہمارے عذاب نے ان کو اپنی گرفت میں
فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا	لے لیا پھر بھی وہ اپنے خدا کے سامنے نہ جھکے
يَتَضَرَّعُوْنَ ۝ (مومنون - ۷۶)	اور اس کے حضور میں نہ گڑگڑائے۔

بلکہ ہمارا حال ان لوگوں سے مشابہ ہونا چاہیے جن کے بارے میں اللہ کا ارشاد ہے۔

حَتّٰۤى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ	جب زمین اپنی وسعت کے باوجود ان پر تنگ
بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ	ہوگئی اور وہ خود اپنی جانوں سے تنگ آگئے
اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْۤا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ	اور انھوں نے یقین کے ساتھ سمجھ لیا کہ اللہ کی مار سے
اللّٰهِ اِلَّاۤ اِلَيْهِ ؕ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ	پناہ بس اللہ ہی کے دامن رحمت میں مل سکتی ہے
لِيَتُوْبُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ	(تو وہ خدا کے حضور میں گڑگڑائے) پھر اللہ نے
الرَّحِيْمُ ۝	ان پر عنایت فرمائی تاکہ وہ آئندہ بھی اللہ ہی کی
(التوبہ - ۱۱۸)	طرف رجوع ہوں اللہ تعالی بڑا عنایت فرما اور
	بڑا مہربان ہے۔

اجتماعی اور سچی توبہ حالات کو بدلنے اور خدا کی رحمت کو جوش میں لانے کے لیے عجیب و غریب تاثیر رکھتی ہے، قرآن مجید میں حضرت ہودؑ کی زبان سے یہ ارشاد ہوا ہے :-

www.abulhasanalinadwi.org

وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ ○

(ہود - ٥٢)

اور اے میری قوم کے لوگو اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو اور اس کی طرف رجوع ہو جاؤ وہ تمہارے لئے بھرپور بارش نازل فرمائے گا (جس سے تمہاری غذائی مشکلات دور ہوں گی) اور وہ تمہاری قوت کو اپنی غیبی قوت اس کے ساتھ شامل کرکے بڑھادے گا اور دیکھو مجرم بن کر اس سے روگردانی نہ کرو۔

حضرت نوحؑ کی زبان سے یہ ارشاد ہوا۔

اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ○ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ○ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ○

(نوح - ١٠-١٢)

اے میری قوم کے لوگو خدا سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو وہ بہت بخشنے والا ہے (جب تم سچے دل سے معافی مانگ کے اس کی طرف رجوع کروگے تو وہ) تمہارے لئے بھرپور بارش نازل کرے گا اور تمہارے مال اولاد میں اضافہ فرمائے گا اور تمہارے لئے نہریں جاری کرے گا اور تمہاری زمین کو باغات والی زمین بنادے گا۔

ہم کو اب اللہ کے ساتھ اور اس کے بندوں کے ساتھ اپنا معاملہ درست کرنا چاہئے اور جو قوتیں اور وسائل اللہ نے ہم کو دیئے ہیں اس کا صحیح اور جائز استعمال کرنا چاہئے، ہمیں چاہئے کہ اللہ سے جنگ اور اس کے رسول کے ساتھ دشمنی سے باز آئیں اور اس کی شریعت و قانون کی مخالفت ترک کردیں، اور اسلام میں اپنے پورے وجود اور پوری شخصیت کے ساتھ داخل ہوں، کامیابی اور عزت و سرفرازی کے حصول، ظالم حکمرانوں سے خلاصی اور اپنے خطرناک دشمنوں سے نجات کے لئے اس عمل میں جو تاثیر ہے وہ کم چیزوں میں ہے اللہ تعالےٰ

www.abulhasanalinadwi.org

ارشاد فرماتا ہے:۔

وَأَن لَّوِ اسْتَقَامُوا عَلَى الطَّرِيقَةِ لَأَسْقَيْنَاهُم مَّاءً غَدَقًا (الجن۔۱۶)

اور اگر وہ صحیح طریقہ پر قائم رہتے تو ہم ان کو بھرپور سیرابی بخشتے۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے:۔

وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ۔ (اعراف۔۹۶)

اور اگر یہ بستیوں والے ایمان اور تقوے والی زندگی اختیار کرتے تو ہم ان کے لئے زمین و آسمان کی برکتوں کے دروازے کھول دیتے۔

یہی وہ ہتھیار ہے جس کی طرف حضرت موسیٰؑ نے مصر میں اپنی قوم کو متوجہ کیا تھا:۔

وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ وَأَخِيهِ أَن تَبَوَّآ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوتًا وَاجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ قِبْلَةً وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ ۗ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ○ (یونس۔۸۷)

اور ہم نے موسیٰؑ اور ان کے بھائی ہارون کی طرف وحی کی کہ تم مصر میں اپنی قوم کے لئے گھروں کو برقرار رکھو (یعنی فی الحال مصر میں اپنے گھروں میں رہو) اور اپنے گھروں کو نماز کی جگہ قرار دے لو اور نماز قائم کرو اور اسی کے ساتھ اہل ایمان کو بشارت سنا دو (کہ اللہ تم کو کامیاب کرے گا)

الغرض ان تاریک اور ہمت شکن حالات کے باوجود مایوسی کی کوئی ضرورت نہیں، تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی عالم عربی کا کوئی ستارہ ڈوبا دوسرا ستارہ ابھر کر اس کی جگہ آ گیا جب بھی اس کا کوئی ہیرو پردہ کے پیچھے چلا گیا کسی دوسرے لیڈر اور قائد نے اس کی جگہ سنبھال لی، اس لئے کہ اللہ کو اس کی ذلت و رسوائی گوارا نہیں، اس کی ذلت تمام مسلمانوں کی ذلت ہے اور اس کی رسوائی دشمنوں کی شماتت اور جگ ہنسائی ہے اس کو گرد و غبار جھاڑ کر نئے سرے

www.abulhasanalinadwi.org

سے اپنے سفر کا آغاز کرنا چاہیے اور اپنے اصل مقام اور ان صفات و خصوصیات کی طرف پھر واپس لوٹنا چاہیے جس پر ہماری آئندہ کامیابی کا دارومدار اور نصرت الٰہی کا انحصار ہے:۔

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ○ إِن يَمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهُ وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ○

(آل عمران - ۱۳۹، ۱۴۰)

اور ہمت نہ ہارو اور رنج نہ کرو اور انجام کار تم ہی سربلند ہوگے اگر سچے مومن ہو اگر اس جنگ میں تم پر چوٹ پڑی ہے تو دشمن قوم پر بھی ایسی چوٹ پڑ چکی ہے اور ہم زمانہ کی تاریخ کو اسی طرح اولتے بدلتے رہتے ہیں یعنی کبھی کسی کو فتح کبھی کسی کو شکست اور اس میں بہت سی حکمتیں ہیں۔

(عربی سے ترجمہ:۔ از محمد الحسنی)

www.abulhasanalinadwi.org

فتح و غلبہ کے دو الٰہی نظام

یہ تقریر ۱۴ شعبان ۱۳۸۸ھ (۸ نومبر ۱۹۶۸ء) کو
"مدرسۃ ثانویہ طیبہ" مدینہ منورہ کے وسیع ہال میں کی گئی۔
اس جلسے میں جامعہ اسلامیہ، مدارس اور کالجوں
کے اساتذہ اور طلباء، علماء اور سربرآوردہ حضرات
کی کثیر تعداد شریک تھی۔

www.abulhasanalinadwi.org

خطبۂ مسنونہ کے بعد

دو الٰہی نظام

اس کائنات میں دو نظام کار فرما ہیں، پہلا طبعی نظام جسے اللہ تعالےٰ نے اس کائنات کے لئے منتخب کیا ہے اور اسے پوری کائنات کے لئے دستور بنایا ہے اس نظام کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں کثرت قلت پر، امارت افلاس پر، اسباب و وسائل کی فراوانی قلت اسباب پر اور قوت ضعف پر غالب رہتی ہے، تنظیم، اتحاد، عزم، قوتِ ارادی، مستقل مزاجی، مستعدی یہ وہ صفات اور خصوصیات ہیں جو ہمیشہ اپنے اضداد پر غالب رہتے ہیں، ہم سب اپنی روزمرہ زندگی میں اس نظام کے تجربات سے گذرتے رہتے ہیں، اللہ تعالےٰ نے تمام اشیاء میں کچھ خاصیتیں رکھی ہیں جو ماہ و سال کی گردش، زمانے کے الٹ پھیر اور صدیوں کی مدتِ دراز پر بھی ان سے جدا نہیں ہوتیں، آگ میں جلانے کی خاصیت رکھی گئی، لہذا آگ ہمیشہ جلاتی ہے، پانی میں اپنی خاصیت ہے، مٹی کے کچھ خواص ہیں، غرض تمام اشیاء میں مخصوص خواص ہیں، جو ان سے کبھی جدا نہیں ہوتے۔

منصفانہ قانون، میزانِ عدل

طبعی نظام کا قانون ایک ایسا منصفانہ قانون ہے کہ جو کسی کی رعایت نہیں کرتا، یہ طبعی قانون ایک انسان پر دوسرے انسان یا ایک گروہ پر دوسرے گروہ کو افضل نہیں ٹھہراتا، حتی کہ یہ قانون مومن و کافر، متقی اور فاجر، نیک و بد، مصلح اور مفسد تک میں امتیاز نہیں برتتا ـــــ آگ ہر اس شخص کو جلاتی ہے، جو اس کی طرف بڑھتا ہے، وہ نہ کسی مصلحت کی رعایت کرتی ہے اور نہ انجام سے خائف ہوتی ہے، یہ وہ میزانِ عدل ہے جو اشیاء کا صحیح صحیح ناپ تول

www.abulhasanalinadwi.org

کرتی ہے، نہ مداہنت برتتی ہے نہ رعایت، اور فرق و امتیاز سے ہمیشہ بالاتر رہتی ہے، یہ وہ قانون ہے جس کا تجربہ انسان نے اپنے وجود سے آج تک ہزاروں سال کی طویل مدت میں کیا ہے، اس کے تجربات، واقعات اور مشاہدات کے تسلسل سے انسانیت کی تاریخ کے مختلف گوشے پُر ہیں، اور ان میں آپ کوئی استثناء نہیں پائیں گے۔

ایک حکومت دوسری حکومت پر غالب آتی ہے، طاقتور اپنے حریف کو زیر کرتا ہے، ایک توانائی دوسری توانائی کو ختم کرتی ہے، ایک تعداد اپنے مقابل تعداد کو مغلوب کرتی ہے، اور یہ سب اس قانونِ طبعی کے مطابق ہوتا ہے جس کی تخلیق اللہ تعالیٰ نے کی ہے۔

دلائل سے بے نیاز

قانونِ طبعی اپنے اثبات کے لئے نہ بحث و دلائل کا محتاج ہے نہ فکر و فلسفہ کا حاجت مند ـــــ یہ ایک بدیہی حقیقت، تسلیم شدہ قانونِ فطری امر، آزمودہ علم اور ہر ایک کا روزمرہ کا مشاہدہ ہے، چنانچہ آسمانی کتابوں اور انبیائے کرام کا یہ کبھی موضوع بحث نہیں رہا، یہ قانونِ فطرت پوری قوت سے نافذ اور ہر طرح آزاد ہے، اگر اسے اس کے فطری حال پر چھوڑ دیا جائے اور اسے مطلق فرماں روائی حاصل ہو تو اس کے عمل اور کارفرمائی میں کوئی چیز حائل نہیں ہو سکتی۔

دوسرا نظام

یہ وہ نظام ہے جو انبیاء کرام کا موضوع رہا ہے، آسمانی صحیفوں نے اسے اپنا موضوع بنایا ہے اس کی تشریح اور توضیح کی ہے، اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے چند مقاصد کو افضل اور ممتاز اور (خواص اشیاء کے حقیر مقاصد و نتائج سے زیادہ) احترام اور اہتمام کا مستحق قرار دیا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

حقیر اس مفہوم میں کہ آگ جلاتی ہے، پانی ڈبوتا ہے، زہر ہلاک کرتا ہے، تریاق زہر کے اثر کو زائل کرتا ہے، طبیب علاج کرتا ہے، مرض لاغر اور کمزور کرتا ہے، دوا صحت اور آرام بخشتی ہے، یہ تمام نتائج اور مقاصد قابل قدر اور عقل کے لئے قابل تسلیم ہیں، مگر ان کے علاوہ چند اور اعلیٰ مقاصد ہیں، جو ان سے زیادہ توجہ و اہتمام کے مستحق ہیں ـــــ اور وہ ہیں اللہ تعالیٰ کی معرفت، انسان کی ہدایت، مقصد تخلیق، انسانیت کی سعادت، عدل و انصاف، انصاف پرور حقوق آشنا اور صالح زندگی اور ایک ایسے مثالی معاشرے کا قیام جس میں خوف خدا ہو، انسانیت کا احترام ہو، حقوق کی ادائیگی اور امانت کی حفاظت ہو جس میں لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی معرفت کی سہل تر راہ میسر ہو اور ان کے قویٰ اور صلاحیتوں کا نشو و نما ایسے ماحول میں ہو سکے کہ ان کی رسائی اس مطلوب کمال اور اعلیٰ مقصد تک بآسانی ہو جائے جس کے خاطر اس کائنات کی تخلیق عمل میں آئی۔

طبعی نظام کی شکست

یہی وہ نظام ہے جس کے خاطر اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا، آسمانی کتابیں نازل فرمائیں، اسی نظام کے آگے طبعی قوانین سرنگوں ہوئے، اور انھیں اپنی خاصیتوں کو بدل دینا پڑا۔

جب دو مقاصد کا تصادم ہوتا ہے، فطری نظام اور اس شرعی نظام کا جو عقل، دین اور اخلاق کا تابع ہوتا ہے اور یہی کائنات کا مقصد وجود اور انسان کا مقصد تخلیق بھی ہے تو پلڑا شرعی نظام کا بھاری ہو جاتا ہے، جب سیدنا حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا گیا تو اللہ تعالیٰ کی سنت آگ میں جاری تھی، طبعی عوامل کارفرما تھے، آگ ہزاروں سال سے جلا رہی تھی، انسانی تاریخ نے اپنی دیانت، دقت نظر، تحقیق و جستجو کے باوجود

www.abulhasanalinadwi.org

ایک واقعہ بھی ایسا محفوظ نہیں کیا کہ آگ نے اپنے فطری عمل سے کسی بادشاہ یا عالم کے احترام میں پس وپیش کیا ہو، کیونکہ اس کا کام تو جلانا ہی ہے، لیکن طبعی نظام کا تصادم یعنی آگ کا ٹکراؤ، اُس شرعی نظام سے ہوا جس کی خاطر اللہ تعالےٰ نے اس وسیع کائنات کی تخلیق کی ہے جس میں آگ، پانی، اجرام فلکی، ہزاروں زمینی اشیاء اور مختلف غذائیں ہیں، اس سبب جب آگ کی فطرت ہدایت کی فطرت سے متصادم ہوئی تو آگ کو حکم دیا گیا کہ وہ نہ جلائے، آگ سے جلانے کی وہ صلاحیت سلب کرلی گئی جو ابتدائے آفرینش سے اس میں موجود تھی، آگ نے شاید یہ غیبی آواز سنی ہو جسے نہ نمرود سن سکا نہ کوئی اور انسان، کہ خبردار ابراہیمؑ کو نہ جلانا میں وہ ہستی ہوں جس نے تجھے جلانے کی خاصیت عطا کی ہے، لیکن ابراہیمؑ کی جس مقصد کے خاطر تخلیق ہوئی ہے، اور انھیں نبوت سے سرفراز کرکے تبلیغ وہدایت کے لئے مخلوق کے پاس بھیجا گیا ہے، یہ وہ اعلیٰ اور ارفع مقاصد ہیں کہ جن کے آگے تجھے اپنی خاصیتوں کے ساتھ ہزاروں بار سرنگوں ہو جانا چاہیئے، ابراہیمؑ کے کپڑوں تک کو نہ چھونا چہ جائیکہ ان کا پاک و مقدس جسم اور مومنانہ قلب سلیم جو دعوت نبوت کا مسکن اور امین ہے۔

اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیمؑ کے متعلق فرمایا:۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ۚ (انبیاء۔۵۱)	اس سے بھی پہلے ہم نے ابراہیم کو اس کی ہوشمندی بخشی تھی اور ہم اس کو خوب جانتے تھے۔

اس امر الٰہی کے آگے آگ نے سپر ڈال دی، دین فطرت کے مقابل آگ کی فطرت اور خاصیت کو سرنگوں ہونا پڑا، کیونکہ دین فطرت ہی وہ اعلیٰ مقصد ہے جس کے بغیر اس کائنات کا وجود عبث اور بے معنی ہے، اللہ تعالےٰ کا حکم آگ کو تسلیم کرنا پڑا، حضرت

www.abulhasanalinadwi.org

ابراہیمؑ کو جلانے سے اس نے گریز کیا اور ایک جاں فزا خنکی میں تبدیل ہو گئی۔

قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ۙ وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ۚ (انبیاء-۶۹،۷۰)

ہم نے کہا اے آگ ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی بن جا ابراہیمؑ پر، وہ چاہتے تھے کہ ابراہیم کے ساتھ برائی کریں مگر ہم نے ان کو بری طرح ناکام کر دیا۔

انبیاء کی بے سروسامانی اور بے اسبابی

آپ حضرات یہ بخوبی جانتے ہیں کہ انبیائے کرام کی بعثت جن قوموں میں ہوئی وہ قومیں اپنے سازوسامان کی کثرت اور مادی ترقی کو کامیابی کا معیار سمجھتی تھیں نبی پر ایمان لانے والے غربا ان کے لئے حجاب بن جاتے، اس معاملے میں ہر نبی اور اس کی قوم میں عظیم تفاوت تھا، یہ بدیہی حقیقت دلیل کی محتاج نہیں قرآن اس قسم کے واقعات، دلائل اور شواہد سے پر ہے، جب نوحؑ اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوئے تو ان کی قوم نے کہا:

قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ ۭ (شعراء-۱۱۱)

انھوں نے جواب دیا "کیا ہم تجھے مان لیں حالانکہ تیری پیروی رذیل ترین لوگوں نے اختیار کی ہے"

اور یہ بھی کہا کہ:-

وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ ۚ وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍۢ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ ۝ (ہود-۲۷)

اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہماری قوم میں سے بس ان لوگوں نے جو ہمارے ہاں اراذل تھے بے سوچے سمجھے تمہاری پیروی اختیار کر لی ہے اور ہم کوئی چیز بھی ایسی نہیں پاتے جس میں تم لوگ ہم سے کچھ بڑھے ہوئے ہو بلکہ ہم تو تمہیں جھوٹا سمجھتے ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

حضرت شعیب علیہ السلام اپنی قوم میں مبعوث ہوئے تو انھیں کہا گیا:۔

قَالُوْا یٰشُعَیْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِیْرًا	انھوں نے جواب دیا اے شعیب تیری بہت سی
مِّمَّا تَقُوْلُ وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْنَا	باتیں تو ہماری سمجھ ہی میں نہیں آتیں اور ہم دیکھتے
ضَعِیْفًا ۚ وَلَوْ لَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ ۫	ہیں کہ ہمارے درمیان ایک بے زور آدمی ہے
وَمَآ اَنْتَ عَلَیْنَا بِعَزِیْزٍ ۝	تیری برادری نہ ہوتی تو ہم کبھی کا تجھے سنگسار
(ہود۔۹۱)	کر چکے ہوتے تیرا بل بوتا تو اتنا نہیں ہے کہ ہم پر بھاری ہو

حضرت موسیٰؑ اور ان کے کمزور رفقاء اور ان کے حریف فرعون اور اس کے لشکر کی کیا نسبت تھی؟

قرآن کہتا ہے:۔

وَنَادٰى فِرْعَوْنُ فِیْ قَوْمِهٖ قَالَ	ایک روز فرعون نے اپنی قوم کے درمیان پکار کر
یٰقَوْمِ اَلَیْسَ لِیْ مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ	کہا لوگو! کیا مصر کی بادشاہی میری نہیں ہے؟ اور
الْاَنْهٰرُ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِیْ ۚ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝	یہ نہریں میرے نیچے نہیں بہہ رہی ہیں کیا تم لوگوں کو
اَمْ اَنَا خَیْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِیْ هُوَ مَهِیْنٌ ۙ	نظر نہیں آتا؟ میں بہتر ہوں یا یہ شخص جو ذلیل و
وَّلَا یَكَادُ یُبِیْنُ ۝ فَلَوْ لَآ اُلْقِیَ عَلَیْهِ	حقیر ہے اور اپنی بات بھی کھول کر بیان نہیں
اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ جَآءَ مَعَهُ	کر سکتا؟ کیوں نہ اس پر سونے کے کنگن اتارے گئے؟
الْمَلٰٓئِكَةُ مُقْتَرِنِیْنَ ۝ فَاسْتَخَفَّ	یا فرشتوں کا ایک دستہ اس کی اردلی میں نہ آیا؟
قَوْمَهٗ فَاَطَاعُوْهُ ۚ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا	اس نے اپنی قوم کو ہلکا سمجھا اور انھوں نے اس کی
فٰسِقِیْنَ ۝ (زخرف ۵۱۔۵۴)	اطاعت کی درحقیقت وہ تھے ہی بڑے فاسق لوگ۔

اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق تو ہر شخص جانتا ہے کہ آپ اپنی قوم میں کس قدر

www.abulhasanalinadwi.org

بے سہارا اور آپ کے چند رفقاء کتنے بیکس و مظلوم تھے، اللہ تعالیٰ اس دور کو یاد دلاتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

وَاذْكُرُوْا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ — یاد کرو وہ وقت جب تم تھوڑے تھے زمین میں

فِي الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ — تم کو بے زور سمجھا جاتا تھا تم ڈرتے رہتے تھے کہ

النَّاسُ۔ (انفال۔ ۲۶) — کہیں لوگ تمہیں اچک نہ لے جائیں۔

حتیٰ کہ ان کی قوم نے ان چند نفوس کو اپنے وطن مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت پر مجبور کیا جہاں آج ہم سب جمع ہیں۔

غیبی تائید اور اسباب

لیکن اللہ تعالیٰ نے تمام طبعی قوانین کو اس اعلیٰ اور افضل مقصد کے تابع کیا ہے جس پر انسان کی سعادت کا انحصار اور نجات کا دارومدار ہے، اگر اسباب اور وسائل کو ہر موقع پر اپنی کارکردگی کی پوری آزادی ہوتی، فطرت اپنی مقررہ اور طے کردہ رفتار سے ہر لمحہ سفر کرتی تو انبیاء کرام کی دعوت کی کامیابی مشکوک تھی، طبعی حالات کا غلام ماحول اور مادی معاشرہ دعوتِ نبوت کو خدانخواستہ نگل جاتے۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے اخلاق و صفات میں بھی چند خاصیتیں رکھی ہیں اسی طرح قوی، توانا اور مؤثر جس طرح مادی اشیاء میں رکھی گئیں۔

سچ کی خصوصیت ہے، اور اس کا اپنا ایک قانون ہے، امانت، خوفِ خدا غرض ان سب کا اپنا ایک نظام ہے، اعلیٰ صفات، احترام انسانیت، عدل، مساوات رواداری، مروت، احسان، ایثار، قربانی، دنیا پر آخرت کو ترجیح، یہ وہ امتیازات، عادات اور اعمال ہیں، جنھیں اللہ تعالیٰ نے بڑی توانائی، پُراسرار طاقت، قوت تسخیر،

www.abulhasanalinadwi.org

روحانیت، نصرت اور کامرانی عطا کی ہے، کیونکہ وہ بڑا قادر اور علیم ہے۔

کامیابی کا رمز

جب اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو مبعوث فرمایا انھیں رسالت سے سرفراز کیا اور اپنی کتابوں کو نازل فرمایا تو ان انبیاء نے عقائد اور ایمان کی دعوت دی اچھے اخلاق سے مزین اچھی صفات سے آراستہ ہونے کا پیام دیا، اللہ نے انسانوں سے یہ وعدہ کیا کہ عقائد و اعمال اور اخلاق و صفات میں اصلاح کے ذریعہ دنیا میں کامیابی، غلبہ اور فتح کی میں ضمانت دیتا ہوں تمہاری کامیابی اور قوت، کا رمز یہی دعوت ہے جو انبیاء لے کر آئے اور یہی تمہاری پناہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ ○ وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ○ (صٰفّٰت ۱۷۲، ۱۷۳)	یقیناً ان کی مدد کی جائے گی اور ہمارا لشکر ہی غالب ہو کر رہے گا۔
اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ○ (المؤمن - ۵۱)	یقین جانو کہ ہم اپنے رسولوں اور ایمان لانے والوں کی مدد اس دنیا کی زندگی میں بھی لازماً کرتے ہیں اور اس روز بھی کریں گے جب گواہ کھڑے ہوں گے۔
كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ ○ (مجادلہ - ۲۱)	خدا کا حکم ناطق ہے کہ میں اور میرے پیغمبر ضرور غالب رہیں گے۔

انبیاء کرام عقل سلیم کا اعلیٰ نمونہ

انبیاء کرام ماؤف الدماغ، فاتر العقل نہیں تھے، وہ عقل سلیم کا اعلیٰ نمونہ، انتہائی

www.abulhasanalinadwi.org

ذکی، اشیاء کی طبعی خصوصیات اور ان کی توانائی سے بخوبی آشنا تھے، نہ وہ فریب خوردہ تھے، نہ لاعلم، انھیں بخوبی علم تھا کہ جب قوت قوت سے، فوج فوج سے، لوہا لوہے سے، تعداد تعداد سے متصادم ہوتی ہے تو ان میں کمزور کو شکست ہوتی ہے، اور قوی غالب آجاتا ہے۔

جب کسی معرکہ میں صرف مادی قوت پر اعتماد کیا جاتا ہے تو اس میں کمزور کو ناکامی اور شکست کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

مگر انبیاء کرام اس عرفان کے حامل تھے جو مخفی امور کو پالیتا ہے، اس ہلکی سی کرن کو ان کی دوربین نگاہ دیکھ لیتی ہے، جو ان کے اور ان کے دشمنوں کے درمیان حائل رہتی ہے جسے نصرت الٰہی سے تعبیر کیا جاتا ہے، یہ وہ صاحب بصیرت انسان ہوتے ہیں کہ جن کی کائنات پر گہری نظر ہوتی ہے، اور اللہ کی نصرت پر یہ کلی اعتماد رکھتے ہیں۔

فرعون اور حضرت موسیٰ کی کشمکش

آپ کو فرعون اور حضرت موسیٰؑ کا وہ واقعہ یاد ہوگا جب موسیٰؑ نے اپنی قوم کو حکم دیا کہ وہ رات کی تاریکی میں جزیرہ نمائے سینا کی طرف روانہ ہوں (وہی جزیرہ نمائے سینا جس کی یاد ہمارے سوز غم کو بڑھا دیتی ہے، اور ہمیں خون کے آنسو رلاتی ہے، ہم نے اپنے ایمان ویقین کو کھونے کی وجہ سے اسے بھی کھو دیا) جب حضرت موسیٰؑ اپنی قوم کے ساتھ ساحل سمندر پر پہونچے تو آپ کی قوم بنی اسرائیل کے خوف اور ہراسانی کی کوئی انتہا نہیں رہی، چونکہ سامنے سمندر کی غضبناک موجیں تھیں، اور پیچھے تعاقب کرتا ہوا فرعون اور اس کا لشکر، وہ چیخ اٹھے "اے موسیٰؑ کیا اسی لئے تو ہمیں یہاں لایا، ہم تو پکڑے گئے"۔

قَالَ أَصْحٰبُ مُوسٰى إِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ (شعراء-۶۱) موسیٰ کے ساتھی چیخ اٹھے کہ "ہم تو پکڑے گئے"۔

www.abulhasanalinadwi.org

ان کا یہ خوف واقعات اور تجربات کی روشنی میں صحیح تھا، اگر فرعون سے بچنے کے لئے وہ سمندر میں کود پڑتے تو ان کا انجام ظاہر تھا سمندر بغیر کشتی اور جہاز کے پُرعافیت گذرگاہ نہیں بنتا، وہ غرق کرنے میں ظالم و مظلوم، حاکم و محکوم کے درمیان امتیاز نہیں برتتا ہے۔

لیکن موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی جانب سے مامور تھے انھیں اللہ تعالیٰ کے وعدے پر پختہ یقین تھا، اور نور نبوت کے ذریعہ انھیں اس کا علم تھا کہ وہ جس اعلیٰ مقصد کے لئے مبعوث ہوئے ہیں، جس رسالت کا انھیں اعزاز بخشا گیا، وہ اللہ کے نزدیک سمندر کے عمل اور مقصد سے زیادہ اہم اور لائق احترام ہے آپ نے پورے اعتماد و یقین سے فرمایا۔

كَلَّا ۚ إِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِينِ ○ (الشعراء۔ ٦٢)

ہرگز نہیں میرے ساتھ میرا رب ہے، وہ ضرور میری رہنمائی فرمائے گا۔

کیا یہ اعتماد اور یقین اس انسان میں پیدا ہو سکتا ہے جو صرف نیچر پر یقین رکھتا ہو؟ فطرت کے ان آہنی اصولوں پر ہی اس کی نظر ہو جو ظالم و مظلوم میں کوئی فرق نہیں کرتے؟ کیا کسی عام انسان سے یہ ایمانی جملہ ممکن تھا، وہ جملہ جس کی آواز آج تک کانوں میں گونج رہی اور تاریخ میں جس کی بازگشت آج تک سنائی دیتی ہے، سنئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنِ اضْرِب بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ۖ فَانفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيمِ ○ وَأَزْلَفْنَا ثَمَّ الْآخَرِينَ ○ وَأَنجَيْنَا مُوسَىٰ وَمَن مَّعَهُ أَجْمَعِينَ ○ ثُمَّ أَغْرَقْنَا

ہم نے موسیٰ کو وحی کے ذریعہ سے حکم دیا کہ مارا اپنا عصا سمندر پر" یکایک سمندر پھٹ گیا اور اس کا ہر ٹکڑا ایک عظیم الشان پہاڑ کی طرح ہو گیا، اسی جگہ ہم دوسرے گروہ کو بھی قریب لے آئے موسیٰ اور ان سب لوگوں کو جو اس کے ساتھ

www.abulhasanalinadwi.org

الْاٰخَرِیْنَ (الشعراء ۶۳-۶۶) تھے ہم نے بچا لیا اور دوسروں کو غرق کر دیا۔

مشعلِ راہ

تمام انبیاء کرام اگرچہ اشرف ترین خاندان اور افضل ترین نسب رکھتے ہیں، مگر یہ جانتے ہیں کہ دشمن کے مقابلے میں اعلیٰ نسبی سود مند نہیں، انبیاء تنہا عقل و تجربہ، حواس ظاہری کی کار فرمائی، اپنی طاقت، تنظیم اور تعداد پر اعتماد نہیں کرتے چونکہ ان میں ان کا حریف ان سے بدرجہا فائق ہوتا ہے، بلکہ دونوں کی مادی طاقت میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے، ان حالات میں انھوں نے اللہ تعالیٰ پر اعتماد کیا، ایمان کو مشعل راہ بنایا، اپنے پیام، اعلیٰ اخلاق وصفات کی وجہ سے وہ اپنے دشمنوں سے نمایاں اور ممتاز تھے، ان ہی صفات نے ان کے ساتھیوں کو حیرت انگیز درخشانی و تابانی بخشی تھی۔

وہ معرکۂ کارزار میں اللہ پر اعتماد کے سہارے قدم رکھتے تھے، ان کی زبانوں پر اللہ تعالیٰ سے مدد و نصرت، حق کی فتح، باطل کی ناکامی کی دعائیں جاری رہیں۔

تاریخ ساز واقعہ

معرکۂ بدر کو ذہن میں تازہ کیجیے، میدان بدر آپ سے زیادہ فاصلے پر نہیں، یوم بدر آپ کی تاریخ میں گمنام اور غیر معروف نہیں، غور کیجیے، جب رسول اللہ صلعم ۳۱۳ مہاجرین و انصار کی مختصر جماعت کے ساتھ اس دشمن کے مقابلے کے لئے نکلے تھے، جو تعداد، آلات حرب، اسباب و وسائل، شجاعت و بہادری میں کئی گنا زیادہ اور جوشِ غضب سے مغلوب تھا۔

www.abulhasanalinadwi.org

آپ نے جب اپنے بے سروسامان ساتھیوں اور دشمنوں کے عظیم لشکر کو دیکھا تو ان دونوں میں کوئی نسبت اور تناسب نہ تھا، اس نازک موقع پر آپ کی سلامتِ فکر فراستِ نبوت اور تجربہ نے یہ محسوس کر لیا کہ ان لمحات میں مسلمانوں کو طبعی قوانین کے حوالے کرنے کے نتیجہ میں ان کی کامیابی تو درکنار مدینہ صحیح سلامت لوٹنے کی توقع تک نہیں کی جاسکتی۔

آپ اپنے رب کی طرف انابت اور دعا کے لئے متوجہ ہوئے آپ کو بخوبی علم تھا کہ فتح عطیۂ الٰہی ہے، طبعی نظام اسی نے بنایا ہے، وہ اسے موقوف بھی کر سکتا ہے، آپ یہ جانتے تھے کہ فیصلہ آسمان سے نازل ہوتا ہے، زمین سے پیدا نہیں ہوتا، حکم، قوت اور فتح کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے ــــ آپ نے اپنی جبین مبارک خاک پر رکھی، الحاح وزاری، عاجزی و درماندگی سے اس طرح دعائیں مانگیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے آپ کی یہ حالت نہ دیکھی گئی اور بے چین ہو کر انھوں نے فرمایا کہ:۔

حسبك يا رسول الله   بس بس اے اللہ کے رسول

دعا کا پاسنگ

معرکۂ بدر تاریخ کا مشہور فیصلہ کن معرکہ ہے جس کے سایہ میں ہم زندہ ہیں، ہماری حکومتیں، ہم میں مختلف رنگ و نسل کی مسلمان قومیں، یہ سب بدر کی پروردہ ہیں، اور بدر اس دعوت و پیام کا رہین منت ہے جسے آنحضرت صلعم لائے تھے، بدر میں دو مقابل لشکر نہیں تھے، بلکہ دو نوں عدد، اسباب و وسائل میں عدم تناسب کے اعتبار سے گویا دو مختلف پلڑے تھے، ایک پلڑا اپنے بوجھ کی وجہ سے زمین کو چھو رہا تھا، یہ کفار و مشرکین کا پلڑا تھا، دوسرا اپنی بے وزنی کی وجہ سے فضا میں معلق تھا، یہ اہل ایمان کا پلڑا تھا،

www.abulhasanalinadwi.org

آنحضرت صلعم نے اپنی دعاؤں اور نصرت الٰہی کا پاسنگ مسلمانوں کے پلڑے میں ڈال دیا۔ آپ نے زمین پر اپنی پیشانی رکھی اور وہ جملہ فرمایا جو بلاشبہ مسلمانوں کی اس قلیل تعداد کی بقا بلکہ امت کی بقا کا حقیقی سبب تھا آپ نے فرمایا:۔

اللھم ان تھلک ھٰذہ العصابۃ لن تعبد۔	اے اللہ اگر یہ مختصر جماعت ہلاک ہو گئی تو تیری عبادت نہیں کی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کی نصرت فرما کر اس کی تصدیق کی۔

تاریخ میں آج بھی یہ واقعہ زندہ اور اس کے آثار اس دنیا میں تابندہ ہیں، انسانوں کی فلاح و بہبود اسی جماعت سے منسلک ہے، جن کے بقا کی دعا میدانِ بدر میں ایک آزمائش کے موقع پر اتنے بلیغ انداز میں پیغمبر اسلام نے کی تھی، دین، اخلاقِ فاضلہ، انصاف، احترام انسانیت کا وجود بدر کی اسی مختصر جماعت کا مرہونِ منت ہے۔

"فیصلہ تیرا تیرے ہاتھوں میں ہے، دل یا شکم"؟

اگر آپ چاہیں تو ان تمام حقائق کو ضائع کر دیں، اس تمام دولت و ثروت کو تلف کر دیں، تمام انبیاء کی قربانیوں اور مصلحین کی کوششوں کو مٹا دیں تو انسان باقی رہے گا، مگر انسانیت فنا ہو جائے گی، جسم متحرک ہوگا، مگر روح پر موت طاری ہو جائے گی، اب یہ فیصلہ آپ کے ہاتھ ہے، اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر میں مسلمانوں کو واضح کامیابی دی، دشمن اپنی قوت و کثرت کے باوجود ناکام رہا، اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا:۔

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ	آخر اس سے پہلے جنگ بدر میں اللہ تمہاری مدد کر چکا تھا حالانکہ اس وقت تم بہت کمزور

www.abulhasanalinadwi.org

تَشْكُرُوْنَ ○ — تھے لہٰذا تم کو چاہیے کہ اللہ کی ناشکری سے بچو امید ہے کہ اب تم شکر گذار ہوگے۔ (آل عمران ـ ۱۲۳)

بحر و بر پر حکمرانی

میں آپ کے سامنے ایک دوسرا واقعہ بیان کرتا ہوں حالانکہ میں داستان گوئی کا شائق نہیں، مگر جو واقعہ میں آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں اس میں ایک پیام ہے، اور نئے معانی پنہاں ہیں، جب سعد بن ابی وقاص مدائن کی فتح کے ارادہ سے روانہ ہوئے تو دریائے دجلہ میں طغیانی تھی، موجیں اٹھ رہی تھیں ایرانیوں نے تمام پل اور آبی گذرگاہوں کو توڑ دیا تھا۔ اور کشتیوں اور جہازوں کو دور کر دیا تھا، سعد بن ابی وقاصؓ اپنے ساتھیوں کے ساتھ دریا کے ساحل پر چند لمحے رک کے غور کیا اور فرمایا ساتھیو! کیا خیال ہے، لوٹ جائیں یا دجلہ میں کود پڑیں اور پار ہو جائیں؟

مسلمان اس دور میں اس بات پر پختہ یقین رکھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں ایک عظیم مقصد کے لئے پیدا کیا ہے، انسانیت کی نجات انھیں کے ذریعہ ممکن ہے، اللہ تعالیٰ انسانیت پر مہربان ہے، اور اس نے انسان کو بیکار نہیں پیدا کیا۔

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ○ — کیا تم نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ ہم نے تمہیں فضول ہی پیدا کیا اور تمہیں ہماری طرف کبھی پلٹنا ہی نہیں ہے۔ (المؤمنون ـ ۱۱۵)

مسلمان یہ جانتے تھے کہ وہ اسلام کے نمائندے، اس کی روشنی کے مینار اور اسلامی دعوت کے مشعل بردار ہیں، وہ دنیا کی تمام قوموں میں واحد جماعت تھی، جو اس مقصد کی

www.abulhasanalinadwi.org

خاطر تیار کی گئی تھی، رہا دجلہ تو اس طرح کے ہزاروں دریا ہیں، لہذا دجلہ کو یہ کیسے اجازت دی جاسکتی تھی کہ وہ اس لشکر کو غرق کرے جس کی کوئی مادی غرض نہیں، جو جزیرۃ العرب سے اس لئے نہیں نکلا کہ ایک تخت کے بجائے دوسرا تخت بچھائے، ایک حکومت کے بجائے دوسری حکومت قائم کرے، ایک بادشاہت کو دوسری بادشاہت میں تبدیل کرے، ایرانیوں سے قیادت وسیادت چھین کر عربوں کو پیش کرے اور کسریٰ کا تاج لے کر اسے عمر (رضی اللہ عنہ) کے سر پر رکھے، یہ باتیں تو مسلمانوں کے لئے جائز نہیں۔

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی (اقبال)

ان کی مہم کی غرض یہ رہتی تھی جیسا کہ ان میں سے ایک نے کہا ہے "اللہ نے ہمیں بھیجا ہے تاکہ ہم انسانوں کو بندوں کی غلامی سے نکال کر اللہ کی عبادت کی طرف رجوع کریں، دنیا کی تنگی سے آخرت کی وسعت کی طرف لائیں، مذاہب کے ظلم وجبر سے اسلام کے عدل وانصاف کی طرف بلائیں"۔

یہ جان کر کہ اب سوائے اللہ پر اعتماد کے کوئی چارہ نہیں اگر اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہوگا کہ یہ لشکر باقی رہے اپنے پیام کو پہنچائے اور اپنے دین کو پھیلائے اور لوگوں کو کفر کی تاریکیوں سے نکال کر ایمان کی روشنی کی طرف لے جائے اور ان پر پڑی ہوئی ظلم وستم کی زنجیروں کو دور کردے تو اللہ تعالیٰ یقیناً دریائے دجلہ کو اس پہ مامور کرے گا کہ وہ اسلامی لشکر کے لئے راستہ دے دے۔

مومنانہ فراست

حضرت سعدؓ نے اس موقع پہ حضرت سلمان فارسی سے مشورہ کیا انھوں نے جواب دیا،

www.abulhasanalinadwi.org

"بیشک اسلام ایک تازہ پیام ہے" یہ جملہ میرے قلب و ذہن کو بہت متاثر کرتا ہے، کیونکہ اس میں بڑے گہرے معانی مضمر ہیں، اس جواب میں مؤمن کی ذہانت کا نور جھلکتا ہے، میری مراد عقل عام نہیں بلکہ فراست مومن ہے جس کا یہ جملہ بہترین نمونہ ہے۔

حضرت سلمانؓ نے فرمایا: بخدا تری ان کے لئے ایسے ہی زیر کردی جائیگی جیسے خشکی مسخر کی گئی تھی، اس میں سے فوج در فوج لوگ نکلیں گے جیسے فوج در فوج داخل ہوئے" سلمانؓ کے قول کے معنی یہ ہیں کہ اللہ اس پر قادر ہے کہ اس دین کو تمام ادیان پر غالب کرے، چونکہ اسلام نے ابھی تک اپنی مہم پوری نہیں کی اس کے سامنے وسیع میدان ہے، بہت سی قومیں اور قبائل ہیں، متمدن ممالک ہیں اور یہ پوری دنیا اس دعوت کی منتظر ہے جس کا کے وہ حامل ہیں، ان اخلاق وصفات کی منتظر ہے جن سے یہ آراستہ ہیں، دنیا اس نجات دہندہ سپاہ کی منتظر ہے، حضرت سلمانؓ نے سچ کہا کہ میری مومنانہ عقل اسے قبول نہیں کرتی کہ ہم غرق ہوں گے اور دجلہ ہمیں نگل لے گا، اللہ تعالیٰ اسے ضرور حکم دے گا اور مامور کرے گا کہ وہ ہمارے لئے راہ دے اور تاریخ اس پر گواہ ہے کہ ہوا بھی یہی۔

ایمان وعقیدہ کا نظام

یہ دو خدائی نظام ہیں، جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں، ایک طبعی نظام اقلیت پر اکثریت کا غلبہ، ضعف پر طاقت کا غلبہ، انتشار پر اتحاد کا غلبہ، بدنظمی پر انتظام کا غلبہ، کمزور ارادے پر قوی ارادے کا غلبہ اور کاہلی وجہالت پر علم ومستعدی کا غلبہ، یہ ایک قدیم نظام ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے، اور اس کا حکم اور قانون اس وسیع وعریض دنیا اور انسانیت کے بڑے حصہ میں جاری وساری ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

لیکن جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں ایک دوسرا نظام بھی ہے، وہ ایمان وعقیدے کا نظام، اخلاق وصفات اور دعوت وپیام کا نظام ہے اور یہی وہ سلاح ہے جس کے ذریعہ مومن جنگ کرتا ہے اور کامیابی سے ہمکنار ہوتا ہے، یہی وہ ہتھیار ہے جس کو لے کر عرب، جزیرۂ عرب سے نکلے تھے، پھٹے کپڑے، ٹوٹے جوتے، خالی پیٹ اور بغیر زین کے گھوڑوں کے ساتھ، لوگ انھیں حقارت سے دیکھتے اور مذاق اڑاتے اور کہتے "انھیں ان کے جزیرہ سے بھوک و برہنگی نے نکالا ہے، انھیں خوب کھلاؤ اور پلاؤ یہ اپنے وطن لوٹ جائیں گے۔"

موجودہ عربوں کی دونوں نظاموں سے بغاوت

یہ دو خدائی نظام ہیں لیکن جب کوئی فرد یا جماعت ان دونوں نظاموں کو چھوڑ دیتی ہے اور ان دونوں سے بغاوت کرتی ہے یعنی نہ نظام طبعی کے تقاضے پورا کرتی ہے اور نہ دین واخلاق ہی کے نظام ہی کو اپناتی ہے تو اس کا کیا انجام ہو سکتا ہے؟

آج کے عربوں میں خواہشات کی پیروی، باہمی رزم آرائی، اپنی قومیت پر فخر اور صرف کھوکھلے دعوے اور بلند بانگ نعرے ہیں، بے معنی شور وغوغا ہے، بدنظمی و بے تدبیری ہے کیا ایسا ملک اور ایسی فوج فتح کی مستحق ہو سکتی ہے؟

نسل ونسب

اللہ تعالیٰ اور انسان کے درمیان نسب کا کوئی رشتہ نہیں، اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو متنبہ کرتے ہوئے فرمایا تھا:۔

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ — یہود و نصاریٰ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے ہیں

www.abulhasanalinadwi.org

اَبۡنٰٓؤُا اللّٰہِ وَاَحِبَّآؤُہٗ ؕ قُلۡ فَلِمَ — اور اس کے چہیتے ہیں ان سے پوچھو پھر وہ
یُعَذِّبُکُمۡ بِذُنُوۡبِکُمۡ ؕ بَلۡ اَنۡتُمۡ — تمہارے گناہوں پر کیوں سزا دیتا ہے،
بَشَرٌ مِّمَّنۡ خَلَقَ ؕ — درحقیقت تم بھی ویسے ہی انسان ہو جیسے
اور انسان خدا نے پیدا کئے۔ (المائدہ۔ ۱۸)

خدا کسی انسان کو دوسرے انسان پر کسی فرد کو دوسرے فرد پر ایک قوم کو دوسری قوم پر نسب، قومیت، ذات و برادری کی بنیاد پر فضیلت نہیں دیتا، وہ انسانوں کو ان کی دیانت و تقویٰ والی زندگی پر افضل قرار دیتا ہے۔

اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ ؕ — اور خدا کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔ (الحجرات۔ ۱۳)

وہ حبش کے غلام بلالؓ کو قریش کے معزز سردار ابوجہل سے افضل قرار دیتا ہے۔

۵ رجون کی جنگ

جب ہم اس جنگ میں کودے تو گویا ہم تہی دامن تھے، نہ ہمارے پاس طبعی نظام تھا جو ہم میں بیداری، احتیاط، اتحاد باہمی محبت، ایثار، قربانی، سرفروشی اور شجاعت پیدا کرتا، ہمیں محنت و مشقت کا عادی بناتا اور دنیاوی چمک دمک کی حقارت ہمارے دلوں میں پیدا کرتا، ہم اس طبعی قانون کے بھی پوری طرح پابند نہیں تھے، نہ ہمارے پاس وہ مقدس نظام ہی تھا جس کی کامیابی کی ضمانت اللہ تعالیٰ نے کی ہے، اور فرمایا ہے:۔

وَاِنَّ جُنۡدَنَا لَهُمُ الۡغٰلِبُوۡنَ۔ (الصّٰفّٰت ۱۷۳) — اور بیشک ہمارا لشکر ہی غالب ہو کر رہے گا۔

اگر اللہ تعالیٰ یہ فرماتا کہ "ان جندنا غالبون" تو کافی تھا، یہ فرماتا کہ "ان جندنا لغالبون"

www.abulhasanalinadwi.org

تب بھی کافی تھا لیکن بات میں زور، یقین اور وزن پیدا کرنے کے لئے فرمایا گیا۔

اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ ۝ وَاِنَّ جُنْدَنَا	یقیناً ان کی مدد کی جائے گی اور بیشک ہمارا
لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ (الصّٰفّٰت ۱۷۲۔۱۷۳)	لشکر ہی غالب ہو کر رہے گا۔
اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	یقین جانو کہ ہم اپنے رسولوں اور ایمان لانے
فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ	والوں کی مدد اس دنیا کی زندگی میں بھی
الْاَشْهَادُ ۝	لازماً کرتے ہیں، اور اس روز بھی کریں گے
(المؤمن۔۵۱)	جب گواہ کھڑے ہوں گے۔

جنگ کے زمانہ میں مصر کی اخلاقی و دینی حالت

ہم جب میدانِ جنگ میں پہونچے تو ہم نے ہوائی باتوں، بے سر و پا دعووں پر اعتماد کیا، ہم دشمن سے عالم خیال میں معرکہ آرائی کرتے رہے، لذائذ و خواہشات کے غلام بنے رہے، ان قوموں کی طرح جن کی مثالیں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بکثرت بیان فرمائی ہیں، نہ جانے ہم کس انجام کے منتظر تھے؟

میں آپ کے معاملہ میں اپنی صاف گوئی اور حق گوئی پر مجبور ہوں کیوں کہ میں جب دنیا کے کسی خطہ میں بھی جھوٹ سے پناہ مانگتا ہوں تو رسول اللہ کے جوار اور ان کی مسجد کے زیر سایہ غلط بیانی سے کیوں کام لوں؟ ہماری زندگی کا جو رخ تھا اور ہے اس کا اندازہ تو ہمارے ریڈیو اور ہماری صحافت سے بخوبی ہو جاتا ہے۔

صرف زمانۂ جنگ اور اس سے چند دن قبل کے اخبارات و رسائل پڑھئے کیا یہ اخلاق اور یہ طریقۂ زندگی اللہ اور اس کے رسول کی رضا کا موجب ہو سکتا ہے؟ کیا

www.abulhasanalinadwi.org

ام کلثوم[۱] کے گیت اللہ تعالیٰ و رسول ﷺ کی رضا اور فتح و کامرانی کے نزول کا ذریعہ بن سکتے ہیں؟ کیا یہ نائٹ کلب، عریانی و بے حیائی کے اڈے، جسے ہمارے بھائیوں نے اس ملک میں نئی زندگی بخشی جس پر مقدس اسلامی مقامات کے دفاع کی سب سے بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے، ہمیں رسوائی و ہزیمت سے بچا سکتے ہیں؟

ایک غیر عرب بادشاہ کا عمل

مسلمانوں پر تو یہ لازم تھا کہ وہ ہنگامی حالت میں رہتے، ہمیشہ مستعد اور تیار رہتے، اپنے آپ پر اللہ کی مباح کی ہوئی لذتیں تک حرام کر لیتے، اور ان پر بے چینی اور ہمہ وقت بے کلی طاری رہتی، زندگی ان کے لئے تلخ ہو جاتی، یہ سانحہ اس کا متقاضی تھا۔

تاریخ میں ایک غیر عرب بادشاہ نے یہی کر کے دکھایا ہے، جب شہنشاہ بابر (اس سلطنت مغلیہ کا بانی جو ساڑھے تین سو سال تک ہندوستان میں رہی) کا مقابلہ اس کے دشمن رانا سانگا کے لشکر سے ہوا تو یہ دونوں لشکر تعداد و اسباب کے اعتبار سے بیّن فرق رکھتے تھے، بابر کے ساتھ صرف بیس ہزار سپاہی تھے، اور رانا کا لشکر ایک لاکھ سپاہیوں پر مشتمل تھا۔

بابر شراب کا رسیا تھا، تاریخ میں یہ مشہور بات ہے کہ وہ ہمہ وقت شراب میں مست رہتا مگر اس نازک اور آزمائشی موقع پر اس نے کامیابی کے لئے دعا کی اور شراب اور تمام شرعی محرمات اور منکرات سے توبہ کی اور میدان جنگ میں کود پڑا دشمن سے زبردست جنگ کے بعد عظیم الشان فتح حاصل کی، اور اس وسیع مسلم حکومت کی بنیاد رکھنے میں کامیاب ہوا جس کے لازوال اجتماعی و تمدنی آثار اب بھی باقی ہیں۔

[۱] مصر کی مشہور مغنیہ، جس کا ابھی کچھ عرصہ پہلے انتقال ہوا۔

www.abulhasanalinadwi.org

حقیقت پسند فوجوں کا یہ طرز ہوتا ہے اور حقیقت دوست لوگ ایسے ہوتے ہیں، رہا شکست خوروں کا حال تو ان کی داستانیں مشہور ہی ہیں ــــ انھیں مجھ سے زیادہ آپ جانتے ہیں۔

کیا یہ رزم و جنگ الف لیلہ کے ڈراموں میں سے کوئی ڈرامہ ہے کہ کوئی طائفہ کوئی تمثیل مزاحاً اور تفریحاً پیش کرے، یہ بادشاہ، وہ وزیر یہ فوجی وغیرہ جب کوئی حقیقی مسلح لشکر آجاتا ہے تو مسخروں کی فوج بھاگ کھڑی ہوتی ہے اور ڈرامہ دھرا رہ جاتا ہے۔

نمائشوں، ڈراموں کا خاص موقع ہوتا ہے، یہ امن آسائش کے زمانہ اور اطمینان و فراغت کے ماحول میں کئے جاتے ہیں۔

شکست تعجب خیز نہیں

اب ایسی صورت میں ہم کیوں نہ اس نکبت و ذلت اور رسوائی کے مستحق ہوتے جو ۵ رجون کے سانحہ میں ہمارے حصہ میں آئی۔

اللہ تعالےٰ کی بے شمار صفات میں سے ایک صفت عدل بھی ہے ہم سب کا اس پر ایمان ہے، میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم واقعی اسی شکست کے مستحق تھے، شکست کا ہونا تعجب خیز اور حیرت انگیز اور بعید از قیاس نہیں اس کے برعکس ہوتا تو حیرت اور تعجب کی بات تھی۔

کیا اللہ تعالےٰ ان نام نہاد مسلمانوں کی مدد کرتا جو اپنے بھائیوں کے دشمن اور اپنے دشمن کے بھائی ہیں، اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔ وَالَّذِيْنَ   محمد خدا کے پیغمبر ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ

www.abulhasanalinadwi.org

مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ — ہیں وہ کافروں کے حق میں تو سخت ہیں

بَيْنَهُمْ (فتح ـ ۲۹) — اور آپس میں رحم دل۔

یمن کی داستانِ غم

مگر ہم دشمنوں کے بارے میں رحم دل اور آپس میں انتہائی سنگدل ہیں، اس غریب یمن کا کیا قصور تھا؟ اسے اپنی بہادری، جنگ آزمائی اور انتقام کا مرکز و میدان کیوں بنایا گیا؟ یہ شجاعت اپنے حقیقی دشمن کے خلاف کیوں استعمال نہیں کی گئی؟ مگر مصریوں کا حال تو اس شعر کے مصداق ہے ؎

نہ شود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت — سرِ دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی!

ظلم و ستم کے شکار یمنی مسلمانوں کے خونِ ناحق کی پرسش جب اللہ تعالےٰ فرمائے گا تو ان کے پاس کیا جواب ہوگا؟ وہ منصفِ حقیقی تو قرآن مجید میں فرماتا ہے:۔

وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ۝ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ — جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے پوچھا

قُتِلَتْ ۝ (تکویر ـ ۸ ـ ۹) — جائے گا کہ وہ کس گناہ پر قتل کی گئی۔

ایک نوزائیدہ بچی کے قتل ناحق پر جو عہد جاہلیت میں زندہ دفن کی جاتی تھی، اللہ تعالےٰ کے یہاں اس کے قاتل سے پرسش ہوگی تو قوم کی اتنی بڑی تعداد کے قاتل قیامت میں اپنا دامن کیسے چھڑا سکیں گے ؎

قریب یار ہے روزِ محشر چھپے گا کشتوں کا خوں کیونکر
جو چپ رہے گی زبان خنجر، لہو پکارے گا آستیں کا[1]

---

[1] مبصرین کا اندازہ ہے کہ اس بے مقصد اور بلا وجہ جنگ کے نتیجے میں جو مصر کی طرف سے یمن کے خلاف (باقی صفحہ پر)

www.abulhasanalinadwi.org

وہ اہل یمن جن کے متعلق حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا:۔

اتاکم اھل الیمن، ارق افئدۃ و	تمہارے پاس یمن کے لوگ آئے ہیں جن کے
الین قلوبا، الایمان یمان،	دل سب سے زیادہ نرم اور رقیق ہیں، ایمان
والفقہ یمان، والحکمۃ یمانیۃ	یمن کا حصہ ہے، دین کی سمجھ یمن کی سوغات
(صحیح بخاری)	ہے اور حکمت یمن کا مال ہے۔

اس قوم کا کیا قصور تھا؟ کیوں یہ اس تباہی کی مستحق قرار دی گئی؟

"نغمہ ہندی ہے تو کیا، لے تو حجازی ہے مری"

یہ میری قسمت میں نہیں تھا کہ میری پیدائش اس مقدس مقام پر ہو، اللہ تعالےٰ کی حکمت اور مشیت کہ میں بہت دور پیدا ہوا، میری نشوونما ایسے ملک میں ہوئی جہاں عربی زبان بولی نہیں جاتی، یہاں ہمارے استاد علامہ تقی الدین[1] ہلالی مراکشی تشریف

(باقی صـ۸۱ کا) لڑی گئی دو لاکھ مسلمان شہید ہوئے، مصریوں نے اس جنگ میں وحشت و بربریت کے تمام ریکارڈ توڑ دیئے، جنگ کے زمانے میں غاروں میں پناہ لینے والے غریب یمنی عرب مسلمانوں پر زہریلی گیس چھوڑی جاتی تھی، جس کا استعمال بین الاقوامی قانونِ جنگ کے خلاف اور اقوام متحدہ کے اصول حقوق انسانی کے منافی ہے، شدید سردی میں مصری جہاز یمن میں گرم سویٹر گراتے، غریب یمنی اسے ایک نعمت سمجھ کر پہنتے، مگر اس میں موت پوشیدہ ہوتی تھی، ان اونی سویٹروں میں ایسے بم پوشیدہ ہوتے جو پہننے والے کے جسم کے چیتھڑے اڑا دیتے۔

[1] علامہ ڈاکٹر تقی الدین ہلالی مراکشی عرصہ تک دارالعلوم ندوۃ العلماء میں مدرس رہے، موصوف کے شاگردوں میں اس کتاب کے مصنف کے علاوہ مولانا مسعود عالم صاحب ندوی مرحوم، مولانا محمد ناظم صاحب ندوی، مولانا ابواللیث صاحب ندوی، مولانا حافظ محمد عمران خاں صاحب ندوی اور کئی حضرات ہیں جنھوں نے علمی، دینی، سماجی اور تعلیمی میدان میں ممتاز مقام حاصل کیا۔

www.abulhasanalinadwi.org

فرما ہیں' ان سے ہمارے ملک کے متعلق دریافت کیجئے، یہ عرصہ تک وہاں مقیم رہے، ایک ایسا ملک جو مرکز اسلام سے طویل فاصلے پر ہے' وہاں کے لوگ عربی زبان سے بہت کم واقف ہیں، مگر الحمد اللہ اپنے اسلامی عقیدے پر نازاں ہیں' ہمارا اس پر پختہ عقیدہ اور ایمان ہے کہ ہماری سعادت کامیابی اور بقا کا راز حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع ہی میں مضمر ہے، ہمارے شاعر نے کہا ہے :۔

محمد عربی کا بروئے ہر دو سرا است
کسے کہ خاک درش نیست خاک بر سر او

حضرت محمد صلعم کی قیادت کو تسلیم کئے بغیر ہم کبھی فوز و فلاح نہیں پا سکتے اگر آپ نے اس سے انکار کیا جیسا کہ عرب قومیت کے رہنماؤں نے کیا ہے تو اس کے نتیجہ میں تائید غیبی، فتح و نصرت اور عزت و سربلندی سے ہم محروم ہو جائیں گے اللہ تعالےٰ نے عربوں کی ترقی سربلندی اور مستقبل کو حضرت محمد صلعم کے دامن سے وابستہ رکھا ہے، کسی اشتراکی لیڈر اور قومیت کے رہنما سے نہیں۔

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا، لوح و قلم تیرے ہیں

نہ صرف عربوں کی بقا و ترقی، عزت و سربلندی اور فتح و کامرانی کا انحصار محمد رسول اللہ کی غلامی اور پیروی میں ہے، بلکہ آپؐ کی بعثت کے لمحے سے قیامت تک تمام دنیا کے انسانوں کی فلاح و بہبود، سعادت و نجات آپؐ ہی کے نقش قدم کے اتباع اور دامن سے وابستگی میں ہے۔

عرب قومیت کے علم برداروں نے کیا دیا ؟

حیوانات کی بڑی تعداد، واقعات اور تجربات سے فائدہ اٹھاتی ہے، سبق

www.abulhasanalinadwi.org

حاصل کرتی ہے، ہم کیوں نتیجہ نہیں نکالتے؟ نفع اور نقصان کا گوشوارہ نہیں تیار کرتے؟ ہمیں ان عرب قومیت کے زعماء اور انتہا پسند ملحد لیڈروں نے کیا دیا؟ کس برے انجام کے رخ کو انھوں نے موڑا؟ کون سی آفت ٹالنے میں یہ کامیاب رہے؟ کون سا کھویا ہوا اعتماد انھوں نے دوبارہ حاصل کیا؟ اقتصادی اور معاشی خوشحالی لانے میں یہ کب کامیاب رہے؟ صنعت و حرفت، ایجاد و اختراع میں عرب ممالک کی پسماندگی اور محتاجی کہاں ختم ہوئی؟ انھوں نے تو ہماری تابناک تاریخ پر سیاہی پھیر دی، ہمارے رعب و اثر کا بڑا حصہ لوگوں کے دلوں سے زائل کر دیا، ہم ہمیشہ اپنی اسلامی عربی تاریخ پر فخر کیا کرتے تھے .... مگر آج .... عام مجلسوں میں اس کا حوالہ دینا دشوار ہو گیا ہے، جو عظمتِ رفتہ ہمیں ہمیشہ حال و مستقبل میں حوصلہ دیتی رہی وہ ان لیڈروں کی بے دانشی کی نذر ہو گئی۔

عرب قومیت میں غیر عربوں کے لئے کوئی کشش نہیں

یہ کوئی دانش مندی کی بات اور عقل مندی کا تقاضا نہیں کہ ہندوستان، پاکستان، انڈونیشیا، ترکی، ملیشیا کا انسان تمہاری عرب قومیت کی وجہ سے تمہارا احترام کرے، وہ تو اسلام، ایمان اور انسانیت کی ہدایت کے لئے تمہاری تاریخی کوششوں کی بنا پر تمہارا احترام کرتا ہے، کمزوروں کی دستگیری، ظالموں کی سرکوبی یہ تمہارا شعار رہا، تمہارے اعلیٰ اخلاق و صفات اور اسلامی دعوت سے تمہاری وابستگی نے مشرق و مغرب کے مسلمان کے دل میں تمہاری محبت جاگزیں کی اور ان ہی خصوصیات کی وجہ سے اسلامی دنیا نے تمہیں ہمیشہ اپنے سینے سے لگایا، اور محبوب رکھا، صدیوں پہلے جزیرۃ العرب سے نکل کر تم نے اسلام کی روشنی وسط ہند تک پہونچائی، افغانستان

www.abulhasanalinadwi.org

ایران، سمرقند، بخارا، یہ سب تمہارے زیرنگیں ہوگئے، یہ وہ ممالک ہیں، جن کی تاریخ شکست سے ہمیشہ ناآشنا رہی، انھوں نے کبھی تلوار کی دھار کے آگے گردن نہیں ڈالی، انھیں اسلام نے شکست دی، اسلام کے اعجاز، اس کے پیام و دعوت کے آگے یہ جھک گئے، عربوں نے انھیں اپنا غلام نہیں بنایا بلکہ اسلام نے انھیں اپنا حلقہ بگوش کیا، یہ انصاف، مساوات اور انسانیت کی خیر خواہی کے ان مظاہر کے آگے سپر انداز ہوئے جنھیں تم لے کر پہونچے تھے، اس دعوت سے دنیا کی مختلف رنگ و نسل کی قومیں متاثر ہوئیں جسے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لے کر آئے اور جس میں پوری انسانیت کی فلاح و نجات کا سامان تھا۔

قومیت عربیہ اور عالمِ انسانیت

مجھے بتلائیے کہ عالم انسانیت کے لئے قومیتِ عربیہ کے پاس کیا پیام اور کون سا فلاحی پروگرام ہے؟ تمام بنی نوع انسان کی کون سی بہتری کسی بھی قومیت کی دعوت میں ہے؟ قوم، جنس، رنگ و نسل کے حریف تو ہر جگہ ہیں، اگر تمہیں اپنی عرب قومیت پر فخر ہے تو دنیا میں سیکڑوں قومیں ہیں جنھیں اپنی اپنی قومیت پر فخر ہے، کسی قومیت کو دوسری قومیت یا کسی قدیم تہذیب و کلچر پر دوسری قدیم تہذیب کو کوئی افضلیت نہیں، افضلیت تو اس پیام کے لئے ہے، جسے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پیش فرما گئے۔

دنیا تمہاری منتظر ہے

اے عربو! اسلامی دنیا تمہارا احترام کرتی ہے، اس کی قدر کرو، اسلامی غیرت

www.abulhasanalinadwi.org

اور انسانی ہمدردی کے باقی ماندہ اثاثے کو لے کر اٹھو، دنیا تمہاری منتظر ہے کہ تم اسے اس بیسویں صدی کی جہالت سے نکالو جس نے اسے پامال اور مشرق و مغرب کو مسموم کر دیا ہے، قیادت اور ہدایت کے اپنے دیرینہ منصب و مقام کی طرف لوٹو، آفاق کی وسعتوں میں دعوت اسلامی کا فریضہ انجام دو، کامیابی اور کامرانی ہر معرکہ میں تمہارے ہم رکاب ہوگی۔

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغِ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن

"إِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ"

(تلخیص و ترجمہ:- اسحاق جلیس ندوی)

www.abulhasanalinadwi.org

سود و زیاں کی میزان

یہ تقریر ۶ر نومبر ۶۷ء کو "نادی الوحدة الریاضی" مکہ مکرمہ میں کی گئی، اس وقت جون ۶۷ء کی جنگ کو صرف پانچ ماہ کی مدت گذری تھی اور زخم تازہ تھا اس جلسے میں مکہ کے سربرآوردہ حضرات ادیبوں، صحافیوں اور کالجوں کے اساتذہ ماہرین تعلیم اور تعلیم یافتہ نوجوانوں کی بڑی تعداد شریک تھی۔

www.abulhasanalinadwi.org

خطبۂ مسنونہ کے بعد

واقعیت پسندی، حقائق دوستی

میرے لئے بڑی سعادت اور مسرت کا موقع ہے کہ "نادی الوحدۃ الریاضی" میں آپ سے کچھ کہنے اور گفتگو کرنے کا موقع مل رہا ہے، اس لئے کہ ریاضت بدنی ہو یا فنی، اس کی بنیاد بہر حال واقعیت پسندی، حقائق دوستی اور عقل و تجربہ پر ہوتی ہے، وہ زندگی کے حقائق، ٹھوس واقعات اور مسلسل تجربوں پر شعر و خیال اور اوہام و احلام سے زیادہ یقین رکھتی ہے، میرا عقیدہ ہے کہ ایمان اور دین حق بھی ریاضت بلکہ ریاضتی نفسیات سے خطابیات و تخیلات کے مقابلہ میں زیادہ قریب اور ہم آہنگ ہے، اس لئے کہ حقیقت و صداقت اور زندگی کی واقعیت دونوں میں یکساں طور پر پائی جاتی ہے، خصوصیت کے ساتھ اس وقت ہم مسلمانوں کو واقعیت پسندی کی زیادہ ضرورت ہے۔

پہلی بات تو یہ کہ اگر ہم اپنے کو مسلمان کہتے ہیں تو ہمیں حقیقی معنی میں مسلمان ہونا چاہیے، محض صورت کے نہیں، حقیقت کے مسلمان، ان لوگوں کا معاملہ جو اس دین حق پر یقین رکھتے ہیں، ان لوگوں سے بالکل مختلف ہے، جو اس کے قائل تک نہیں، دین حق کے ماننے والوں کا پہلا فرض ہے کہ وہ اخلاص سے اس دین کے حلقہ بگوش ہو جائیں، اور اس دین کی حقیقت کو مضبوطی سے تھام لیں، اس طرح اس راہ میں وہ جتنے اخلاص، صداقت، اور جد و جہد کا ثبوت دیں گے اتنا ہی خدا کے غیبی وعدے فتح و ظفر کی صورت میں نظر آئیں گے، اور کامیابی کی راہیں کھلتی چلی جائیں گی!

www.abulhasanalinadwi.org

قرآن کا مطالبہ

قرآن میں ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ یہود سے بار بار ایمان کامل اور اخلاص کا مطالبہ کرتا ہے اور حقیقی دینداری کو میزان عدل اور معیار کامل ٹھہراتا ہے:۔

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ (مائدہ - ٦٨)

صاف کہہ دو کہ اے اہل کتاب تم ہرگز کسی اصل پر نہیں ہو جب تک کہ توراۃ اور انجیل اور ان دوسری کتابوں کو قائم نہ کرو جو تمہارے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہیں۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ (مائدہ - ٦٦)

کاش کہ انھوں نے توراۃ اور انجیل اور ان دوسری کتابوں کو قائم کیا ہوتا جو ان کے رب کی طرف سے ان کے پاس بھیجی گئیں تھیں ایسا کرتے تو ان کے لئے اوپر سے رزق برستا اور نیچے سے ابلتا۔

پھر ان کی بددینی پر سخت ترین انداز میں عتاب ہوا:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِيْنَ (الاعراف - ١٥٢)

جن لوگوں نے بچھڑے کو معبود بنایا وہ ضرور اپنے رب کے غضب میں گرفتار ہو کر رہیں گے اور دنیا کی زندگی میں ذلیل ہوں گے جھوٹ گھڑنے والوں کو ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں۔

اس حقیقت کے پیش نظر اگر ہم نے بھی دین سے انحراف کیا اور اس کے نام اور صرف صورت کے حامل رہے تو اللہ کی نصرت و حمایت کے ہرگز مستحق نہیں ہو سکتے۔

www.abulhasanalinadwi.org

اس امت کی قسمت اس دین سے وابستہ ہے، وہ جس حد تک بھی اس دین پر قائم رہے گی، زندگی کے معرکوں میں اسی قدر کامیاب بھی رہے گی، اس لئے کہ اس امت کا معاملہ دوسری قوموں سے بالکل مختلف ہے۔

جب سے ہم نے اس دین کو قبول کیا اور اپنے کو مسلمان کہا اسی وقت سے ہمارا فرض ہو گیا کہ ہم مسلمان بن کر رہیں، اور اسلام میں پوری طرح داخل ہو جائیں اور اپنی باگیں اس کے سپرد کر دیں، اپنے اندر مسلمانوں کے اخلاق و اوصاف پیدا کریں۔

اسی دن سے ہم پر واجب ہو گیا کہ حقیقت اور روح کے اعتبار سے بھی مسلمان ہو جائیں، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے حقیقت کے مطابق ہوتے ہیں نہ کہ صورت کے، اس لئے کہ ہم ہر دن مشاہدہ کرتے ہیں کہ محض کسی چیز کی صورت اور اس کی شکل زیادہ دیر تک کام نہیں دے سکتی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَإِذَا رَأَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ أَجْسَامُهُمْ	اور جب تو دیکھے ان کو خوش لگیں تجھ کو ان کے ڈیل،
وَإِنْ يَقُولُوا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ	اور اگر بات کہیں سنے تو ان کی بات کیسے ہیں
كَأَنَّهُمْ خُشُبٌ مُسَنَّدَةٌ يَحْسَبُونَ	جیسے لکڑی لگا دی دیوار سے، جو کوئی چیخے
كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ هُمُ الْعَدُوُّ	جائیں ہم ہی پر بلا آئی، وہی ہیں دشمن ان سے
فَاحْذَرْهُمْ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ أَنَّى	بچارہ گرون ملے ان کی اللہ، کہاں سے
يُؤْفَكُونَ ○ (المنافقون ـ ۴)	پھرے جاتے ہیں۔ (شاہ عبدالقادرؒ)

صورت اور حقیقت

ہماری موجودہ حالت یہ ہے کہ ہم اس دین کا اور اپنی اسلامیت کا دعوا

www.abulhasanalinadwi.org

کرتے ہیں، اور چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ مسلمانوں کا سا معاملہ کرے، وہ
تمام نتائج اور وعدے ہمارے سامنے بھی موجود ہوں جن کا تذکرہ ہم نے اسلامی تاریخ
میں پڑھا ہے، کیا ہم یہ بھولنے اور بھلانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ وہ نتیجے طبعی اسباب
اور صحیح مقدمات کے تحت رونما ہوئے تھے اور ہوتے رہیں گے، پانی اگر واقعی پانی
ہے تو سیراب کرے گا، غذا اگر حقیقی غذا ہے تو وہ ضرور قوت پہونچائے گی، اور دوا واقعی
دوا ہو گی تو شفا کی امید اس سے کی جائے گی، اور اگر واقعیت نہیں ہوئی تو سراب
آبِ زلال کا کام نہیں دے سکتا، آگ کی تصویر سے ہم روشنی اور گرمی حاصل نہیں کر سکتے
—— یہی اشیاء کی فطرت اور کائنات کا نظام ہے —— ہمارا سب سے بڑا قصور
یہی ہے کہ ہم نے صورتوں سے وہ چیزیں طلب کیں جنھیں صرف حقائق ہی دے سکتے ہیں،
ہم نے اسماء، مظاہر، دعاوی، اور کلمات سے ان عظیم نتائج کی امید کی جو صرف حقائق
کی پیداوار ہوتے ہیں، ہم یہاں سے اسلام کے نام اور اس کی صورت لے کر گئے، اپنی
قوت کا غلط اندازہ کر کے گئے، چنانچہ نتیجہ یہ ہوا کہ جب صورت و حقیقت کے درمیان
کشمکش ہوئی تو ہمیں صورت نے بھرے میدان میں شکست کی ذلت سے دوچار کیا
اور دنیا بھر کی نگاہوں میں ہم رسوا ہوئے —— اگر ہم اسلام کو لے کر معرکہ آزما
ہوتے تو صورت حال کچھ اور ہوتی اور ہماری عظیم تاریخ ایک بار پھر اپنے کو دہراتی
جس کی طرف سے دنیا مایوس ہو چکی ہے ؂

مثل کلیم ہو اگر معرکہ آزما کوئی اب بھی درخت طور سے آتی ہے بانگ لاتخف

حقیقت کی دائمی تاثیر

حقیقت ہزاروں سال پرانی ہو کر بھی نہیں بدلتی، جب دواؤں اور غذاؤں

www.abulhasanalinadwi.org

کی حقیقت نہیں بدلی، جب آگ نے لاکھوں کروڑوں سال گذرنے پر بھی جلانے کی خاصیت نہیں چھوڑی اور جب کہ تمام کائناتی حقائق آج بھی ماضی کی طرح فعال ہیں، تو ہم کیسے مان لیں کہ صرف دین وایمان ہی نے اپنی حقیقت کھودی، جب کہ ایمان بارہا ان حقائق پر غالب آیا ہے، اور ان حقائق نے ایمان کے آگے سر جھکایا ہے، مگر یہ اس وقت ہوا ہے جب ایمان اپنی قوت واثر میں ان حقائق سے بڑھ گیا تھا، چنانچہ یہی آگ ایمان ابراہیمؑ کے آگے عافیت اور سلامتی بن گئی، یہ حقیر حقائق جو وقتی ضرورتوں کے لئے بنائے گئے ہیں اگر اس ایمان کے آگے جھکتے ہیں، جو انسانیت کی آبرو ہے تو تعجب کیا ہے، ایمان اگر زندۂ جاوید اور تازہ دم ہو تو یہ پہاڑ، یہ سمندر، یہ کائنات اس کے سامنے جھکیں گے، اور ہزاروں سال کے آزمودہ قوانین فطرت بھی اپنے خواص واصل سے ہٹ جائیں گے ۔

آج بھی ہو جو براہیم کا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

زندگی کی تعمیر نو اور ایمان

آپ کو مدائن کا واقعہ یاد ہوگا، جب حضرت سعد بن وقاصؓ نے حضرت سلمانؓ سے دجلہ کی ہولناکی دیکھ کر مشورہ چاہا کہ ہم کشتیوں کا انتظار کریں یا خدا کا نام لے کر اس میں گھس پڑیں؟ حضرت سلمانؓ نے جواب دیا کہ ہمارا دین تازہ اور نئی زندگی سے بھرپور ہے، اور اللہ نے اس کو غالب کرنا طے کر لیا ہے، اور وہ زندگی کی تعمیر نو کرنا چاہتا ہے، ہمیں خیال بھی نہیں آسکتا کہ یہ دین کبھی بھی شکست کھائے گا، اس عظیم دین کے آگے اس دریا کی کیا حقیقت ہے، یہ اس ایمانی عقل کا نمونہ ہے جو مسلمانوں پر چھا چکی تھی، پھر حضرت سلمانؓ

نے کہا کہ اگر اس اسلامی فوج میں گناہگار نہ ہوں تو پھر بیڑا پار ہو کر رہے گا اور اللہ ضرور مدد کرے گا، چنانچہ ہم آپ تاریخ میں پڑھتے ہیں کہ کس اطمینان و بے فکری سے اس لشکر نے دریا پار کیا، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے خشکی پر چل رہے ہوں، چنانچہ تاریخ طبری کے الفاظ ہیں کہ جب ایرانیوں نے یہ منظر دیکھا تو بے اختیار پکار اٹھے کہ "دیواں آمد دیواں آمد"

یہی ایمان دراصل ایمان تھا، جو فطری قوانین پر بھی غالب آتا تھا اور جس کے آگے قلت و کثرت اور ضعف و قوت کا وہ فلسفہ ہیچ ہو جاتا جس پر ایمان لانے والے نقال اور کمزور لوگ ہیں، لیکن آج ہمارا ایمان کچھ اسی قسم کا ہو کر رہ گیا ہے۔

بندوق کی اصل طاقت اس کی گولی ہے، جو بندوق کارتوس سے خالی ہو، اس کی میدان جنگ میں کوئی قیمت نہیں، اس کے مقابلہ میں لکڑی زیادہ مفید ثابت ہو سکتی ہے، اس لئے کہ اسے طرح طرح سے استعمال کیا جا سکتا ہے، لیکن بندوق تو صرف ایک ہی طریقہ سے استعمال ہو سکتی ہے، یہی حال مومن کا ہے، مومن نے جب ایمان اور اعتماد علی اللہ کھو دیا اور ان صفات سے عاری ہو گیا جن سے اسے دنیا میں امتیاز ملا تھا، تو اس کی کوئی حقیقت نہیں رہ گئی، آگ جب گرمی کھو دے تو پھر اس کی کیا قیمت، نمک جب اپنی نمکینی کھو دے تو کنکر پتھر اس سے کہیں قیمتی اور مفید ہیں، مسلمان اپنے ایمان ہی کی بدولت عظیم تھے، اور اپنے دین ہی کے سبب حکمراں تھے، وہ ان حقائق پر ایمان کی وجہ سے ہی قوی تھے، جن کے دوسرے منکر تھے۔

وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ ط — اور تم کو اللہ سے امید ہے جو ان کو نہیں اور

وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ (النساء ۱۰۴) — اللہ سب جانتا ہے اور حکمت والا ہے۔

جب مسلمان اللہ سے مایوس ہو گیا تو مادہ پرستوں کی پستی تک آ گیا، بلکہ ان

www.abulhasanalinadwi.org

دنیاداروں سے بھی پست ہوگیا، جو دنیا سے اپنی امیدیں باندھے رہتے ہیں۔

کامیابی اور ناکامی کی میزان

ہم میدان میں کاہلی اور سستی کی زندگی، مریض وناتواں زندگی کو لے کر گئے تھے، جس کے مقابلہ میں ایک فعال، صاحب عزم وارادہ، اور جانباز قوم تھی جس نے مقصد کی آگ میں خود کو جھونک دیا تھا، اس کے مقابلہ میں ہم کیسے کامیاب ہو سکتے تھے، اور کامیاب نہ ہوئے تو پھر شکوہ کیسا؟ میں نے جیسا کہا ہے کہ ہمارے دشمن حقیقت پسندی صلاحیت، تیاری، اتحاد ونظام میں ہم سے فائق ہیں۔

مسلمان اپنے مخالف پر ایمان واخلاق، زہد واستغنا، شوقِ شہادت اور ذوقِ آخرت اور موت فی سبیل اللہ کو زندگی پر ترجیح دینے کی وجہ سے غالب ہوتے تھے، جبکہ دشمن کی فوج حاکموں کے لئے لڑتی تھی، وہ میدانِ جنگ کی طرف زبردستی ڈھکیلے جاتے تھے، بہت مجبور ہو کر لڑائی پر آمادہ ہوتے اور ساتھ ہی ان حاکموں پر لعنت بھیجتے جاتے اور طبیعت پر بہت جبر کر کے لڑتے تھے۔

"شہادت ہے مطلوب ومقصودِ مومن"

مسلمان شرف شہادت کے لئے جان دیتے تھے، تاکہ ثواب آخرت سے مالامال ہوں، نتائج کے اعتبار سے ظاہر ہے کہ ان دو قوموں میں بڑا فرق ہے کہ ایک قوم تو موت کے ڈر سے جنگ سے پیچھا چھڑانا چاہتی ہو اور دوسری موت کو ہر جگہ ڈھونڈھتی پھرتی ہو۔

www.abulhasanalinadwi.org

کامیابی کی صرف ایک ہی صورت ہے، وہ یہ کہ ہم واقعی مومن بن جائیں اور ایمان کی آتش رفتہ سے پھر اپنی جانوں کو پرسوز کریں، جو باطل کے ہر خس و خاشاک کو جلا سکتی ہے، جب ایمانی حرارت اور زندگی کے شعلہ کی بازیافت ہم کریں گے، تاریخ اپنے آپ کو دہرائے گی، ہم نے ماضی میں اسلام کے ساتھ خلوص برتا اور اسلام ہماری رگ و پے میں سما گیا، جاہلیت کے ہر شعار سے ہم الگ ہوئے اسلام کی مشعل ہم نے ہاتھوں میں لی تو ہم دنیا کے سردار بن گئے اور سارے عالم پر حکمراں ہوئے اور ہمارا عقیدہ، تہذیب، ادب و اخلاق، علم و فن حیرت انگیز طور پر دنیا میں پھیل گیا جو کسی زبان و تہذیب کی تاریخ میں دیکھنے میں نہیں آیا، چنانچہ عربی زبان علم و ثقافت کی زبان ..... بن گئی اور ہر ملک کے مسلمان باوجود نسلاً عجمی ہونے کے فکر و فلسفہ، علم و فن، بحث و نظر کے لئے اس زبان کا سہارا لینے لگے، اور اس پر فخر کرنے لگے۔

اسلام کی جہانگیری

آپ ان عظیم علماء سے واقف ہیں، جو مختلف صدیوں میں عالم اسلامی میں اٹھے، یہ ابو علی فارسی، جار اللہ زمخشری، مجدالدین فیروزآبادی، سید مرتضیٰ زبیدی بلگرامی کون تھے؟ یہ سب عجمی تھے، پھر کس چیز نے انھیں عربی پڑھنے اور اس کے سیکھنے پر مجبور کیا تھا؟ امام غزالیؒ نے اپنی محبوب کتاب "احیاء علوم الدین" پہلے عربی میں لکھی، اور پھر اسے اپنی مادری زبان فارسی میں منتقل کیا ——— اور یہ اس کے باوجود کہ وہ ایرانی تھے، اور طوس کے رہنے والے تھے ——— اور دوسرے مشاہیر عربیت کا شمار کون کر سکتا ہے، میں آپ سے علوم دینیہ کا ذکر نہیں کر رہا ہوں، اس لئے کہ دینی خدمات کے اسباب و محرکات تو ہمیشہ بہت طاقتور ہے، آپ شاید یہ سمجھیں کہ یہاں بھی وہی دینی جذبہ کام کر رہا ہوگا حالانکہ یہاں تو خالص زبان و ادب کا

www.abulhasanalinadwi.org

ذکر ہے، جہاں کوئی مذہبی احساس کم ہی ہوتا ہے اور وہاں کوئی سیاسی و جغرافی محرک بھی نہیں ہوتا، لیکن اس کے باوصف وہاں عربی کی فضیلت مسلم سمجھی جاتی ہے اور اس کے باوجود کہ وہاں کے لوگوں کی عجمی زبانیں مادری زبانیں ہوتی ہیں اور سب ادبی سرمایہ بھی رکھتی ہیں، لوگ عربی کے قائل نظر آتے ہیں، مثال کے طور پر ایک واقعہ کا ذکر کروں گا کہ میں ۱۹۶۱ء میں کیرالا میں تھا، جو ہندوستانی تہذیب کا قدیم مرکز ہے لیکن وہاں بھی بعض اوقات مجھے عربی زبان کو رابطہ کی زبان بنانا پڑا، آخر کس چیز نے عربی کو یہ قبولیت عام بخشی کہ وہ مقامی زبانوں پر بھی فائق نظر آتی ہے؟ اس کا واحد جواب یہی ہوگا کہ دینی جذبات، دینی رجحان ہی یہاں اصل محرک تھے، قرآن وسنت اور اسلام ہی کا رشتہ وصل ہے جس نے ایسے دور دراز علاقوں کو ایک دوسرے سے قریب کر رکھا ہے، اگر خدا نخواستہ یہ رشتہ کٹ گیا، جیسا کہ قوم پرست چاہتے ہیں، تو اس عظیم زبان سے ہمارا کوئی رابطہ نہیں رہ سکتا۔

مختلف ثقافتوں، قومیتوں اور جغرافیائی تقسیموں کے باوجود یہی دینی رشتہ ہے، جو عجم کو عرب سے باندھے ہوئے ہے، وہ عربیت کے اسی لئے قائل ہیں کہ اس سے ان کا دینی اور روحانی رشتہ ہے، یہی جذبہ ہے، جس کی وجہ سے وہ عربی کو اپنی مادری زبان پر بھی ترجیح دیتے ہیں، اور اسے محنت سے سیکھتے ہیں۔

قوم پرستوں سے

میں قوم پرستوں سے کہتا ہوں کہ تم تجربہ کرکے دیکھ لو اور عربی کو اس کے دینی مقام سے الگ کرکے دیکھو کہ تم نے کیا کھویا اور کیا پایا؟ اور نفع و نقصان کا تناسب کیا رہا نتیجہ یہی ہوگا کہ تم دنیا سے کٹ کر رہ جاؤ گے، اور یہ عظیم عالم اسلامی جو ہر موقع پر تمہارے

www.abulhasanalinadwi.org

موقف کی حمایت کرتا ہے، حتی کہ تمہارے ساتھ مل کر اسرائیل سے ٹکر بھی لینا چاہتا ہے، تم سے قطع تعلق کرلے گا۔

آغاز اسلام میں عرب دنیا میں ایک جزیرہ کی حیثیت رکھتا تھا، عربی زبان، عربی نسب، عربی تہذیب کے فضائل وخصائص سب موجود تھے، لیکن عرب جہاں تھے وہیں رہے، اسلام جب آیا تو اس نے اس کے حدود میں اتنی وسعت پیدا کردی کہ وہ متمدن دنیا کے مقابلہ پر آگیا، ہم جب اسلامی روح کو قدامت، رجعیت اور پسماندگی کہہ کر کچلتے ہیں اور قومیت کا دم بھرتے ہیں تو ہمیں وہاں یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ ہم نے کیا کھویا اور کیا پایا؟ کیونکہ دنیا ایک تجارتی منڈی ہے، جہاں سیاست وحکومت، معاملات تجارت، جنگ وصلح ہر شے کو نفع ونقصان کی میزان میں تولا جاتا ہے، اور آمد وخرچ کا حساب لگایا جاتا ہے، معمولی تاجر بھی اپنے میزانیہ کا جائزہ لیتا رہتا ہے، اگر ایسا نہ ہو تو تمدن کی رونق اور اس کی گرم بازاری باقی نہ رہے، اس لئے عربوں کو بھی اپنی اس تجارت کا موازنہ کرنا چاہئے کہ قومیت، اشتراکیت اور ترقی پسندی کو لے کر اور اپنی روح وجذبات اور اسلامی رجحانات کو چھوڑ کر ہم نے کیا دیا اور کیا حاصل کیا! ع

یہ ہیں کہ از کہ گسستی وبا کہ پیوستی؟

بلند بانگ دعوے

ہم جنگ سے قبل یہ بلند بانگ دعوے سن رہے تھے کہ "عظیم عرب انسان الف لیلہ کے افسانوی جن کی طرح بوتل سے نکل کر جس میں اس کو کسی حکمت نے بند کردیا تھا، دنیا کو اپنے حیرت انگیز کارناموں سے مسحور کردے گا" لیکن ہم نے باوجود تلاش بسیار کے اس عظیم عبقری

www.abulhasanalinadwi.org

عرب کو نہیں دیکھا بلکہ اس کی جگہ یہ البتہ دیکھا کہ ذلیل و خوار، بے حیثیت و بے وطن یہودی جو اپنی ذلت اور بزدلی کے لئے ضرب المثل تھا، اس عظیم عرب پر غالب آیا۔

یہ المیہ اسی وقت پیش آیا جب عرب دین سے معری اور معنوی اسلحہ سے خالی ہو گیا تھا لہٰذا وہ سب کچھ ہو کر رہا جس کا خواب میں بھی خیال نہ تھا عربوں اور مسلمانوں کو اس شرمناک شکست و رسوائی کی روسیاہی ملی جسے سات سمندر بھی نہیں دھو سکتے۔

کیا پایا؟

غور کرنے کا مقام ہے کہ ہم نے اس لادینی قیادت اور اشتراکیت سے کیا فیض پایا؟ زندگی تمام تر تجربات ہی پر قائم ہے اگر ہم تجربوں سے عبرت نہ حاصل کریں اور اپنی غلطیوں کی تلافی بھی نہ کریں، اور اپنے دعووں اور تخیلات ہی پر جمے رہیں تو اس کا مطلب ہے کہ ہم میں زندگی کی صلاحیت نہیں رہ گئی ہے، ہم نہ زندگی سے کچھ حاصل کر سکتے ہیں نہ مستقبل کی کچھ امید ہو سکتی ہے، جب انسان کا اپنے تجربات سے عقیدہ اٹھ جائے، اور ہمیشہ وہ اوہام و خیالات ہی کی دنیا میں رہنے لگے تو انسانی ترقی کا سارا میدان ہی ویران ہو جائے، جیسا کہ میں نے کہا تھا کہ علوم ریاضی کی بنیاد بھی تجارب ہی پر ہے، زمانۂ جدید کی اکثر ترقیاں استقراء اور تلاش و تجسس ہی کی بدولت ہوئی ہیں، اس لئے ایک جائزہ یہ بھی لینا چاہئے کہ اسلام سے بغاوت یا غفلت اختیار کر کے اور اس کی عظمت و صلاحیت کا انکار کر کے ہم نے ان چند سالوں میں کیا پایا ہے؟

وسائل کی کمی نہیں

خدا کے فضل سے ہمارے محبوب عرب ممالک کے پاس قدرت کے تمام وسائل

www.abulhasanalinadwi.org

موجود ہیں، خوش حال زندگی کے جملہ لوازمات انھیں میسر ہیں، اس کے ساتھ ہی حرب و دفاع اور نشر و اشاعت کے بہترین ذرائع بھی انھیں حاصل ہیں، اور ان کی اتنی فراوانی ہے جو دوسرے ملکوں میں کم دیکھنے میں آتی ہے، اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ فتح و ظفر کے تمام مادی اسباب فراہم تھے، پھر موجودہ صورت حال کس کمی کا نتیجہ کہی جائے اور اس کا بنیادی سبب کسے قرار دیا جائے؟ جواب بہت آسان اور کھلا ہوا ہے، وہ یہی کہ اسلام کے ساتھ اخلاص کا سرمایہ نہ تھا، اس شجاعت و بسالت کی کمی تھی جسے صرف ایمان و عقیدہ ہی بخشتے ہیں، اس یقین و اعتماد کا فقدان تھا جو صرف خدا کی ذات سے تعلق رکھتا ہے۔

اسلامیت سے بیزاری

اس معنوی اور روحانی پہلو کے نقص کا تو یہ عالم تھا کہ بہت سے لیڈروں کو اسلام کا نام لیتے شرم آتی تھی، ان پر کلمۂ حق کی گواہی اور اپنی اسلامیت کے اقرار سے بڑھ کر شاید کوئی شئے ناگوار نہیں گذرتی تھی، اللہ پر اعتماد اور اسلام پر فخر کا تصور بھی نہیں تھا ـــــــ ظاہر ہے کہ اس سے برا نتیجہ اور کیا ہوتا پستی کی آخری حد جو ہو سکتی تھی، ذلت کے ساتھ ہمیں وہاں تک آنا پڑا ـــــــ ان تمام کھلی ہوئی ناکامیوں کے بعد یہ کیونکر جائز ہو سکتا ہے کہ ہم اسلام کی ہمنوائی چھوڑ کر اصنام کی خدائی میں پناہ ڈھونڈنے کا تصور کریں، ان بتوں کو تو ہم نے تراشا اور انھیں پوجا بھی، مگر نہ یہ سنگدل کچھ کام آئے اور نہ "عرب انسان" کا "صنم اکبر" ہی کوئی مدد کر سکا۔

تاریخی حقیقت

صحابہ کرامؓ بظاہر بہت ضعیف و نحیف تھے، غربت و جہالت کے مارے تھے،

www.abulhasanalinadwi.org

متمدن زندگی میں ان کا کوئی مقام نہ تھا، نظریں انھیں حقارت سے دیکھتی تھیں، کپڑوں میں پیوند لگے ہوئے، جوتے پھٹے ہوئے، ڈھالیں زنگ کھائی ہوئی تھیں، لیکن اس کے باوجود حیرت انگیز کارنامے گرد راہ کی طرح ان کی ٹھوکر سے پیدا ہوتے تھے، کُل آدھی صدی میں انھوں نے چار کھونٹ میں اسلام کا علم لہرا دیا، اور آدھی دنیا پر اسلامی حکومت کا سکہ رواں کر دیا، دنیا کو ایک نیا طرز حکومت، نئی زندگی اور نئی تہذیب دی اور دنیا کو تنگی سے وسعت و آفاقیت اور انسانی مذاہب کی چیرہ دستیوں سے اسلام کے عدل کی طرف اور انسانوں کی غلامی سے نکال کر ایک خدائے ذوالجلال کی بندگی کی جانب رواں کر دیا۔

ہم جب بھی ان حقائق کو جھٹلائیں گے اور تجربات سے چشم پوشی کریں گے تو انسانیت پر ظلم کریں گے اور حیوانوں کے مقام سے بھی کچھ نیچے آ رہیں گے، اس لئے کہ حیوان بھی بہر حال تجربات سے فائدہ اٹھاتے اور خطرات سے بچتے ہیں، پھر آخر ہم کیوں ناکردنی کو بار بار کئے جا رہے ہیں، حیوان کبھی اپنے دشمن کو نہیں بھولتا لیکن ہم ہیں کہ دھوکہ کھانے کے لئے بڑھے جا رہے ہیں، اور تباہی کو منت و اصرار کے ساتھ دعوت دینے پر تلے ہوئے ہیں۔

شکست کے ذمہ دار

ہماری بدنصیبی ہے کہ جو لوگ اس شکست کے ذمہ دار ہیں وہ آج بھی ہماری عقلوں پر چھائے ہوئے ہیں، اور ہمارے دل میں اب بھی ان کی پہلی سی عزت قائم ہے ——— اگر ہم میں ذرا بھی غیرت، حیا اور انسانیت ہوتی تو ہم ان سے ان مجرموں کا سا معاملہ کرتے جو قوموں کے قاتل ہوتے ہیں اور ملکوں سے بے وفائی کرتے ہیں، ان حالیہ مجرموں نے ہماری شخصیت، ہمارے شرف، ہماری تاریخ پر پانی پھیرا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

اسلامی تاریخ کے سب سے بڑے مجرم

ان کا سب سے بڑا جرم یہی ہے کہ انھوں نے ہماری تاریخ پر دھبہ لگایا ہے ایسی تاریخ پر جس پر ہماری عظمتِ رفتہ کا مدار تھا، جس سے ہم ہر موقع پر مدد لیتے تھے، اسلامی شعور کی بیداری، شعلۂ ایمان کی تاب کاری اور جرأت و عزیمت کے وفور میں اس کا بڑا حصہ ہوتا تھا، یہی اسلامی عربی تاریخ تھی جس کا اہل علم فخریہ حوالہ علم و فن کی ہر مجلس میں دیتے رہتے تھے، یہ وہ عصائے موسیٰ تھا، جو ہر جگہ ہمارے کام آتا تھا، ہم اپنے عجمی ماحول میں عباقرۂ اسلام، اور نوابغِ ایمان کی مثالیں دیتے تھے، اور فخریہ کہتے تھے کہ یہ فاتح شام خالدؓ ہیں، اور یہ فاتح عجم سعد بن وقاصؓ ہیں، اور یہ عقبہ بن نافعؓ ہیں، یہ فاتح اندلس طارق بن زیادؒ اور یہ فاتح ہندوستان ——— محمد بن قاسمؒ ہیں ؎

اولئك آبائي فجئني بمثلهم

اذا جمعتنا یا جریر المجامع

عظمتِ رفتہ کی پامالی

یہ وہ عظیم ہیرو ہیں جو مٹھی بھر نہتے اور افلاس زدہ لوگوں کو لے کر نکلے اور ایک دنیا فتح کر ڈالی لیکن موجودہ پسپائی نے اسلامی تاریخ کے عظمت و جلال میں بہت سے رخنے ڈال دیئے لوگ اب اسے شک و شبہ کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، اور ہماری ہمنوائی میں انھیں جھجک محسوس ہوتی ہے، اب وہ ہماری زندۂ جاوید تاریخ کو داستان پاستان اور قصۂ ماضی سمجھتے ہیں، وہ یہ ماننے کو تیار نہیں کہ اقلیت بھی اکثریت پر غالب آسکتی ہے جبکہ پورا عالم عرب اسرائیل

www.abulhasanalinadwi.org

کے مقابلہ پر آگیا تھا، اور اسے کچل ڈالنے پر آمادہ تھا، اس کی ہیبتناک چیلنج سے رونگٹے کھڑے ہوگئے تھے، لیکن خلافِ توقع ہماری آنکھوں نے دیکھا کہ ذلیل وخوار یہودیوں کی جماعت ان تمام حکومتوں پر غالب آئی، یہ ایسا حادثہ اور المیہ تھا جس نے ناطقہ سے قوتِ گویائی چھین لی، گردنیں شرم سے جھک گئیں اور کوئی تاویل ممکن نہیں رہی، عالمِ اسلام کا یہ ایسا خسارہ تھا جس کی تلافی شاید کبھی نہ ہو، یہ ایسے عواقب چھوڑ گیا جو شاید کبھی دور نہ ہوسکیں۔

خیر جو ہوا سو ہوا، اب سوچنا یہ ہے کہ اب کیا کرنا ہے کیا اب بھی ٹھنڈے دل سے یہ فیصلہ کرنے کا وقت نہیں آیا کہ جن لیڈروں نے ہمیں یہ دن دکھائے ہیں، انھیں ہم نااہل قرار دے کر قیادت سے ہٹا دیں اور صاف صاف کہہ دیں کہ وہی شکست کا سبب ہیں اور یہ سب ان کی غلط کار سیاست و پالیسی کا نتیجہ ہے، ہمارا پہلا فرض ہے کہ ہم ان سے بیزاری اور برأت کا اظہار کریں اور اس عظیم خسارہ کا ان سے تاوان طلب کریں، اگر امت میں احساس و شعور ہوتا تو وہ ان غلط کاروں کا سختی سے محاسبہ کرتی۔

اس شعور سے میری مراد وہ اسلامی شعور نہیں جو صحابہؓ میں تھا جس کے سبب وہ اشخاص کے نہیں حقائق کے تابع فرمان ہوتے تھے، وہ خلفاء اور امراء کا سختی سے محاسبہ کرتے تھے، اور ہر سلطان جائر کے سامنے کلمۂ حق کہنا فرضِ اولیں سمجھتے تھے، میں تو صرف سیاسی شعور کا مطالبہ کر رہا ہوں، بلکہ اس مادی شعور سے اپیل کرتا ہوں جس کے تحت غیر مسلم انگریز اور فرانسیسی بھی اپنے لیڈروں سے باز پرس کرتے رہتے ہیں، جب مسٹر ایڈین نے سوئز کے معرکہ میں شکست کھائی اور انگریز قوم کی توہین ہوئی، تو انگریزوں نے ان سے استعفا طلب کرلیا اور کرسیٔ وزارت سے اتار کر گوشۂ گمنامی میں بھیج دیا۔

خوددار قوموں کا شعار

خوددار قوموں کا ہمیشہ یہی شعار رہا ہے کہ جب بھی کسی کے ہاتھوں انھیں اجتماعی

www.abulhasanalinadwi.org

رسوائی کا سامنا ہوا ہے، انھوں نے شخصی عظمت کو جماعت پر قربان کر دیا ہے، یہ انسان کی فطرت ہے آپ کے شہر میں "رمی جمرات" کی تاریخ یہی ہے کہ ہم اس سے اس نفرت کا اظہار کرتے ہیں، جو اپنے دشمن ازلی سے ہے، جو ہماری ناکامی کا سبب بنا تھا جس نے حضرت ابراہیمؑ کو بہکانا چاہا تھا، اور جو اَب بھی ہماری تاک میں ہے، عربوں کی غیرت و حمیت ان کی خودداری اور عزت نفس، ایک تاریخی حیثیت رکھتی ہے، انھوں نے اپنے امرا، اپنے مشائخ اور علماء پر کھلی ہوئی تنقیدیں کی ہیں، انھیں کلمۂ حق سے کوئی شے مانع نہیں ہوتی تھی لیکن آج ہم عرب نوجوانوں کو دیکھ رہے ہیں کہ وہ کس طرح ان ارباب اقتدار کی ہاں میں ہاں ملا رہے ہیں، جن کی قیادت کے ثمرات ہمارے سامنے ہیں، عرب شاعر نے غلط نہیں کہا تھا کہ "وہ ظلم کا بدلہ مغفرت اور برائی کا احسان سے دیتے ہیں گویا اللہ نے اپنے خوف کے لئے انھیں کو بنایا ہے"!

اسلام کی طرف بازگشت

ہمارا تجربہ تو یہ ہے کہ جب بھی دین سے ہم خالی ـــــ اسلام سے بیزار ـــــ اور روحانی افلاس کا شکار ہوئے ہیں ہم نے ہر چیز کھو دی ہے، اور ہمیں دین و دنیا دونوں سے ہاتھ دھونا پڑا ہے، یہ طویل تجربہ ہمیں چونکا دینے اور ہشیار کرنے کے لئے کافی ہے، لہذا ہمارا پہلا فرض یہی ہوتا ہے کہ اسلام کی طرف بازگشت کریں، اور اس کی پناہ میں آجائیں۔

اور یہ لوٹنا پورے عزم و ثبات کے ساتھ، پورے اخلاص و صداقت کے ساتھ ہو، اس لئے کہ صداقت نے ہر موقع پر نجات دی ہے، اور نفاق و تذبذب نے کبھی کسی قوم کو فائدہ نہیں پہونچایا ـــــ تاریخ اس کی گواہ رہی ہے کہ ملت اسلامیہ کو جب بھی اس کے ایمانی مرکز اور اس کے دینی رجحان سے ہٹانے کی کوشش کی گئی ہے، اس کا انجام

www.abulhasanalinadwi.org

ناکامی پر ہوا ہے، خواہ وہ مسیلمہ کذاب اور دوسرے خانہ ساز نبیوں کا فتنہ رہا ہو یا قرامطہ کی سازش، خواہ باطنیوں اور فلاسفہ کا سیل الحاد رہا ہو یا موجودہ قومی تحریک جو ایک مستقل عقیدہ اور فلسفہ رکھتی ہے سب کا انجام عبرتناک ہی ہوا، اس قوم کو اس کے سردار جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دائمی امامت وقیادت یا دوسرے لفظوں میں اس کی عزت وقوت کے سرچشمہ اور فتح وظفر کے عنوان سے جب بھی ہٹانے کی کوئی کوشش ہوئی ہے، وہ اپنی موت آپ مر رہی ہے۔

یہ زندہ شہادت یہ بتاتی ہے کہ اللہ کے سوا ملجا و ماوی اور کوئی نہیں، دنیا میں اور کہیں کوئی جائے پناہ نہیں ؎

ہیچ کنجے بے دد و بے دام نیست
جز بخلوت گاہ حق آرام نیست! (رومیؒ)

شکست کے بعد

شکست کے بعد آج ہماری وہی حالت ہے جو غزوہ تبوک میں نہ جانے والے صحابہؓ کی ہوئی تھی جس کی تصویر کشی قرآن نے کی ہے کہ ـــــ "زمین ان پر باوجود تمام وسعتوں کے تنگ ہوگئی، اور ان کا جینا دوبھر ہوگیا، اور انھیں خیال ہوا کہ نجات اور پناہ خدا ہی کے پاس ہے پھر اللہ نے ان کی توبہ قبول کی، اللہ تواب رحیم ہے" (توبہ: ۱۱۹) آج ہم پر بھی زمین اسی طرح تنگ ہے، آج سرزمین فلسطین میں جا کر دیکھئے کہ ہماری ذلت ونکبت کا کیا حال ہے، اور دنیا کی نگاہوں سے ہم کتنے گر گئے ہیں، ہم اس وقت صحیح احساس کر رہے ہیں کہ اللہ کے سوا کہیں پناہ نہیں، تمام راستے تاریک اور بند ہیں، اس لئے ہمیں واقعہ کا اعتراف

www.abulhasanalinadwi.org

کرتے ہوئے کہنا چاہیے کہ ہم نے اسلام سے بغاوت کرکے کچھ نہ پایا، ہمیں اب کہنا چاہیے کہ ہم اسلام کے دائرہ میں آتے ہیں، اور اس کی قوت آزمانا چاہتے ہیں جو ہماری مدد کو تیار کھڑا ہے، جو ہمارا ہاتھ پکڑ کر ہمیں بلندی تک لیجانا چاہتا ہے۔

صاف گوئی اور تلخ نوائی

میں محسوس کرتا ہوں کہ میں نے اپنے ان عرب بھائیوں پر بہت سخت تنقید کی ہے، جن سے مجھے محبت و عقیدت ہے اور جن کی میں عزت کرتا ہوں، اور اللہ نے جن کے مستقبل سے میرا مستقبل اور جن کی عزت و ذلت سے میری عزت و ذلت وابستہ کر رکھی ہے، میں نے یہ بات ہندوستان میں بارہا کہی ہے کہ عالم اسلام کا مستقبل عربوں کے مستقبل سے وابستہ ہے، عربوں کی ذلت و عزت اسلام کی ذلت و عزت ہے، یہ وہ قوم ہے جسے چھوڑ کر میں کسی قوم کو اپنا نہیں سکتا اور جس کی کتاب جس کی زبان، جس کی تہذیب سے میں کسی قیمت پر دستبردار نہیں ہو سکتا، اسی پر میں جیتا رہا ہوں اور اسی پر مرنا چاہتا ہوں، یہ صراحت اور یہ تلخی میں نے اس لئے اختیار کی ہے کہ میں بھی آپ کے انجام میں شریک ہوں اور جن حالات کے آپ شکار ہیں میں بھی انھیں میں اپنے کو مبتلا پاتا ہوں، لہذا پھر کہتا ہوں کہ محمدی جھنڈے تلے جمع ہو جائیے، قومی وطنی یا اور کسی جھنڈے کے نیچے نہیں۔

اللہ نے آپ کے ذریعہ دنیا کو ان لعنتوں سے نجات دی تھی، جاہلیت میں ہر قوم کے پاس تہذیب و مذہب تھا، اور ان کے آداب و رسوم بھی تھے، لیکن جب اسلام کا پیغام لے کر گئے تو آپ نے انھیں بچا پایا، پھر خود آپ ادھر کیوں جا رہے ہیں؟

www.abulhasanalinadwi.org

روشنی کی کرن

اے اہل عرب! اے اہل مکہ اور اے خادمانِ حرم آپ نے اپنے ہاتھوں سے اس مقدس گھر کو بنایا تھا کہ ہر گھر سے اونچا ہو جائے، اور ہر صنم و ہیکل سے بلند دکھائی دے، آپ کے لئے کیسے جائز ہو سکتا ہے کہ پھر ان ناقابل ذکر بتوں کا سہارا لیں، یہیں سے عالمی انسانیت کی آواز اٹھی جس نے امتیازات کے بتوں کو توڑ کر اور نسلی، وطنی غلامی کے طوق و سلاسل کو کاٹ کر رکھ دیا، جس نے تاریخ کا رخ پھیر دیا، جس نے حوادث کا منہ موڑ دیا، یہیں سے وہ روشنی کی کرن پھوٹی جو دنیا میں پھیل گئی اور جس نے انسانیت کے تن مردہ میں روح زندگی دوڑا دی۔

جاہلیت کا رجحان

ہمیں حیرت ہے کہ آپ کیسے اس جاہلیت کی طرف جارہے ہیں جسے ہر ہوشیار قوم نے چھوڑ دیا ہے، آج یورپ بھی قومیت کی تباہ کاریوں کے بعد اس سے تائب ہو گیا ہے یورپ کا اُگلا ہوا لقمہ اٹھاتے ہوئے میں آپ کو دیکھنا نہیں چاہتا، آپ وہی قوم ہیں جس نے دنیا کو اپنے خوان کرم پر بلائے عام دیا تھا، اور قومیں آپ کے دسترخوان پر مہمان ہوتی تھیں جس کے لئے کہا گیا ہے کہ ؎

ادیم زمیں سفرۂ عام اوست　　　بریں خوانِ یغما چہ دشمن چہ دوست

آپ کے لئے کیسے زیبا ہو سکتا ہے کہ آپ خود ہی دوسروں کے ہاں طفیلی بن کر جائیں اور ان کے پس خوردہ پر قناعت کرلیں۔

ہمیں رسوا نہ کیجئے

اس ملک کے علاوہ ہمارے دوسرے عرب بھائیوں کے غلط موقف سے ہم عجیب کشمکش

www.abulhasanalinadwi.org

میں ہیں، خصوصاً ہندو پاک تو عجیب گھٹن میں ہیں ان لوگوں کو جو قرآن کے سوا کوئی کتاب، شریعت کے علاوہ کوئی نظام، اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ماسوا کوئی امام و قائد نہیں جانتے انھیں یہ موقف بہت کھل رہا ہے، میں آپ سے رحم کی اپیل کرتا ہوں کہ ہمیں اپنے ملکوں میں رسوا نہ کریں، آپ ہماری مدد نہیں کرسکتے، تو ہمیں کمزور بھی مت بنایئے ہمارے اسلام پر اعتماد، اپنی اسلامیت پر اطمینان، اور تاریخ اسلامی پر فخر کے مواقع سے مت روکئے ہمارے اس پرانے یقین کو دھچکا نہ لگایئے کہ آپ نے قوموں کو جہالت کی بوجھل زنجیروں سے چھڑایا تھا۔

عرب زعماء سے عجمی مسلمانوں کی اپیل

اے اہل عرب اور اے مصری اور شامی زعما! ان مسلمانوں پر رحم کرو جو جاہلیت سے منہ موڑ کر اسلام و قرآن کو سب کچھ سمجھتے ہیں، آپ نے انھیں مومن قوم بنایا تھا، اور شجر و حجر کی پرستش سے بچایا تھا، اور ایشیا و افریقہ کی قومیں آج بھی منتظر ہیں، بھوکی پیاسی انسانیت زبان حال سے " أَفِيضُوا عَلَيْنَا مِنَ الْمَاءِ أَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ" کی صدا لگا رہی ہے کہ محمدؐ کے خوان کرم سے ہمیں بھی کچھ دو، اہل عجم سے تو اس معاملہ میں آپ پیچھے نہ رہیں، آپ سے تو اس رسولؐ کا قومی، وطنی، لسانی اور تہذیبی بلکہ خون کا رشتہ بھی ہے، آپ ہم ہندستانیوں کو دیکھیں کہ محمدؐ کے نام نامی پر ہمارے جذبات بے اختیار ہو جاتے ہیں، روح جھوم اٹھتی ہے اور آتش شوق تیز تر ہو جاتی ہے۔

ترکوں کے لئے یہ نام ایک ایسا سحر انگیز کیف رکھتا ہے جو دوسرے کسی لیڈر کے لئے نہیں پایا جاتا، محمدؐ کا نام لے کر ترکوں کو تم خرید سکتے ہو، انھیں غلام بنا سکتے ہو اسلام کا نام لے کر تو دیکھو کس طرح ہم ہندوستانی بھی سر اور آنکھوں کے بل، ہر

www.abulhasanalinadwi.org

دور دراز مقام سے آج بھی آنے کو تیار ہیں، خدا کی قسم دنیا کی کسی تاریخ نے اس سے بڑھ کر قوت کا سرچشمہ نہیں دیکھا، کل تک یورپ اس قوت سے تھرتھر کانپتا تھا، لیکن آج وہ خراٹے کی نیند سو رہا ہے۔

حضرت رسول اللہؐ کے الفاظ میں میں کہوں گا کہ" المحیا محیاکم والممات مماتکم "اگر یہ خدائی رابطہ نہ ہوتا تو ہماری تاریخ آپ کی تاریخ سے مختلف ہوتی، اسلام ہی کے رشتہ میں ہم دونوں بندھے ہیں — وہی اسلام جہاں ہم دونوں عہدِ وفا نبھانا چاہتے ہیں، وہی اسلام جس کے لئے ہماری آرزو ہے کہ آپ از سر نو اس کی قیادت، اور اس کے سہارے دنیا کی امامت کا کارِ عظیم سنبھالیں۔

مجھے امید ہے کہ آپ اس تلخ گوئی کو معاف کریں گے اس لئے کہ یہ صرف اخلاص کا نتیجہ ہے ؎

چمن میں تلخ نوائی مری گوارا کر
کہ زہر بھی کبھی کرتا ہے کار تریاقی

(ترجمہ۔ مولوی شمس تبریز خاں)

www.abulhasanalinadwi.org

عالمِ عربی کو

اصل خطرہ اسرائیل سے نہیں

اس ضمیر سے ہے جس نے اپنا کام چھوڑ دیا

یہ تقریر ۲۴ شعبان ۱۳۸۸ھ (۱۷ نومبر ۶۸ء)
کو کویت میں کی گئی جس میں ممتاز شہری، دانشور
حکومت کے اعلیٰ افسران اور صحافی شریک
تھے۔

www.abulhasanalinadwi.org

(خطبۂ مسنونہ کے بعد)

ایک تاریخ ساز اور عہد آفریں واقعہ

میں آپ کو تاریخ کا ایک واقعہ یاد دلانا چاہتا ہوں، اہم، موثر اور فیصلہ کن واقعہ۔! وہ واقعہ جس سے دعوتِ اسلامی کی تاریخ کا آغاز ہوا، بلکہ اسی سے انسانیت کا نیا تاریخی سفر شروع ہوا، یہ اس نازک اور اہم موقعہ کا ذکر ہے، جب کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صفا کی چوٹی پر کھڑے ہو کر بلند آواز سے صدا دی۔ یا صباحاہ۔!

عربوں میں یہ لفظ بہت اہم اور مشہور تھا، بے خبری میں کسی حملہ کا اندیشہ ہوتا یا گھات میں لگے ہوئے کسی دشمن کے حملہ کا خطرہ ہوتا، اور شہر کے کسی آدمی کو اس کی سُن گُن مل جاتی تو وہ کسی پہاڑ کی چوٹی یا کسی بلند ٹیلہ پر چڑھ جاتا اور پوری طاقت سے پکارتا۔ یا صباحاہ۔ لوگ سنتے ہی سمجھ جاتے کہ گرد و پیش یا شہر پر کوئی خطرہ منڈلا رہا ہے، اور وہ سب کے سب پکارنے والے کی طرف دوڑ پڑتے وہ اپنے کاروبار، اور اپنی صنعت و تجارت کو اپنی جگہ چھوڑ کر ہمہ تن اسی کی طرف متوجہ ہو جاتے اور اس انجانے خطرہ کی تحقیق و تفتیش کرنے لگتے، جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم صفا کی چوٹی پر گئے اور پوری طاقت سے آواز دی۔ یا صباحاہ۔ اور آپ کی آواز بھی ان کے لئے اجنبی یا نامانوس نہیں تھی، اس مانوس آواز سے ان کے کان آشنا تھے، اور اس آواز کو سننے والوں کا بے مثال اعتماد بھی آپ کو حاصل تھا، یہ کسی عام آدمی کے ہونٹوں سے نکلی ہوئی معمولی آواز نہیں تھی، بلکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہونٹوں سے نکل رہی تھی، جن کو لوگ نبوت سے پہلے ہی صادق اور امین کا لقب دے چکے تھے، جب اہلِ مکہ نے اس صادق اور امین کو یہ آواز دیتے ہوئے سنا اور اس پکار کے بارہ میں ان کا تجربہ تھا کہ اس میں ظن و تخمین یا مبالغہ کا ادنیٰ شائبہ بھی نہیں ہو سکتا، اور

www.abulhasanalinadwi.org

نہ کسی بات کے صرف اعلان یا کسی بات پر آمادہ کرنے یا اس سے برگشتہ کرنے کے لئے یہ حرکت کی جا سکتی ہے، انھوں نے یہی سمجھا کہ کوئی بہت بڑا خطرہ درپیش ہے، اور سب کے سب سنتے ہی آپ کی طرف دوڑ پڑے، اور وادی مکہ کے بسنے والے، پہاڑ کے دامن میں جمع ہو گئے حیرت و استعجاب سے ان کے سر اٹھے ہوئے تھے، اور سب کی نگاہیں قریشی، ہاشمی نوجوان محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مرکوز تھیں، لوگ منتظر تھے کہ دیکھیں کیا کہتے ہیں۔

عربوں کا ذوقِ سلیم

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بنی عبدالمطلب، اے بنی فہر، اے بنی کعب! ذرا یہ تو بتاؤ کہ اگر میں تمہیں اطلاع دوں کہ اسی پہاڑ کے اوٹ میں سواروں کا ایک دستہ چھپا ہوا ہے جو تم پر ٹوٹ پڑنا چاہتا ہے تو کیا تم سچ مانو گے؟

عربوں کو ان کی ناخواندگی یا زیادہ صحیح الفاظ میں "فن علم" سے ناآشنائی کے باوجود اللہ کی جانب سے ذوقِ سلیم سے نوازا گیا تھا اور ان کو فکر صحیح عطا ہوئی تھی، انھوں نے صورتِ حال کا جائزہ لیا، سامنے کی حقیقت کو دیکھا کہ ایک شخص پہاڑ کی چوٹی پر کھڑا ہے اور پہاڑ کے آگے اور پیچھے دونوں جانب دیکھ رہا ہے، اس کو پورا حق حاصل ہے کہ پہاڑ کے دامن میں کھڑے ہوئے لوگوں کو دوسری طرف کی خبر دے جہاں پہونچنے سے ان کی نگاہیں قاصر ہیں، اس کے لئے صرف عقل سلیم کی ضرورت تھی، اور عقلِ سلیم ہی نے ان کی رہنمائی کی، اس نے فیصلہ دیا کہ پہاڑ کی چوٹی پر کھڑے ہوئے اس شخص کی تنبیہ و تحذیر بے محل نہیں، اس کو حق ہے کہ انھیں ایسی بات کی خبر دے جو خود ان کی نگاہوں سے اوجھل ہے، اور نیچے کھڑے ہوئے لوگوں کو اعتراف کرنا پڑا، انھوں نے کہا، ابھی تک ہم نے تمہاری

www.abulhasanalinadwi.org

کذب بیانی کا کوئی تجربہ نہیں کیا ہے، بلکہ ہمیشہ تمہیں صادق اور امین ہی پایا ہے، اور جب انھوں نے اس کا اقرار کر لیا تو آپ نے فرمایا "فَإِنِّي نَذِيرٌ لَّكُم بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ"

سب سے بڑا خطرہ

ذرا غور تو کیجئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا؟ یہی تو کہ اے اہل مکہ! تمہارا یہ طرز حیات جس کے مطابق تم زندگی گذار رہے ہو، یہی تمہارے لئے سب سے بڑا خطرہ ہے، یہی تمہارا سب سے بڑا دشمن ہے، اگر میں تمہیں خبر دوں کہ پہاڑ کے پیچھے دشمن کا ایک دستہ چھپا ہوا ہے، جو تم پر حملہ کرنے کی تاک میں ہے تو تم اسے پوری اہمیت دو گے اور اپنے گھروں کی طرف دوڑ پڑو گے کہ فوراً اسلحہ اور سامان جنگ سے لیس ہو کر مقابلہ کے لئے تیار ہو جاؤ، لیکن جب میں کہتا ہوں کہ تمہاری یہ زندگی، تمہارے تسلیم کئے ہوئے عقائد، تمہارا پسندیدہ طرز حیات، تمہاری تہذیب و تمدن، تمہارے اخلاق و عادات، اور گلے سے لگائی ہوئی تمہاری یہ بلند قدریں، یہ بت جن کے سامنے تم سر جھکاتے ہو، جن کی تعظیم و تقدیس اور جن کی عبادت پر جمے ہوئے ہو، تمہارا یہی طرز حیات، تمہاری اسی لہو و لعب اور جہالت و حماقت سے معمور زندگی تمہارے لئے سب سے بڑا چیلنج اور دشمن کی پوشیدہ فوج سے کہیں زیادہ خطرناک ہے کیونکہ یہ طرز حیات ہی تمام خطرات کا منبع و مخرج ہے، تو کیا وجہ ہے کہ تمہیں یقین نہیں آتا؟

قریش اپنی کوتاہ عقل اور محدود تجربات کی وجہ سے حملہ کرنے والے دشمن کہیں گھات میں چھپی ہوئی فوج اور قبائلی لشکر کشی کے علاوہ جس سے ان کو آئے دن سابقہ پڑتا تھا کسی خطرہ کا وجود ہی تسلیم نہیں کرتے تھے، ان کا علم اور ان کے تجربات اسی تنگ دائرہ میں محدود

www.abulhasanalinadwi.org

تھے، اور اسی وجہ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو متنبہ کیا کہ وہ جس انداز سے زندگی گذار رہے ہیں، وہی اصل خطرہ ہے، اور در حقیقت وہی زندگی ہر طرح کی محرومیوں، ناکامیوں مصیبتوں اور بلاؤں کا سر چشمہ ہے اس وسیع سر چشمہ کا وجود اس کا متقاضی ہے کہ وہ ہر وقت ہوشیار رہیں، اور سروں پر منڈلانے والے خطرہ سے غافل نہ ہوں قریش کے معاشرہ کی یہی دکھتی رگ تھی جس پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انگلی رکھ دی تھی کہ جب تک یہ مستقل خطرہ موجود ہے کوئی خارجی خطرہ چنداں اہمیت نہیں رکھتا۔

قلب و ضمیر سے غفلت

ازل سے یہ انسان کی فطری کمزوری رہی ہے کہ وہ خارجی خطرات اور غیروں کی دشمنی کا یقین رکھتا ہے، اور ان کو پوری اہمیت دیتا ہے لیکن خطرات کی ان بنیادوں اور اس کے گہرے سر چشموں سے غفلت کا شکار رہتا ہے، اور ان کی طرف مطلق توجہ نہیں دیتا جو قوم کے قلب و ضمیر اور معاشرہ کے رگ و ریشہ میں سمائے رہتے ہیں، جو اجتماعی زندگی عوام کے اخلاق میں گھر کر چکے ہیں، اسی لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلیغ اور موثر زبان میں متنبہ کیا (جس کو قریش کے ذہین لوگ اہل زبان ہونے کی وجہ سے بخوبی سمجھتے تھے) کہ تم کو چاہئے کہ اس مہلک اور مستقل خطرہ سے خبر دار رہو جو تمہارے جسم و جان میں پوشیدہ ہے لیکن آنکھوں سے نظر نہیں آتا، تم اس وقت تک مستقل خطرات کی زد پر ہو اور گڑھے کے کمزور کنارہ پر کھڑے ہو، جب تک جاہلیت اور بت پرستی پر قائم رہو گے، انفرادی مفاد کو اجتماعی مصالح پر ترجیح دیتے رہو گے، وقتی فوائد اور لذائذ کو دائمی وابدی منافع سے بہتر سمجھتے رہو گے، کمزوروں کے مقابلہ میں طاقت وروں کو فوقیت دیتے رہو گے، اور ان کی جنبہ داری

www.abulhasanalinadwi.org

کرتے رہوگے، جب تک تم مادہ پرستی کے چنگل میں گرفتار رہوگے، طاقت کے سامنے سرنگوں رہوگے، اور خود تراشیدہ بتوں کی تقدیس تمہارے دلوں میں سمائی رہے گی، خواہ وہ بت پتھر کے ہوں یا انسانی ہاتھوں کی صناعی کے رہین منت ہوں، یا فکر انسانی کے ساختہ پرداختہ، وہ علم و تحقیق کے منت کش ہوں یا خیالات کی بلند پروازی اور امیدوں اور آرزوؤں کے دلکش خواب کا نتیجہ، جب تک تمہارے یہ حالات باقی رہیں گے خطرات کا سرچشمہ بند نہیں ہو سکتا۔

خارجی دشمن، خیالی خطرات

تمہاری مثال اس جہاز کے سواروں جیسی ہے جس کے نچلے حصے میں ایک بڑا سا سوراخ ہے اور اس سے پورے زور اور تیزی کے ساتھ جہاز میں پانی ابل رہا ہے لیکن وہ اس سوراخ کی طرف توجہ نہیں کرتے اور خارجی دشمن کے خیالی خطرہ سے پریشان ہیں، انھوں نے سندباد جہازی اور گولیور کے سفرناموں میں بحری قزاقوں کے بارہ میں پڑھ رکھا تھا ان کی کہانیاں مشرق و مغرب کے سیاحوں کی زبانی سن چکے تھے، اور وہ اپنی ساری توجہ انھیں بحری قزاقوں کے امکانی خطرہ پر مرکوز کئے ہوئے ہیں، لیکن جہاز کے پیندے میں موجود سوراخ کی طرف ذرا بھی توجہ نہیں کرتے جس سے پورے زور کے ساتھ پانی ابل رہا ہے اور جہاز میں بھر رہا ہے

ہمارا موجودہ معاشرہ

ہمارے موجودہ معاشرہ کی بھی حالت یہی ہے، رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی بیان کردہ یہ بلیغ مثال جس کے لئے آپ نے ایسا حکمت آمیز طریقہ اختیار کیا جس کی تاریخ میں کوئی مثال نہیں ملتی قریش مکہ کے تنگ اور محدود معاشرہ ہی کے لئے مخصوص نہیں جو اب تاریخ کی

www.abulhasanalinadwi.org

زینت بن چکا ہے بلکہ وہ ہر زمانہ کے لئے ایک حکیمانہ اور زندہ جاوید مثال ہے، جو ہمارے اوپر بھی پوری طرح منطبق ہو رہی ہے اور ہمارے معاشرہ کی صحیح اور سچی تصویر کشی کر رہی ہے، ہم وباؤں سے ڈرتے ہیں، امراض سے گھبراتے ہیں، بلاؤں کی دہشت ہمارے دلوں میں سمائی ہوئی ہے اور اس کے لئے ہر طرح کی احتیاطی تدبیریں عمل میں لاتے ہیں، یہاں تک کہ اگر کوئی کہہ دے کہ یہاں کالرا کا ایک کیس ہو گیا ہے تو پورے شہر میں دہشت پھیل جاتی ہے ہر شخص پر خوف مسلط ہو جاتا ہے، اور یہ سمجھنے لگتا ہے کہ اس وبا کا سب سے پہلا شکار وہی ہوگا، لیکن اخلاقی امراض، یہ غلط اخلاق و عادات، جن کو اللہ اور رسول ناپسند کرتے ہیں، یہ مادہ پرستی، شہوت پرستی، ہر جگہ قوت کے سامنے سرنگوں ہو جانا، خواہشات کی بے قید اطاعت، جذبات کی رو میں بہہ جانا، لہو و لعب میں انہماک رقص و سرود ذہنی تسکین اور آرام طلبی و عیش کوشی کے دیگر وسائل میں حد سے بڑھی ہوئی دلچسپی، قیادتوں اور نعروں کی اندھی تقلید، حقائق سے چشم پوشی، بار بار کے تجربات سے عبرت نہ حاصل کرنا، امیدوں اور آرزوؤں کی بے لگامی، انسانوں کا حد سے بڑھا ہوا احترام، سیاسی اور غیر سیاسی لیڈروں اور رہنماؤں کی تقدیس اور ان کے بارہ میں غلطیوں اور لغزشوں سے معصومیت کا اعتقاد، یہ امراض، ہمارے انجام اور ہمارے معاشرہ کے لئے ہزاروں دشمنوں اور دشمن کے ہزاروں لشکروں سے کہیں زیادہ خطرناک، کہیں زیادہ مہلک اور کہیں زیادہ تشویشناک ہیں۔

ثابت شدہ حقائق سے چشم پوشی

یہی صحیح مفہوم ہے، اس حکیمانہ اور بلیغ مثال کا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

www.abulhasanalinadwi.org

نے ہر زمانہ اور ہر جگہ کے لئے بیان فرمایا ہے" اور ہم آج اس صورتِ حال سے دوچار ہیں، ہم ثابت شدہ حقائق سے چشم پوشی کرتے ہیں اور زمانہ کے دیئے ہوئے اسباق اور تجربات سے پہلوتہی کرتے ہیں اور عبرت پذیری سے اعراض کرتے ہیں یہ انتہائی تشویشناک صورت حال ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا	پھر کیوں نہ جب ان پر ہمارا عذاب پہونچا گڑگڑائے
وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ	ہوتے لیکن ان کے دل سخت ہوگئے اور ان کو
الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ٥ (الانعام ۴۳)	بھلے دکھائے شیطان نے جو کام کر رہے تھے۔

قرآن کا اعجاز

اور اعجاز کا مقام یہی ہے" اور ان کو بھلے دکھائے شیطان نے جو کام کر رہے تھے" لوگوں نے تجربات سے فائدہ کیوں نہیں اٹھایا، ان حادثات اور مصائب سے سبق کیوں نہیں حاصل کیا جو ان پر پھٹ پڑے تھے، اس لئے کہ شیطان نے ان کے لئے ایک نیا فلسفہ تیار کر دیا، نئے نام ایجاد کر دیئے، تاویل کا وسیع دروازہ کھول دیا، اور عبرت و نصیحت جاتی رہی انھوں نے تکوینی اور طبعی اسباب و علل کی تلاش میں اپنا دل و دماغ مشغول کر دیا اپنے طرز عمل اور سابقہ زندگی کے لئے وجہ جواز تلاش کرنے لگے اور اپنے اخلاق و کردار کی مدافعت میں پوری قوت صرف کر دی، یہ قرآن کے معجزات میں سے ایک زندہ و پائندہ معجزہ ہے۔

۵ رجون کا المناک حادثہ

تاریخ نے ایک بار پھر اپنے آپ کو دہرایا، اور فطرت انسانی اپنی اسی پرانی راہ پر گامزن

www.abulhasanalinadwi.org

ہوئی جب ہم ۵ رجون ۶۷ء کے المناک حادثہ سے دوچار ہوئے، یہ درحقیقت اجتماعی زندگی میں ہمارے اختیار کردہ طریقِ کار اور دین اور فطرتِ سلیم سے واضح انحراف کا نتیجہ اور ایک زمانہ سے کارفرما اسباب و عوامل کا انجام ہے لیکن ہمارے قائدینِ عرب اقوام کے سامنے ایک پردہ اور روک بن کر کھڑے ہوگئے، اور اس المیہ سے انھوں نے دلوں کو عبرت و بصیرت حاصل کرنے سے محروم کردیا، انھوں نے ہمارے سامنے نئے نظریات پیش کئے نئے الفاظ و اصطلاحات ایجاد کیں، اور کہنا شروع کردیا کہ یہ المیہ نہیں مصلحت آمیز پسپائی ہے شکست نہیں، فتح ہے، وہ فتحِ مبین جس کی مثال نہیں ملتی، یا "جس مصیبت سے ہم دوچار ہوئے ہیں، وہ عرب اقوام میں باقی ماندہ رجعت پرستی کا نتیجہ ہے" سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔

وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ (الانعام-۴۳)

اور ان کو بھلے دکھائے شیطان نے جو کام کر رہے تھے۔

انسانی تجربات قیمتی اثاثہ

یہ انتہائی تشویشناک صورت حال ہے، انسانی تجربات ایک قیمتی اثاثہ ہیں، جن سے انسان ہمیشہ اور ہر جگہ فائدہ اٹھاتا ہے، اگر ہم ان تجربات کو غلط ٹھہرادیں، عقل کا فیصلہ، حواس انسانی کا فیصلہ، آنکھ اور کان کا دیکھنا، سننا غلط ٹھہرادیں اور ہم یہ کہنے لگیں کہ ہم دیکھتے ہیں پھر بھی نہیں دیکھتے، مانتے سنتے ہیں، پھر بھی انکار کرتے ہیں، ہمیں پے بہ پے سبق مل رہے ہیں، مگر ہم اسے حقارت سے ٹھکرادیتے ہیں تو اس سے زیادہ تشویشناک صورت حال اور کیا ہوسکتی ہے، یہ ایک زبردست تنبیہ ہے کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم اپنی صلاحیتوں سے محروم ہوگئے ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

نازک اور اہم مرحلہ

اس وقت عرب قوم اپنی تاریخ کے انتہائی نازک اور اہم مرحلے سے گذر رہی ہے میں یہ نہیں کہتا کہ یہ شکست کا مرحلہ ہے یا مصیبت کا مقام ہے، اور میں اس مصیبت سے خوف زدہ نہیں ہوں، دعوت اور پیغام کی حامل قومیں، طویل تاریخ رکھنے والی قومیں، زندہ ضمیر اور روشن اور زندگی سے بھرپور قلب رکھنے والی قومیں، ان مراحل سے گذرتی ہی رہتی ہیں، ہم خود اس طرح کے بے شمار مراحل سے گذر چکے ہیں، ہمارے اوپر صلیبیوں نے یلغار کی، تاتاریوں کا طوفان ہمارے سروں پر سے گذر گیا جبکہ خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ کہیں مسلمانوں کی آخری سانس بھی نہ رک جائے، پھر بھی وہ مایوسی اور بدشگونی کا مقام نہیں تھا، کیونکہ مومن کا ضمیر زندہ تھا، مومن کی عقل باشعور تھی، اور وہ خیر و شر، دوست و دشمن اور مفید و مضر کی تمیز کر سکتا تھا، اور اس وقت مسلمان جری، صاف گو اور بہادر تھا۔

قومی ضمیر پر موت طاری

میں ان جیسے المیوں سے کوئی خطرہ نہیں محسوس کرتا بلکہ مجھے اصل خطرہ اس ضمیر سے ہے جس نے اپنا کام کرنا چھوڑ دیا ہے، ضمیر کا کام ہے احتساب اور غلطیوں کی گرفت، خواہ وہ اپنے باپ اور بھائی سے سرزد ہوئی ہو یا کسی ذی وقار پیشوا اور رہنما سے، اگر یہ ضمیر مردہ ہو جائے اپنا فطری عمل چھوڑ دے، اپنی افادیت کھو بیٹھے، اور اس میں حقائق کے اعتراف کی صلاحیت باقی نہ رہ جائے، تو یہی سب سے بڑا خطرہ ہے، یہ انسانیت کی موت ہے، ایک انسان مرتا ہے تو ہزاروں انسان پیدا ہو جاتے ہیں، لیکن جب ضمیر مردہ ہو جائے، اجتماعی اور قومی ضمیر سے

www.abulhasanalinadwi.org

زندگی کے آثار ناپید ہو جائیں، جب قوم سے محاسبہ کی صلاحیت اور جرأت ختم ہو جائے، جب تنقید و احتساب کی جگہ شاباشی اور داد و تحسین کے پھول برسنے لگیں تو یہ ایسا المیہ ہوگا جس کے بعد کسی المیہ کا تصور ہی ممکن نہیں۔

فتح اور شکست معیار نہیں

آپ حضرات واقف ہیں کہ ہر قوم نشیب و فراز کے ان مراحل سے گذرتی ہے شکست کے بعد فتح، فتح کے بعد شکست اور کبھی پے در پے ہزیمتیں، قوموں کے عروج و زوال میں یہ مراحل بار بار آتے ہیں اور کسی قوم میں خود اعتمادی کے جوہر اور کارزار حیات میں سرگرم عمل رہنے کی صلاحیتیں ان مراحل میں گزرے بغیر ابھر کر بھی نہیں ہوتیں اسی غرض سے اللہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کے لئے بھی آزمائش مقدر فرما دی تھی، اور کبھی کبھی ان کو پیچھے ہٹنا پڑا چنانچہ فرماتا ہے:۔

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ	بہت سے موقعوں میں اللہ تمہاری مدد کر چکا ہے اور
وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ	حنین کے دن جب تم اپنی کثرت پر اترانے لگے تو وہ کثرت
تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ	تمہارے کام نہ آئی اور زمین اپنی فراخی کے باوجود
بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ (توبہ۔ ۲۵)	تم پر تنگ ہو گئی پھر تم پیٹھ دے کر ہٹ گئے۔

یہ تربیت الٰہی کا ایک انداز ہے جس میں کسی قوم یا کسی طبقہ کے لئے کوئی استثناء یا رعایت یا کوئی امتیاز نہیں اور یہ فتح و شکست کسی قوم کی عزت و ذلت اور بلندی و پستی کا معیار بھی نہیں ہے۔

اصل معیار

اصل معیار ہے قلب اور ضمیر، جب قوم میں اتنی ہمت اور جرأت نہ ہو کہ اپنے قائد کی

www.abulhasanalinadwi.org

غلط کاری پر ٹوک سکے تو ایسی قوم کو جو سر پھرا بھی چاہے غلام بنا سکتا ہے ہر جاہل اور احمق اس کی عزت و شرف کی دھجی بکھیر سکتا ہے ایسی قوم ہر ظلم و زیادتی کا شکار ہو سکتی ہے اور ہر استعمار کے لئے لقمۂ تر ثابت ہوتی ہے۔

استعمار سے نفرت

غیر ملکی استعمار ناپسندیدہ اور مبغوض کیوں تھا؟ اسی لئے تو کہ اس نے ہمارے جسموں، ہماری روحوں، ہمارے قلوب اور ہماری عقلوں پر، سب پر اپنا تسلط قائم کر لیا تھا، تو کیا یہی استعمار اگر کسی بیرونی شخص کی طرف سے ہو تو ناپسندیدہ اور ناقابل برداشت ہے لیکن اپنی ہی قوم و وطن کا کوئی فرد اس کا مرتکب ہو تو یہی استعمار پسندیدہ اور محبوب ہو جائے گا؟ اللہ نے آپ کو عدل کی میزان عطا کی ہے تاکہ دنیا میں عدل و انصاف قائم کریں اور رہتی دنیا تک لوگوں میں حق و عدل کی شہادت دیتے رہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ	اے ایمان والو! کھڑے ہو جایا کرو اللہ کے
شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ۡ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ	واسطے، انصاف کی گواہی دینے کو اور ایک قوم
قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ۭ اِعْدِلُوْا ۣ	کی دشمنی کے باعث عدل نہ چھوڑو، عدل کرو
هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ	یہی بات تقویٰ سے لگتی ہے اور اللہ سے
اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ (مائدہ)	ڈرتے رہو، اللہ کو خبر ہے جو تم کرتے ہو۔

اللہ نے دوستوں، دشمنوں، خوردوں اور بزرگوں، سب کے ساتھ عدل کا حکم دیا ہے۔

عجیب منطق

لیکن اگر آپ اس میزان ہی سے ہاتھ دھو بیٹھیں اور ایک ہی کام جب کسی اجنبی کی

www.abulhasanalinadwi.org

جانب منسوب ہو تو مردود اور مبغوض قرار پائے لیکن وہی حرکت جب کسی اپنے آدمی سے سرزد ہو جس سے ہمارا سلسلۂ نسب ملتا ہو یا اس کی اور ہماری قومیت مشترک ہو اور وہ ہماری گردنوں پر اس رعونت کے ساتھ مسلط ہو جائے تو ہم اس کے سامنے سر جھکا دیں اس کے لئے اپنی عقلوں اور ضمیروں کو معطل کر دیں۔۔ خدا گواہ ہے، یہی حقیقی خطرہ ہے، دنیا کی دیگر اقوام و ملل کی قسمت اسی امت مسلمہ کے ساتھ وابستہ ہے، یہ امت تمام قوموں میں حق کی شہادت کیسے دے سکتی ہے، ان کی اتالیق اور نگراں کیسے بن سکتی ہے، تمام اقوام کا محاسبہ کس طرح کر سکتی ہے، جب یہ خود اپنے رہنماؤں کے ساتھ انصاف نہ کرے، حق و باطل میں تمیز کرنا چھوڑ دے مخلص اور فریبی میں فرق نہ کرے اور طاقت کے سامنے اس گھناؤنے شرمناک طریقے سے ہتھیار ڈال دے، سر تسلیم خم کر دے، اس قدر پست ہمتی کا ثبوت دے اور اس ضمیر سے محروم ہو جائے جس نے دنیا کو اس جگمگاتی ہوئی تہذیب و تمدن سے آشنا کیا جس نے دنیا کو یہ ترقی یافتہ علوم عطا کئے اور اس کو یہ قابل فخر تاریخی سرمایہ بہم پہونچایا جبکہ دنیا تباہی کے دہانہ پر پہونچ چکی تھی:۔

وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ	اور تم اپنے اوپر اللہ کا احسان یاد کرو جب تم
أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ	آپس میں دشمن تھے پھر تمہارے دلوں میں
بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ	الفت دی اور اب اس کے فضل سے بھائی
مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهَا	بھائی ہو گئے، اور تم ایک آگ کے گڑھے کے
(آل عمران - ۱۰۳)	کنارے تھے پھر تم کو اس سے بچا لیا۔

بے حسی اور مردہ ضمیری

سب سے بڑی مصیبت اور سب سے بڑا خطرہ یہ ہے کہ یہ ضمیر اپنا کام کرنا بند کر دے،

www.abulhasanalinadwi.org

اور یہ صرف عرب کے لئے یا صرف مسلمانوں کے لئے خطرہ نہیں بلکہ پوری انسانیت کے لئے خطرہ ہے، کیونکہ اللہ نے اسی مسلم ضمیر ہی کو اپنے رازوں کا امین بنایا ہے اس نے ہر مسلمان کو دنیا کا متولی اور ہمیشہ کے لئے عدل وانصاف کی میزان بنایا ہے، جو کامل احتیاط اور ایمان داری کے ساتھ اور پوری جرأت اور بے باکی کے ساتھ فیصلہ کرے کسی فرد کی رعایت نہ کرے اور نہ کسی کو کسی پر ترجیح دے، لیکن جب یہ میزان ہی اپنا کام چھوڑ دے تو پھر عدل و انصاف کی توقع کس سے کی جائے، جب نمک اپنی نمکینی ضائع کردے تو آپ ہی بتلایئے کھانا کس چیز سے نمکین کیا جائے؟ یہاں یہ مصیبت نہیں کہ کھانا نمکین نہیں ہے، بلکہ مصیبت یہ ہے کہ نمک کی نمکینی جاتی رہی، مصیبت یہ ہے کہ عدل وانصاف کی میزان سے کارکردگی کی صلاحیت ختم ہو گئی، وہ غیر جانبدار نہیں رہی کسی کی دوست ہو گئی تو کسی کی دشمن۔

حادثات سے سبق

میں حادثات ومصائب سے پریشان نہیں ہوں کیونکہ ایمان کی چنگاری بجھی نہیں ہے بلکہ وہ مسلمانوں اور عربوں کے دلوں میں چھپی ہوئی ہے اور مجھے پورا یقین ہے کہ چنگاری بھڑک اٹھنے کے لئے تیار ہے وہ کسی ایسی شخصیت کی منتظر ہے جو اسے راکھ کے ڈھیر سے نکال دے اس کے اوپر آئے ہوئے کھوٹی تہذیب، آرزوؤں کی بے لگامی، اوہام پرستی، خود پسندی، موت سے خوف اور خطرات سے گھبراہٹ کے غبار کو ہٹا دے اگر کوئی ایسا مبارک اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھنے والا ہاتھ آگے بڑھے اور ایمان کی چنگاری کو گرد وغبار سے صاف کردے تو اب بھی یہ چنگاری بھڑک اٹھنے، خود تپنے اور تپانے کی صلاحیت رکھتی ہے یہ خود بھی روشن ہوگی اور دنیا کو بھی روشن کردے گی ـــــ اس رخ سے مجھے کوئی خطرہ

www.abulhasanalinadwi.org

نہیں خطرہ اس بات سے ہے کہ ہم نے حادثات سے سبق لینا چھوڑ دیا ہے۔

قیادت سے محاسبہ کیجئے

ہم رومیوں کی تاریخ میں پڑھتے ہیں کہ وہ بہت سے دیوتاؤں پر اعتقاد رکھتے تھے، بحر و بر اور جنگ و امن ہر ایک کے لئے ان کا ایک الگ دیوتا تھا لیکن ان دیوتاؤں کی پرستش کے باوجود کبھی کبھی ان پر بھی جھنجھلا جاتے تھے اگر ان کو کسی مہم میں کامیابی نہ ہوتی یا ان کی امیدیں بر نہ آتیں تو دیوتاؤں پر بھی ان کا غصہ بھڑک اٹھتا تھا، تاریخ کا واقعہ ہے کہ رومی شہنشاہ آگسٹس (AUGUSTUS) کا بحری بیڑہ سمندر میں غرق ہو گیا تو وہ غصہ سے اتنا مشتعل ہوا کہ سمندر کے دیوتا نیپچون (NEPTUNE) کی مورتی چور چور کردی، یہ کوئی انہونی بات نہیں ہے، ناکامی پر جھنجھلاہٹ انسان کی فطرت ہے اور ہم تو مومن و موحد ہیں اور ایک اللہ کی ذات پر ایمان رکھتے ہیں، ہمارے لئے تو کسی صورت میں بھی یہ جائز نہیں کہ کسی قیادت پر اللہ اور رسول پر ایمان کی طرح کامل ایمان لے آئیں، ہمارا فرض ہے کہ اپنے قائدین کا محاسبہ کریں اور خود اپنے آپ کا محاسبہ کریں اور اپنے سیاسی، اخلاقی اور معاشرتی حالات کا غائر نظر سے جائزہ لیں اور انہی میں مصائب کے اسباب تلاش کریں، کسی فرد یا جماعت کی اندھی اطاعت گمراہی کے ایسے غار میں پہونچا دے گی جہاں ہدایت کی روشنی نہیں پہونچ سکے گی اور نہ اس سے نجات آسان ہوگی اور قیادت کا محاسبہ نہ کرنا اور اس کی غلطیوں کا مواخذہ نہ کرنا اور اس سے وضاحت نہ طلب کرنا، یہ ایسی اطاعت ہے جس کے بارہ میں قرآن کا فیصلہ ہے۔

فَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ فِرْعَوْنَ ۚ وَمَآ اَمْرُ فِرْعَوْنَ	پھر وہ فرعون کے کہنے میں چلے اور فرعون کی
بِرَشِيْدٍ ۝ يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ	بات درست نہیں تھی، وہ قیامت کے دن

www.abulhasanalinadwi.org

فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ ○ وَاُتْبِعُوْا فِیْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّیَوْمَ الْقِیٰمَةِ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ○ (ہود - ۹۷ - ۹۹)

اپنی قوم کے آگے ہوگا پس ان کو آگ پر پہونچا دے گا اور یہ پہونچنے کی بُری جگہ ہے اور پیچھے سے اس دنیا میں اس کو لعنت ملی اور قیامت کے دن، یہ برا انعام ہے جو ملا۔

اللہ کا مطالبہ

اللہ تعالے نے ہم کو انسانوں پر مسلط ہونے والی طاغوتی طاقتوں سے اظہار بیزاری کا حکم دیا ہے، خواہ وہ کسی زمانہ میں اور کہیں بھی ہوں، اور یہاں تو متعدد طاغوت ہیں، اگر یہ ہم پر مسلط ہو جائیں تو ایک مسلمان کی حیثیت سے ہمارے لئے ہرگز جائز نہیں کہ ان کا احترام کریں بلکہ اللہ کا مطالبہ تو یہ ہے کہ ہم ان کا اقتدار تسلیم کرنے سے انکار کر دیں، اور اس سے اپنی بیزاری اور بے تعلقی کا اعلان کر دیں، جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ نے اعلان کر دیا تھا۔

اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ (ممتحنہ - ۴)

ہم تم سے اور ان چیزوں سے جن کو تم پوجتے ہو بے تعلق ہیں اور ہمارے اور تمہارے درمیان بیر اور دشمنی کھل گئی ہمیشہ کے لئے یہاں تک کہ تم ایک اللہ پر ایمان لے آؤ۔

آنحضرتؐ کی ہدایت

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک بار فرمایا:۔

"اپنے بھائی کی مدد کرو، خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔"

www.abulhasanalinadwi.org

تو صحابہ کو تعجب ہوا کیونکہ بہت اہتمام اور توجہ کے ساتھ ان کی تربیت کی گئی تھی، وہ جانتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جو کچھ فرماتے ہیں وحی الٰہی سے فرماتے ہیں، اپنے جی سے کوئی بات نہیں کہتے، لیکن اس کے باوجود وہ آپؐ کے فرامین میں بھی اپنی عقل سے کام لیتے تھے، اور جو سمجھ میں نہیں آتا تھا تو اس کی وضاحت چاہتے تھے، چنانچہ انھوں نے کہا ۔۔۔ "ہم اپنے مظلوم بھائی کی تو مدد کریں لیکن ظالم کی مدد کیونکر کریں"؟ آپؐ نے وضاحت کی کہ "ظالم کی مدد یہ ہے کہ اسے ظلم سے روک دو" اسی طرح صحابہ کرام اچھی طرح جانتے تھے کہ خالق کی نافرمانی کرنا مخلوق کی اطاعت میں جائز نہیں، خواہ وہ کوئی بھی ہو ان کے طرز عمل سے بھی اس کی شہادت ملتی ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک بار ایک مہم روانہ کی اور اس کا سردار ایک انصاری کو بنایا، راستہ میں وہ کسی بات پر اپنے ساتھیوں سے خفا ہو گئے، اور ان سے کہا کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میری اطاعت کا حکم نہیں دیا ہے؟ لوگوں نے کہا "ہاں دیا ہے" انھوں نے کہا لکڑیاں جمع کرو، لکڑیاں جمع ہو گئیں تو آگ منگا کر ان کو دہکا دیا پھر اپنے ساتھیوں سے کہا میں تم کو حکم دیتا ہوں تم سب کو اس آگ میں کودنا ہوگا، امیر لشکر کے یہ تیور دیکھے تو ایک نوجوان نے کہا اسی آگ سے بھاگ کر ہم لوگوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دامن میں پناہ لی ہے پھر اس دوسری آگ میں کود پڑیں؟ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مل لو، اگر وہ بھی یہی حکم دیں تو بے خطر کود پڑو ۔۔۔ لوگ لوٹ کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور واقعہ سے آگاہ کیا تو آپؐ نے فرمایا ۔۔۔ "اگر تم اس آگ میں داخل ہو جاتے تو پھر کبھی نہیں نکل سکتے تھے، اطاعت صرف بھلائی میں ضروری ہے"۔

غفلت، حماقت اور لہو و لعب کا انجام

میں ایک بار پھر آپ حضرات سے کہنا چاہتا ہوں کہ عرب ممالک کی موجودہ

www.abulhasanalinadwi.org

لہو ولعب اور بے فکری کی زندگی حقائق سے آنکھیں بند کرلینے والی زندگی جو ہر معاملہ میں غیر معقول اور معمولی باتوں کا سہارا تلاش کرتی ہے جس میں ثقاہت پر حماقت غالب آچکی ہے، اگر آپ برا نہ مانیں تو صاف کہدوں جس میں بہادری پر بزدلی غالب آچکی ہے، اور اگر میں کہوں مادہ پرستی اللہ اور اس کے رسولؐ کی محبت پر غالب آچکی ہے تو غلط یا مبالغہ نہ ہوگا، اگر اس زندگی کو کوئی انسان دور سے دیکھے یا کوئی اجنبی کسی عربی شہر میں پہونچ جائے تو اتنے بڑے المیہ سے دوچار ہونے کے بعد کھیل کود اور ناچ رنگ کے ان مظاہروں کو دیکھ کر دنگ رہ جائے گا، اسے اپنی آنکھوں اور کانوں پر یقین نہیں آئے گا، ہم ہنگامی حالات سے گذر رہے ہیں، اس عرصہ میں عرب ممالک اور ان کے مراکز میں دن رات ہنگامی حالات طاری رہنا چاہیئے اور ہر معاملہ میں معقولیت، مقصدیت احتیاط اور دوراندیشی کے مظاہر نظر آنے چاہیئیں۔

اسلامی عقیدے کا اشتراک

اگر ہمارے اور آپ کے درمیان اسلامی عقیدہ کا اشتراک نہ ہوتا اور یہ بات نہ ہوتی کہ ہمارا اور آپ کا انجام ایک ہے، اور ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ ہے اور یہاں جو کچھ ہو رہا ہے، ہمارے یہاں اس کا جواب ہم سے طلب کیا جاتا ہے تو شاید مجھے محاسبہ کا حق نہ ہوتا اور حقیقت تو یہ ہے کہ قومیں اسی محاسبہ ہی کے سہارے زندہ رہتی ہیں، یورپی اقوام میں اگر اتنی بیداری اور مخلصانہ تنقید کا چلن نہ ہوتا تو وہ تاریخ ماضی کی کہانی بن چکی ہوتیں، کرمی تنقید ان کی زندگی کا ایک اہم سبب ہے، وہ اپنے کسی رہنما کو یہ موقع نہیں دیتیں کہ ہمیشہ اقتدار پر قابض رہے، اور اس کی تعظیم و تکریم ہوتی رہے، یہ صرف یورپی اقوام ہی کی خصوصیت نہیں بلکہ

www.abulhasanalinadwi.org

مسلمانوں کے سربراہ اور قائدین کی بھی یہی حالت تھی۔

ایک مسلمان قائد کا احتساب

میں ہندوستان میں ابتدائی اسلامی فتوحات کی تاریخ کا ایک عبرت انگیز واقعہ آپ کو سناؤں، ہند کی سرزمین پر اسلامی اقتدار کی بنیاد رکھنے والے بادشاہ شہاب الدین غوری (م ۶۰۲ھ) کا واقعہ ہے کہ اس نے ہندوستان پر فوج کشی کی تو اجمیر کے راجہ پتھورا نے اس کا سخت مقابلہ کیا یہاں تک کہ مسلمان فوج شکست کھا گئی اور اس نے بھاگ کر لاہور میں پناہ لی تو سلطان نے جنگ میں پیٹھ دکھانے والے غوری اور خلجانی امرا کی سخت سرزنش کی اور کہا کہ تم انسان نہیں چوپائے ہو اور ان کی گردنوں میں جو سے بھرا ہوا توبڑا لٹکا دیا اور دوبارہ حملہ کی تیاری کے لئے اپنے دار السلطنت غزنی چلا گیا، اور ایک سال کے بعد ایک لشکر جرار تیار کر کے بغیر کسی سے مشورہ کئے یا بتلائے وہاں سے چل پڑا، راستہ میں ایک مرد بزرگ نے اس کا ارادہ معلوم کرنا چاہا تو اس نے ٹھنڈی سانس لی اور کہا کہ ہندوستان کے راجہ سے شکست کے بعد آج تک میں اپنے بستر پر سویا نہیں ہوں، اور اپنی قبا ہٹاتے ہوئے کہا، دیکھو اسی تاریخ سے آج تک میں نے اپنا لباس نہیں تبدیل کیا، اور نہ ان سرداروں کا منھ دیکھا ہے جنھوں نے مجھے جنگ میں رسوا کیا تھا پھر فوج کو خطاب کرتے ہوئے کہا ہمارا فرض ہے کہ گذشتہ سال اسلام اور مسلمانوں کے دامن پر شکست کا جو داغ لگا ہے اسے آج دھو ڈالیں، لوگوں نے تلوار پر ہاتھ رکھ کر اخیر دم تک سلطان کی اطاعت و رفاقت کا عہد کیا اس کے بعد ہندوستان کا رخ کیا، راجہ پتھورا کو ایک خط بھیج کر اسلام کی دعوت دی جسے اس نے اپنی طاقت کے غرور میں انتہائی رعونت اور تکبر کے ساتھ رد کر دیا اور مقابلہ پر آ گیا،

www.abulhasanalinadwi.org

سلطان نے اس پر اتنا سخت حملہ کیا کہ اس کی فوج ٹک نہ سکی، بھاگ کھڑی ہوئی، اور ہندوستان میں اسلامی حکومت قائم ہوگئی، جو مختلف شکلوں میں سات صدیوں تک باقی رہی۔

احتساب اور محاسبہ ہمارا امتیاز

جب ایک بڑھیا خلیفۂ ثانی کو ٹوک سکتی ہے تو ایک مسلمان یا مؤرخ کو یہ حق کیوں حاصل نہ ہو کہ وہ اپنے قائدین کا محاسبہ کرے ... عمر ابن خطابؓ کے زمانہ میں ہر مسلمان کو یہ حق تھا کہ ان سے جواب طلب کرے، ایک دفعہ وہ مسجدِ نبوی میں خطبہ دینے کھڑے ہوئے اور کہا کہ لوگو! سنو اور اطاعت کرو، ایک صحابی کھڑے ہوئے اور کہا کہ ہم نہیں سنتے، خلیفہ نے کہا کیوں؟ لوگوں نے کہا آپ کے جسم پر مالِ غنیمت کی دو چادریں نظر آرہی ہیں، جبکہ ہم لوگوں کے حصہ میں ایک ہی ایک آئی ہے، حضرت عمرؓ نے کہا کیا یہاں عبد اللہ بن عمرؓ موجود ہیں" وہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ ایک چادر میرے حصہ کی ہے، جو میں نے انھیں دے دی ہے، صحابی نے کہا "ٹھیک اب ہم ہر حکم کی اطاعت کے لئے تیار ہیں"۔

امت کی زندگی

اسی ضمیر اور اسی جرأت و ہمت کے ساتھ یہ امت زندہ رہی اور حادثات و مصائب کا سامنا کرتی رہی ہے، اور اپنی طویل تاریخ میں ترقی یافتہ اور بیدار شعور کا ثبوت دیتی رہی ہے اس نے ہمیشہ حق و انصاف کا ساتھ دیا ہے، اور غلطیوں اور کوتاہیوں کے ارتکاب پر گرفت کی ہے، اور انہی اوصاف کے ساتھ مستقبل میں بھی زندہ رہ سکتی ہے۔

(ترجمہ۔ نور عظیم ندوی)

www.abulhasanalinadwi.org

المیۂ فلسطین سے تین سبق

یہ تقریر شعبان ۱۳۸۹ھ (نومبر ۱۹۶۹ء) کو مدینہ منورہ میں مدرسہ ثانویہ طیبہ کے ہال میں کی گئی، اس جلسے میں رابطۂ عالمِ اسلامی کے بعض معتقد ارکان، جامعہ اسلامیہ کے اساتذہ اور طلباء اور شہر کے تعلیم یافتہ اصحاب تھے، ہال حاضرین سے بھرا تھا۔

www.abulhasanalinadwi.org

(خطبہ مسنونہ کے بعد)

حقیقی خیر خواہی

میں چاہتا ہوں کہ اس مجلس میں آپ سے کچھ صاف باتیں کروں جو بات بھی کہوں پوری قوت، پورے یقین اور پورے اعتماد سے کہوں، آپ حضرات نے مجھ سے حسن ظن اور مجھ پر حسن اعتماد کا مظاہرہ کیا ہے، آپ کا یہ اعتماد، میری طرف اٹھی ہوئی آپ کی نگاہیں، میری آواز پر لگے ہوئے آپ کے کان اس کے متقاضی ہیں کہ میں صاف گوئی سے کام لوں "مجاملت" اور مداہنت نہ کروں بلکہ کچھ کھری باتیں کروں اور اپنے گھر اور خاندان کے افراد کے ساتھ "مجاملت" کرتا بھی کون ہے؟ ہر انسان اپنے بھائی بندوں اور اپنے خاندان والوں سے سچی محبت رکھتا ہے، یہ محبت اسی صاف گوئی پر مجبور کرتی ہے، خاندان کا سربراہ افرادِ خاندان سے غلط بیانی نہیں کر سکتا۔

مجھے اجازت دیجئے کہ آپ سے کچھ صاف صاف باتیں کروں اور اپنا دردِ دل آپ حضرات کے سامنے کھول کر رکھ دوں۔

حادثات سے عبرت پذیری

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو جن اوصاف اور صلاحیتوں سے آراستہ فرمایا ہے، ان میں سب سے اہم حادثات سے عبرت پذیری اور زندگی کے تجربات سے نفع حاصل کرنا ہے، یہ صلاحیت اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی بہت بڑی اور بہت اہم دولت ہے، اس نے تہذیب و تمدن، علوم و فنون، اور صنعت و تجارت تمام میدانوں میں آگے بڑھنے کا راستہ کھولا ہے، اسی نے حفاظت اور دفاع کی راہیں دکھائی ہیں، اور عزت و حرمت کی حفاظت کے طریقے سکھائے

www.abulhasanalinadwi.org

ہیں، اور انسان تو روزمرہ کے معمولی واقعات سے سبق حاصل کرتا ہے، اور نتائج اخذ کرتا ہے اور پورے طور پر اپنے فرائض کی ادائیگی اور اپنے عزت و شرف اور اپنے دین و ایمان کی مناسب اور مکمل حفاظت بھی وہی انسان بہتر طریقے پر کرسکتا ہے، جو زندگی کے حادثات و واقعات سے صحیح نتیجہ اخذ کرے، ان سے سبق حاصل کرے، اور زندگی کے میدان میں ان سے فائدہ اٹھائے، یہ وصف تو انسان کی فطرت اور اس کے خمیر میں شامل ہے، ایک بچہ اگر زندگی کا بالکل ابتدائی مرحلہ طے کرچکا ہے اور عقل و شعور کی ابتدا ہوچکی ہے، وہ بھی اگر آگ کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہے اور اس کی انگلی جل جاتی ہے تو وہ ہمیشہ کے لئے سبق حاصل کرتا ہے اس کے دل و دماغ میں یہ بات بیٹھ جاتی ہے کہ اگر کبھی آگ کی طرف ہاتھ گیا تو انگلی ضرور جل جائے گی اور اس کو خطرہ پیش آئے گا، اسی کو علم استقرار کہا جاتا ہے، جزئیات سے کلیات کی طرف انتقال اسی کا نام ہے، اور یہی علم ہے جس نے انسانیت پر بے شمار احسانات کئے ہیں، اور علم و حکمت اور ایجاد و اختراع کے میدانوں میں بہت فائدہ پہونچایا ہے، آپ حضرات تاریخ کا علمی اور تحقیقی مطالعہ کرنے والے ہیں آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ یورپ نے صنعت و حرفت اور علوم و فنون میں جو طویل مسافت طے کی ہے، وہ ظن و تخمین اور اندازوں سے نہیں بلکہ اسی علم استقرار کی بدولت کی ہے۔

مومن، انسانیت کا اعلیٰ معیار

ایک مومن تو انسانیت کا اعلیٰ معیار اور مثالی نمونہ ہے، اس کے لئے ضروری ہے کہ عقل سلیم میں سب سے فائق ہو اور زندگی میں پیش آنے والے اور اپنے جھیلے ہوئے یا جانے ہوئے واقعات و حوادث سے دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ سرعت کے ساتھ اس کا ذہن صحیح

www.abulhasanalinadwi.org

نتائج اخذ کرے اور اپنے آپ کو بار بار ایک ہی خطرہ کی زد پر نہ آنے دے، اسی وجہ سے حدیث شریف میں آیا ہے "لایلدغ المؤمن من جحر مرتین" (مومن ایک سوراخ سے دو بار نہیں ڈسا جاتا) عقل و ہوش والے کسی بھی انسان سے اس کی توقع نہیں کی جاسکتی کہ ایک ہی سوراخ میں دوبارہ یا سہ بارہ ہاتھ ڈالے، لیکن مومن جو انسانیت کا اعلیٰ معیار ہے جس میں انسانی صفات کے بہترین مظاہر نظر آتے ہیں، تمام انسانی خوبیوں کے جلوے نظر آتے ہیں، اسی سے بدرجۂ اولیٰ اس کی توقع کی جانی چاہیے کہ وہ ایک دھوکہ کا بار بار شکار نہ ہو۔

منافق کی نفسیات

اور چونکہ ایک منافق کی نفسیات ایک مومن کی نفسیات کے بالکل خلاف اور اس کی ضد ہوتی ہے، اسی وجہ سے وہ حادثات اور اہم اور نتیجہ خیز واقعات سے بہت کم فائدہ اٹھاتا ہے، چنانچہ اللہ کا فرمان ہے "اَوَلَا یَرَوْنَ اَنَّهُمْ یُفْتَنُوْنَ فِیْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَیْنِ ثُمَّ لَا یَتُوْبُوْنَ وَلَا هُمْ یَذَّكَّرُوْنَ" (کیا وہ دیکھتے نہیں کہ وہ لوگ سال میں ایک بار یا دوبار آزمائے جاتے ہیں پھر بھی وہ توجہ نہیں کرتے اور نہ وہ سبق حاصل کرتے ہیں) دوسری جگہ ہے "كُلَّمَا رُدُّوْا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِیْهَا"۔

منافق کی فطرت اور اس کی نفسیات مومن کی صحیح، سلیم اور بے داغ فطرت سے متضاد ہوتی ہے، ایمانی فطرت کا تقاضا ہے کہ حادثات سے عبرت حاصل کر کے ایک ہی خطرہ کا دوبارہ شکار نہ ہو، لیکن منافقین کی فطرت، فطرت سلیم کے برعکس ہوتی ہے، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کی صفت بیان کی ہے کہ وہ مصائب، الميوں، جھڑکیوں اور سخت سرزنش سے بھی متنبہ نہیں ہوتے، نہ اس سے سبق حاصل کرتے ہیں، اور نہ ان بڑی بڑی غلطیوں سے ہی کچھ عبرت حاصل کرتے ہیں، جن کے نتیجہ میں بہت دنوں تک تلخ گھونٹ پینے پر مجبور ہوتے ہیں، اور پوری

www.abulhasanalinadwi.org

زندگی ان کی بڑی مہنگی قیمت ادا کرتے رہتے ہیں۔

فطرتِ سلیم کی خلاف ورزی

ایک فرد اگر اس فطرتِ سلیم کی خلاف ورزی کرتا ہے اور تجربات کو ہمیشہ پس پشت ڈالتا ہے تو اس سے صرف ایک فرد کو نقصان پہونچے گا لیکن وہی فرد جتنا ممتاز مقام رکھتا ہے اور اس کو اپنے ساتھیوں دوستوں اور اپنے معاشرہ کا جتنا اعتماد حاصل ہے اسی قدر اس کو نقصان ہوگا، اور قوم اور نسل کا نقصان پوری قوم یا پوری نسل کو محیط ہوگا۔

حالیہ واقعات کا روشن پہلو

حالیہ واقعات جو کسی توضیح و تشریح یا کسی حاشیہ آرائی کے محتاج نہیں ہم میں سے ہر ایک اس کو اچھی طرح جانتا ہے اس کی تلخی کو محسوس کرتا ہے اور ایک مسلمان کی حیثیت سے میں بھی آپ لوگوں کے تمام مصائب و تکلیفات میں شریک ہوں، ان حادثات کی اگر کوئی قیمت ہوسکتی ہے تو یہی کہ ہم اُن سے سبق حاصل کریں اور ان سے صحیح یقینی، صاف اور بے غبار نتائج اخذ کریں، یہ المناک حادثہ جس کی ہم نے اپنی عزت و وقار اور اپنے علاقہ نے بڑی سے بڑی قیمت ادا کی ہے اس کا کوئی فائدہ ہوسکتا ہے اور اس میں کوئی روشن پہلو نکل سکتا ہے تو یہی کہ ہم اس سے عبرت نصیحت اور سبق حاصل کریں، میں اس کے اسباب کی تفصیل نہیں بیان کرنا چاہتا، نہ اس موضوع پر کوئی لمبی بات کرنا چاہتا ہوں، یہ بہت پامال اور مشہور و معروف موضوع ہے ممکن ہے اس سے اکتاہٹ پیدا ہوجائے۔

ان المناک حادثات کا سب سے پہلا نتیجہ جس کو اچھی طرح ذہن نشین کرلینا ضروری ہے

www.abulhasanalinadwi.org

یہ ہے کہ لادینی اور ملحدانہ قیادتیں ناکام ہو چکی ہیں۔

لادینی اور ملحدانہ قیادتیں ناکام

ان حادثات نے روز روشن کی طرح واضح کر دیا ہے جس میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں رہ گئی ہے کہ لادینی قیادتیں جو عربوں و مسلم اقوام و قبائل پر مسلط ہو گئی تھیں اپنے تجربہ میں ناکام ہو گئیں، اگرچہ میں اس کو تجربہ نہیں سمجھتا بلکہ یہ طے شدہ پروگرام، سوچے سمجھے منصوبے، دانستہ اور ارادی کارستانیوں اور سازشوں کا نتیجہ ہے۔

یہ قیادت صرف فلسطین کا مسئلہ حل کرنے ہی میں ناکام نہیں ہوئی ہے بلکہ اپنی قوم کی سلامتی کی حفاظت اور ملک کی عزت و وقار اور ان کے حدود کی حفاظت میں بھی ناکام رہی۔ کہا جا سکتا ہے کہ ان ترقی پسندانہ نظریات پر مبنی قیادتوں کو کچھ رعایت ملنی چاہیے جو ترقی یافتہ، متمدن اور انقلابی عہد کے تقاضوں کے ساتھ ہم آہنگی کی کوشش کر رہی ہیں، اور غیر مرئی اور غیبی عوامل کو تسلیم نہیں کرتیں بلکہ صرف موجود اور مرئی حقائق پر یقین و اعتماد رکھتی ہیں، ان کو اس کا موقع ملنا چاہیے کہ وہ درپیش مسائل اور عرب قوم کی قیادت کے میدان میں اپنا کردار ادا کر سکیں ـــــ تو یہ بھی ہو چکا، اللہ نے ان کو میدان میں آنے اور اپنی صلاحیتوں کو آزمانے کا پورا پورا موقعہ دیا، دانا و بینا پروردگار کی اس میں بھی ایک حکمت ہے کہ یہ قیادتیں اپنے ترکش کا آخری بہترین، تیز ترین اور قوی ترین تیر بھی استعمال کر کے دیکھ لیں، اللہ کی مشیت یہ رہی کہ یہ قیادتیں ان تمام بہتر سے بہتر وسائل سے مستفید ہوں جن کا ذکر تاریخ کے کسی زمانہ میں بھی ملتا ہے، یا جن تک فکر انسانی کی رسائی ہو سکتی ہے اور جن کا وجود روئے زمین پر ممکن ہے اور ان تمام اسلحہ سے مسلح ہوں جن سے روئے زمین کی کوئی بھی طاقت

www.abulhasanalinadwi.org

بہرہ ور رہی ہے، قدرت نے کسی چیز میں بخل نہیں کیا، ان کی آرزوؤں میں رکاوٹ نہیں ڈالی، رائے عامہ کی تشکیل، ادب و صحافت کے استعمال، اداروں کی تنظیم اور نظریات و خیالات کی ترویج و اشاعت کے لئے ان کو جدید بہتر اور مؤثر ذرائع و وسائل مہیا کئے گئے، اللہ کی حکمت بالغہ ــــ جس کی گہرائی اور گیرائی کا کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا ــــ کا تقاضا یہی تھا کہ وہ طاقتیں جو اپنے کو اس عہد کی قیادت کا اہل سمجھتی تھیں، اور قوم کی رہنمائی کی دعوے دار تھیں اس زمانہ کی بہترین ایجادات و اختراعات ان کی دسترس میں ہوں اور وہ ان کو استعمال کرکے بھی دیکھ لیں، قیادت کا میدان ان کے لئے خالی ہو اور بغیر کسی خطرہ یا رکاوٹ کے پورے سازوسامان، ذہن و دماغ، اور اعلیٰ صلاحیتوں کے ساتھ ان کو اپنے جوہر دکھانے کا موقع ملے لیکن اس کے باوجود ان کو انتہائی شرمناک شکست سے دوچار ہو ــــ جس کی مثال ــــ اگر انسانی تاریخ نہ کہا جائے تو بھی ــــ کم از کم مسلم تاریخ میں نہیں ملتی۔

عرب قوم اور مسلمانوں کے دامن پر بدنما داغ

آج کے وہ قائدین جنھوں نے عرب اقوام کے مسائل اور خاص طور سے مسئلہ فلسطین کو حل کرنے کا دعویٰ کیا تھا، یہ انسانی تاریخ کے ناکام ترین قائدین میں ہیں، مشیت الٰہی نے انھیں سنہرا موقع دیا تھا، جو شاذ و نادر ہی کسی قائد کو ملتا ہے، ان کے لئے میدان بالکل خالی تھا، راہ کی ساری رکاوٹیں ختم ہو چکی تھیں جن سے یہ گھبراتے تھے، وہ بھی میدان چھوڑ چکے تھے، لیکن نتیجہ کیا ہوا؟ انھوں نے عرب قوم کے دامن پر ایسا بدنما داغ لگا دیا ہے، جسے سات سمندروں کا پانی بھی نہیں دھو سکتا، یہ صرف عرب ہی نہیں بلکہ تمام مسلمانوں کے دامن پر بدنما داغ ہے۔

اس حادثہ کا یہ سب سے پہلا اور اہم سبق ہے، اسے فراموش نہیں کرنا چاہئے۔

www.abulhasanalinadwi.org

عربوں کی فطرت کے خلاف بغاوت

عرب قوم پر اللہ کی عنایت اور خاص رحمت یہ ثابت ہوئی کہ خلافِ اسلام رجحانات ونظریات رکھنے والے قائدین کو اس کا موقع ملا کہ وہ اپنے عزائم کو بروئے کار لاسکیں اور اپنے بنائے ہوئے پروگرام اور نقشوں کے مطابق عمل کرسکیں، اور پھر ناکام رہیں، عرب قوم کے لئے یہ مقدر ہوچکا ہے کہ وہ ہمیشہ اسلام کے پیغام کے ساتھ مربوط رہیں، اور اسی کے زیر سایہ ترقی کریں، حیرت انگیز طریقہ سے عرب کے سیاسی اسٹیج پر یہ رہنما نمودار ہوئے جنھوں نے عربوں کی فطرت کے خلاف بغاوت کی اور اسلام اور مسلمانوں کو پردہ کے پیچھے ڈھکیل دیا، اس طویل مدت میں یہ بھی ممکن تھا کہ قدرت کی طرف سے ان کے راستہ میں رکاوٹیں ڈالی جاتیں اور یہ اپنے منصوبوں کے مطابق کام نہ کرسکتے، لیکن ایسا نہیں ہوا، بلکہ ان کو پوری آزادی ملی اور جو جی میں آیا کرتے رہے، یہاں تک کہ عربوں کی نگاہوں میں روزِ روشن کی طرح یہ بات روشن ہوگئی کہ عرب کی بھلائی ان کے بس کی بات نہیں، اور یہ قیادت بدتوفیق، منحوس، بے نتیجہ اور بانجھ ہے۔

رسول اللہؐ کے حریفوں کا عبرت ناک انجام

محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے پیغام کی مخالفت کرنے والوں، آپ کی عالمی اور ابدی قیادت کو چیلنج کرنے والوں اور نبوت کا دعویٰ کرنے والوں کا ہمیشہ یہی انجام ہوا ہے، قرآن کی آیت کریمہ

إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ — بیشک آپ کا دشمن ہی بے نام و نشان ہونے والا ہے۔

گو میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بغض وحسد رکھنے والے اور آپ کی قیادت سے اختلاف کرنے والے قریش کے کسی اجڈ اور اکھڑ شخص کے لئے مخصوص نہیں مانتا، اسی طرح "ابتر" میرے

www.abulhasanalinadwi.org

خیال میں صرف نسلی اور نسبی انقطاع ہی کا نام نہیں بلکہ اس کا مفہوم اس سے بہت وسیع ہے، اس کا پورا مفہوم یہ ہے کہ :-

"اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) جو بھی آپ کا مخالف ہو، آپ سے دشمنی رکھے آپ کی عالم گیر قیادت کو چیلنج کرے، آپ کی قیادت سے قوم کا تعلق منقطع کر کے ان کی گردنوں پر خود مسلط ہو جائے، اور قوم کے ذہن و دماغ سے روحانیت کے مبارک عنصر کو خارج کرنا چاہے، اس کا انجام ہے بدتوفیقی، ناکامی، ذلت گمنامی اور بے نشانی"۔

یہی انجام ہوا مسیلمہ کذاب کا، اسود عنسی کا، طلیحہ اسدی کا، سجاح کا، ابوطاہر جنابی کا، عبید بن میمون کا، حسن بن صباح کا، بہاء اللہ ایرانی اور غلام احمد قادیانی کا ـــــ اور اسلام سے بغض و عداوت رکھنے والے انتہا پسند قوم پرست لیڈروں کا بھی ہر زمانہ میں یہی انجام ہوا ہے، اور جو شخص بھی اس امت پر ناجائز طور سے اور زبردستی غلبہ حاصل کرے گا اور امت کو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی ابدی قیادت سے الگ کرنے کی کوشش کرے گا اس کا انجام بھی وہی ہوگا، قرآن نے جس کی خبر دی ہے، اور تاریخ سے جس کی ابدیت ثابت ہے۔

مفسرین کو اللہ تعالےٰ جزائے خیر دے انھوں نے اس آیت کی تشریح میں جو کچھ لکھا ہے اس کے اعتراف و احترام کے ساتھ میں اس آیت کے مفہوم کو اس قدر محدود نہیں سمجھتا میرے نزدیک اس کا مفہوم وسیع ہے، اور یہ آیت اعلان کرتی ہے کہ "محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ہر حریف و رقیب اور آپ کی قیادت کو چیلنج کرنے والے ہر بدنصیب کا یہی انجام ہوگا"۔

تاریخ، عقل سلیم اور حوادث سے صحیح نتائج اخذ کرنے والا باشعور ذہن ان رہنماؤں کو ان ناکام تجربوں کو دوبارہ دہرانے کی اجازت اور اس کا موقع ہرگز نہیں دے سکتا، انسان کی انفرادی زندگی میں بھی ناکام تجربات کا دہرانا خطرناک ثابت ہوا کرتا ہے اور قوم کے

www.abulhasanalinadwi.org

قائدین کی غلطیوں کا اعادہ نوقوم کے مستقبل اور اس کے انجام کے لئے انفرادی زندگی کے محدود نقصان سے کہیں زیادہ مضرت رساں اور تکلیف دہ ہوگا۔

دوسرا سبق، خود غرض اور مفاد پرست رہنما

خود غرض اور مفاد پرست رہنماؤں کا یہ طریقہ جو اپنے نفس کی پرستش اور اقتدار کی اونچی کرسیوں کے سامنے سجدہ ریزی کو اپنا شعار بنائے ہوئے ہیں، جو اپنے اغراض اور اپنی خواہشات کی تکمیل میں کسی بھی چیز کو معیوب نہیں سمجھتے، جنھیں نہ دین و مذہب کا خیال ہے، نہ انسانیت کا پاس، نہ افراد کی آزادی کا لحاظ نہ دین و مذہب نہ آخرت پر یقین، نہ اپنے ذاتی فوائد کے سامنے کسی قومی و ملکی مصلحت کی فکر، نہ دوسروں کے خیالات و نظریات اور اصول و ضوابط پر اعتماد، نہ ان کا لحاظ، جو خود "اعلیٰ اقتدار" اور افکار و نظریات کے بت تراشتے ہیں، پھر انھیں کے سامنے سر بسجود ہو جاتے ہیں، اور ان کے سامنے کسی رائے، کسی نظریہ کو خاطر میں نہیں لاتے، اس قسم کے رہنما اور سربراہ اپنی قوم کے گناہوں کا نتیجہ ہیں، اور اسی کے پاداش میں ان پر مسلط کر دیئے گئے ہیں، قرآن ان کی صحیح اور سچی تصویر کشی کرتا ہے:۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي	بعض انسان ایسے ہیں جن کی بات دنیا کی زندگی
الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰي	میں بڑی بھلی لگتی ہے، وہ اپنے دل کی باتوں پر
مَا فِي قَلْبِهٖ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ○	اللہ کو گواہ بناتے ہیں، حالانکہ وہ سخت جھگڑالو
وَاِذَا تَوَلّٰي سَعٰي فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ	ہیں اور جب وہ قابو پاتے ہیں تو زمین میں ان کی
فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللّٰهُ	سرگرمیاں اس لئے ہوتی ہیں کہ اس میں فساد
لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ○ وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ	پھیلائیں اور جانوں اور کھیتوں کو برباد کریں

www.abulhasanalinadwi.org

اللہ اَخَذَتۡہُ الۡعِزَّۃُ بِالۡاِثۡمِ فَحَسۡبُہٗ جَهَنَّمُ ؕ وَلَبِئۡسَ الۡمِهَادُ ۝ (بقرہ: ۲۰۴-۲۰۶)

اور اللہ فساد پسند نہیں کرتا، اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ سے ڈرو تو غرور ان کو گناہ پر آمادہ کرتا ہے ان کے لئے تو بس جہنم ہی کافی ہے اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے۔

ان لیڈروں کی اس سے بہتر اور سچی تصویر اور کیا ہو سکتی ہے؟ اس کا ایک ایک جزو ان پر منطبق ہو رہا ہے، ان کی چکنی چپڑی باتیں سنئے، انسانیت، آزادی، جمہوریت، اشتراکیت، انسانی حقوق اور معاشرتی انصاف جیسے موضوعات پر ان کی ان کے حوار یین اور ان کے گرگوں کی رواں اور فصیح و بلیغ عبارتیں پڑھیے، عرب ممالک کے کسی بھی مرکز سے بہترین اور دل نواز نشریات سنئے، اخبارات میں شائع ہونے والی ان کی وجیہہ و شکیل تصویریں دیکھیے، آپ تعجب کریں گے کہ یہ وجیہہ اور بارعب سورما کیا اسرائیل سے شکست کھا سکتے ہیں؟

اگر آپ قرآن کی تصدیق اور اس کی عملی تفسیر چاہتے ہیں تو ذرا اخبارات میں گزشتہ واقعات کی تفصیل پر ایک نظر ڈال لیجیے اور ان حادثات سے ان رہنماؤں کے دل و دماغ پر جو اثرات مرتب ہوئے ہیں، ان پر غور کیجیے اور اسی طرح قرآن کی یہ آیت پڑھیے:۔

وَاِذَا رَاَیۡتَهُمۡ تُعۡجِبُكَ اَجۡسَامُهُمۡ ؕ وَاِنۡ یَّقُوۡلُوۡا تَسۡمَعۡ لِقَوۡلِهِمۡ ؕ كَاَنَّهُمۡ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ؕ یَحۡسَبُوۡنَ كُلَّ صَیۡحَةٍ عَلَیۡهِمۡ ؕ هُمُ الۡعَدُوُّ فَاحۡذَرۡهُمۡ (منافقون۔۴)

اگر تم ان کو دیکھو تو ان کے جسم تم کو بھلے لگیں گے اور وہ کچھ کہیں تو تم ان کی باتیں سنو گے جیسے وہ ٹیک لگائی ہوئی لکڑیاں ہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ ہر آواز انہی کے خلاف ہے وہی دشمن ہیں ان سے محتاط رہو

قرآن کی اس آیت میں ان کی صحیح اور حقیقی تصویر پوری طرح اور مجسم شکل میں آ جاتی ہے، یہ قرآن کا ابدی معجزہ ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

حالیہ واقعات سے ملنے والا یہ دوسرا سبق ہے۔

قرآن کہتا ہے کہ "جب یہ قابو پاتے ہیں تو ان کی ساری سرگرمیاں زمین میں فساد پھیلانے اور جان و مال برباد کرنے کے لئے ہوتی ہیں" ذرا ان ملکوں میں جان و مال کی بربادی پر نظر ڈالئے جہاں یہ خودسر اور خوفِ خدا سے آزاد حکمراں مسلط ہو گئے ہیں، جو جدید فلسفوں اور شیطانی نظریات کا پرچار کر رہے ہیں، انھوں نے اپنے ملکوں کو بالکل خالی کر دیا ہے جیسے موسم خزاں میں سرسبز و شاداب درخت پھولوں اور پتیوں سے بالکل خالی ہو جاتے ہیں، مصیبت کے مارے یہ ممالک بالکل ویران ہو گئے ہیں، تمام دینی و دنیاوی نعمتوں سے خالی، ان میں نہ بڑے بڑے علماء رہ گئے ہیں، نہ وہ ماہرین جن پر علاقہ فخر کرتا تھا، ان ممالک میں نہ آزادی ہے، نہ خود اعتمادی۔

ناقابل تلافی نقصان

خود اعتمادی جو انسان کی بہترین دولت ہے، اور ہر زمانہ میں انسان اس سے متمتع ہوتا رہا ہے، یہاں تک کہ قدیم فرمانرواؤں اور ظالموں نے بھی ان سے یہ دولت نہیں چھینی، لیکن نام نہاد "جمہوریتوں" اور "ترقی پسند قیادتوں" نے مسلم اور عرب اقوام کو اس دولت سے بھی محروم کر دیا، ان کی خود اعتمادی جاتی رہی، ان کو اپنی صلاحیتوں پر اعتماد ہے نہ اپنی عقل پر نہ اپنی کارگذاریوں پر، طالب علم میں اگر خود اعتمادی نہ ہو تو کتنا ہی ذہین ہو امتحان میں کامیاب نہیں ہو سکتا، فوج کا ایک سپاہی اگر تلوار نہ رکھتا ہو تو کوئی زیادہ فکر کی بات نہیں، بندوق نہ ہو، کوئی حرج نہیں، گولیاں ختم ہو جائیں جب بھی کوئی پریشانی کی بات نہیں، لیکن اگر اسے اپنے اوپر اعتماد نہ ہو، اپنے اصول و نظریات پر اعتماد نہ ہو، اپنے دین پر اعتماد نہ ہو تو اس کے پاس کچھ بھی نہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

اس قوم کو پہونچنے والا سب سے بڑا نقصان یہی ہے جس کی تلافی نہیں ہو سکتی۔

اقوام و ملل کی مثال رواں دواں نہروں جیسی ہے اس میں جھاگ اٹھتا ہے، پتھر آتے رہتے ہیں، لکڑیاں بھی بہتی رہتی ہیں اور نہر کی روانی میں کوئی فرق نہیں آتا۔

فَأَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاءً وَأَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ (الرعد-۱۷)

جھاگ خشک ہو کر اڑ جاتا ہے اور جو انسانوں کے لئے نفع بخش ہوتا ہے وہ زمین پر ٹھہر جاتا ہے۔

زندگی میں نہ مصائب و آلام کی چنداں اہمیت ہے نہ شکست و ناکامی کی۔

اہمیت ہے قوم کی خود شناسی اور خود اعتمادی کی ضمیر کی بیداری کی اور گرد و پیش کے صحیح شعور و ادراک کی۔

لیکن جب قوم کا احساس اتنا مردہ ہو جائے کہ اسے فتح و شکست کا فرق ہی نہ محسوس ہو اس کا شعور اتنا خام ہو کہ دوست و دشمن میں تمیز نہ کر سکے اسے نہ دشمن سے عداوت ہو، نہ دوست سے محبت تو ایسی قوم خود ہی اپنے لئے خطرہ اور اپنے آپ کی دشمن بن جاتی ہے۔

ہماری موجودہ قیادت نے ہم کو اس صلاحیت اور اس قوت کے خزانہ سے عاری اور بے بہرہ کر دیا ہے، حالانکہ اسی کی بدولت ہم نے تاریخ کے ہر دور میں ایسے حملوں اور مصیبتوں کا سامنا کیا ہے کہ کسی دوسری قوم کو ان سے سابقہ پڑتا تو وہ تاریخ کے صفحات کی زینت بن کر رہ جاتی لیکن اس امت نے پختہ ایمان، زندہ شعور اور اسی خود اعتمادی ہی کی وجہ سے تاریخ کے ہر موڑ پر بڑے بڑے مہیب اور مہلک حملوں کا مقابلہ کیا ہے ایک شکست خوردہ فوج بھی اگر ایمان، اور ایمانی اور نبوی تربیت کے پیدا کردہ اسلحہ سے عاری نہ ہو تو اس کی ہمت پست نہیں ہو سکتی، اور بالآخر کامیابی اس کے قدم چومے گی، کیا آپ نے

www.abulhasanalinadwi.org

غزوۂ حمراء الاسد کا واقعہ نہیں پڑھا؟ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب (رضوان اللہ علیہم اجمعین) زخموں سے چور غزوۂ احد سے واپس ہوتے ہیں، انھوں نے ابھی میدان جنگ کی گرد بھی نہیں جھاڑی ہے، اسی کٹھن موقعہ پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آگے بڑھ کر قریش سے دوبدو ہونے کا حکم دیتے ہیں، کامیابی کے نشہ میں جن کے دماغ آسمان پر پہونچ رہے تھے۔

دنیا کی کسی بھی فوج کو اتنے زخم لگے ہوئے ہوں تو وہ دوبارہ حملہ کرنے کی جرأت نہیں کر سکتی تھی، لیکن وہ لوگ دوبارہ مقابلہ کے لئے بڑھے، اگرچہ مقابلہ نہیں ہوا، کیونکہ قریش الٹے پیروں واپس ہو گئے۔

تیسرا سبق

ان حوادث سے ہمیں اندازہ ہوتا ہے کہ ہماری زندگی غلط پٹری پر پڑ گئی ہے، اور ضرورت اس کی ہے کہ ہم پہلی فرصت میں اس غلطی کو تلاش کرکے اس کی تلافی کریں، جب تک یہ غلطی باقی ہے، جب تک کشتی میں کوئی سوراخ ہے جس سے پانی ابل رہا ہے، زندگی کی کشتی خطرہ سے باہر نہیں آسکتی، آج عرب اقوام اور ان کی قیادتوں کی مثال اسی کشتی کے سواروں جیسی ہے جس کے پیندے میں سوراخ تھا، اور پانی آرہا تھا، لیکن کشتی کے سوار خیالی بحری قزاقوں سے بچنے کی فکر میں تو پریشان رہے لیکن اس سوراخ سے غافل رہے ایسی کشتی اور ایسے سواروں کا انجام کیا ہو سکتا ہے؟

"شمشیر و سناں اول طاؤس و رباب آخر"

حکومتوں اور انسانی معاشرہ کی تاریخ کا مطالعہ کیجئے، ایک قوم اٹھتی ہے اور ایک

www.abulhasanalinadwi.org

طاقت ور اور شان و شوکت کی حکومت قائم کرتی ہے، ابتدا میں ان کی طبائع پر جرأت بہادری، استقلال اور متانت کا اثر غالب رہتا ہے، وہ دھن کے پکے اور محنت و مشقت کے عادی ہوتے ہیں، پھر ان میں کمزوری پیدا ہونے لگتی ہے ان کی ہمتوں اور ان کے عزائم میں گھن لگ جاتا ہے، رفتہ رفتہ یہ روگ رگ رگ میں سرایت کر جاتا ہے، پھر یہ قومیں ہوا و ہوس اور خواہشات نفسانی کو چھوٹ دے دیتی ہیں، عیش و تنعم اور تفریحات کے وسائل و اسباب بہت زیادہ ہو جاتے ہیں، موسیقی، رقص و سرود، تصویریں اور جنسی جذبہ کو تسکین دینے والی دوسری اشیاء کی کثرت ہو جاتی ہے، یہ ان کی حکومت اور قومی عزت و شرف کا آخری وقت ہوتا ہے، اقبال نے اسی تاریخی حقیقت کو ان الفاظ میں ادا کیا ہے ؎

آ تجھ کو بتاؤں میں تقدیر امم کیا ہے
شمشیر و سناں اول طاؤس و رباب آخر

جب پورا معاشرہ، پوری قوم اور حاکم طبقہ اس فساد کا شکار ہو جائے، وہ لہو و لعب رقص و سرود اور عیش و عشرت میں ڈوبا رہے، ہنسی مذاق کو سنجیدگی اور متانت، اور دل بہلانے والے کاموں کو بہادری، مردانگی، عزیمت اور استقلال پر ترجیح دینے لگے تو اس کا نتیجہ سوائے تباہی کے اور کیا ہو سکتا ہے۔

تاریخ کا ایک ورق

عباسی حکومت اور تاتاریوں کے حملہ کی تاریخ دیکھئے، بغداد کے رہنے والے محلات و قصور میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے میں لگے رہے، انواع و اقسام کے کھانوں اور مشروبات کی ایجاد پر اپنی ذہانت صرف کرتے رہے، لہو و لعب میں منہمک رہے، نمازوں اور

www.abulhasanalinadwi.org

دوسری شرعی پابندیوں کا خیال و لحاظ دماغ میں رہا نہیں، مغنیات اور رقاصاؤں کے رقص و سرود میں ہمہ دم مشغول رہے، اس کا نتیجہ کیا ہوا؟

مشرق اقصی کے قراقرم سے تاتاری نکلے اور بغداد کے ساتھ جو کچھ کیا وہ سب کو معلوم ہے۔

مغلوں کا زوال

ہندوستان میں مغل حکومت کی کہانی بھی ویسی ہی ہے، مغلوں نے ہندوستان میں چار صدیوں تک اس شان و شوکت اور رعب و قوت سے حکومت کی ہے کہ ہندوستان کی تاریخ میں اس کی نظیر نہیں ملتی، اس نے پورے برصغیر کو ایک سرے سے دوسرے سرے تک اپنے زیرنگیں کرلیا، یہاں کی تمام طاقتیں مغل حکومت کے سامنے جھک گئیں، لیکن جب اس مضبوط حکومت میں ضعف و پیری کے آثار ظاہر ہونے لگے تو امراء اور ذمہ داران حکومت کی حالت یہ ہوگئی کہ انھیں تفریحات اور دل بہلانے والے کاموں سے فرصت ہی نہیں ملتی تھی، وہ ہر وقت ظاہری شان و شوکت اور عیش و تنعم میں مشغول رہتے تھے، نادر شاہ جس نے ایران میں نئی اور جواں ہمت حکومت قائم کی تھی، اس نے ہندوستان پر بہت چھوٹے اور معمولی لشکر کے ساتھ حملہ کیا، اس کو کہیں سے کسی قسم کی امداد یا کمک کی امید نہیں تھی، اور چاروں طرف سے ہندوستانی اور مقامی طاقتوں اور فوجوں سے گھرا ہوا تھا، لیکن وہ سخت جان اور محنت و مشقت کا عادی تھا، اس کے مقابلہ میں ہندوستان کا مغل بادشاہ محمد شاہ جو تفریحات اور عیش و عشرت میں انہماک کی وجہ سے "رنگیلے" کے نام سے مشہور تھا، جب اس کو نادر شاہ کے حملہ کی خبر ملی تو اپنے محل کی چھت پر گیا اور حسرت بھرے لہجہ میں کہا ۔

www.abulhasanalinadwi.org

اپنی غلطی تلاش کیجئے

ہمیں بھی اپنی غلطی اسی لہو ولعب کھیل کود، ناز ونعمت تفریحات اور دلفریبیوں سے بھرپور زندگی میں تلاش کرنی چاہیے، جس زندگی کا دار و مدار ان رنگینیوں، رعنائیوں اور دلفریبیوں پر ہو وہ کسی شدت، کسی خطرہ اور کسی بھی نئی اور مشکل صورت حال کا مقابلہ نہیں کر سکتی، اس سے یہ امید کبھی نہیں کی جا سکتی، نہ یہ ممکن ہے کہ وہ کسی بیرونی حملہ کا مقابلہ کرے، اپنی عزت وشرف اور اپنے وقار کا دفاع کر سکے اور کارزارِ حیات میں اپنا حق ادا کر سکے، اعلیٰ اخلاقی اقدار سے خالی زندگی اور ہمارا تیز رفتاری کے ساتھ اور مسلسل و متواتر اخلاقی زوال یہی ہمارے لئے سب سے بڑا خطرہ ہے، رومیوں اور ایرانیوں کے خلاف قدیم عربوں کی کامیابی بلاشبہ ان کے ایمان کی رہین منت رہی ہے، میں اسے مانتا ہوں اور سب سے پہلے مانتا ہوں، لیکن ان کی فتح اور غلبہ کے اسباب میں ایک اہم سبب ان عربوں کی سخت کوشی بھی تھی۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد اسی امت کے سب سے بڑے مربی حضرت عمرؓ بن خطابؓ کی تاکید تھی "سخت ہو جاؤ، گھوڑوں کی ننگی پیٹھ پر سوار ہوا اور اچھل کر سوار ہو" لیکن آج ہماری زندگی میں سخت کوشی کہاں ؟

عرب نوجوان کا ماضی اور حال

عرب نوجوانو! مشرقی اقوام کو تم ہی نے زندگی میں سخت کوشی اور محنت ومشقت برداشت کرنا سکھایا تھا، عیش وعشرت سے بے نیازی، شدائد کی برداشت اور بہادری

www.abulhasanalinadwi.org

وشہسواری میں تمہاری زندگی مثالی سمجھی جاتی تھی، ہم ہندوستان سے آتے ہیں تو ہماری آنکھیں ان اصیل اور برق رفتار گھوڑوں کو تلاش کرتی رہتی ہیں، جن کا ذکر بار بار اور کثرت کے ساتھ دیوان حماسہ، عربوں کے اشعار اور ان کی قدیم داستانوں اور حدیث اور سیرت کی کتابوں میں پڑھ چکے ہیں، لیکن کہاں ہیں، آج وہ شوخ و شنگ گھوڑے اور وہ ماہر اور جری شہسوار؟ آج ہماری حالت یہ ہے کہ ہم چند قدم پیدل نہیں چل سکتے، دھوپ میں چلنا ہمیں شاق گذرتا ہے، کسی قسم کی سختی یا تکلیف برداشت کرنا ہمارے لئے ممکن نہیں۔

ذرا یہودی نوجوانوں کو دیکھئے اور اپنی حالت سے ان کی حالت کا مقابلہ کیجئے، محترم مفتی امین الحسینی (مفتی اعظم فلسطین) یہاں موجود ہیں، ان سے یہود کی حالت معلوم کیجئے، وہاں یونیورسٹی کے ہر طالب علم کے لئے سالانہ چھٹیوں میں ایک متعین مسافت پیدل دھوپ میں طے کرنا ضروری ہے، یہ یہودی پہلے سستی، کاہلی اور نزاکت میں مشہور ہوا کرتے تھے، لیکن آج دنیا بدل گئی۔

تفریحات اور لہو ولعب کی طبعی خاصیت

ان تفریحات اور لہو ولعب کی طبعی خاصیت ہے، سستی، کاہلی، پست ہمتی، سہل پسندی، اس لغویات بھری زندگی کا طبعی انجام ہے شکست اور ناکامی۔

ہمیں چاہیئے کہ فتح و شکست کے ان اسباب کو تلاش کریں جو قرآن نے بیان کئے ہیں، رسول اللہ ؐ نے بیان کئے ہیں، اور جن کو مسلم قائدین نے ہمیشہ حرز جاں بنایا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

صدرِ ناصر کی مخالفت کیوں؟

۵ر جون ۶۷ء کی جنگ اور عربوں کی شکست
کے سلسلے میں مصنف نے پیہم جو تنقیدی مضامین
لکھے اور عالم عربی کے مختلف شہروں میں جو تقریریں
کیں ان میں قدرتاً صدر ناصر کی قیادت اور
ان کے رویے اور کردار پر بھی تنقید تھی، اس سے
ہندوستان کے بعض دینی حلقوں اور مسلم اخبارات
میں یہ سوال اٹھایا گیا کہ صدر ناصر کی اتنی سخت
اور پیہم مخالفت کیوں؟ یہ مضمون اس کے
جواب میں لکھا گیا اور "ندائے ملت" لکھنؤ
میں شائع ہوا۔

www.abulhasanalinadwi.org

مجھے اس کا اقرار ہے

میں ہندوستان میں صدر ناصر کا بہت بڑا مخالف سمجھا جاتا ہوں اور تعجب نہیں اگر بہت سے لوگ مجھے اس ملک میں ان کا سب سے بڑا مخالف سمجھتے ہوں، مجھے بھی اس کا اقرار ہے کہ میں دس بارہ برس سے ان کا شدید مخالف اور ناقد رہا ہوں، اور عربی، اردو دونوں زبانوں میں، نیز تقریر و تحریر کے ذریعہ ان پر شدید تنقید کرتا رہا ہوں، میں اپنے اس طرزِ عمل کے بارے میں کسی معذرت اور تاویل کی ضرورت نہیں سمجھتا، البتہ بعض غلط فہمیوں کے ازالہ کے لئے کسی قدر وضاحت و تفصیل کی ضرورت محسوس ہوتی ہے، اس سلسلہ میں اگر اپنی حقیر ذات سے متعلق بھی کچھ عرض کرنا پڑے اور "جگ بیتی" میں تھوڑی سی "آپ بیتی" بھی آجائے تو امید ہے کہ اس کو ایک ضرورت و مجبوری سمجھ کر گوارا کیا جائے گا۔

نہ غلط فہمی نہ خام خیالی

صدر ناصر سے میری مخالفت کی بنیاد عام طور پر یہ سمجھی جاتی ہے کہ وہ قومیت عربیہ کے اس وقت سب سے بڑے علمبردار ہیں، اور میں اس کا شدید مخالف، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ میں قومیت عربیہ کو اس کے اعتقادی اور فلسفیانہ تصور کے ساتھ، جو مغربی "نیشنلزم" کا حقیقی مفہوم اور مزاج ہے، عالمگیر اخوتِ اسلامی اور "جامعہ اسلامیہ" کا رقیب اور حریف سمجھتا ہوں، اور اس بارہ میں تاریخ و سیاست کے ایک طالب علم اور دنیا کے تجربات و واقعات سے سبق لینے والے ایک انسان کی حیثیت سے کسی غلط فہمی اور خام خیالی میں مبتلا نہیں ہوں، اور نہ کسی جماعتی تعصب و فقیہانہ تشدد

www.abulhasanalinadwi.org

کا شکار ہوں، اس اندیشہ کی تصدیق کے لئے عرب قوم پرست رہنماؤں کی تحریروں، تقریروں اور ان کے اعلانات و بیانات کی شہادت کافی ہے، جس کا ایک حصہ میں نے اپنے اس رسالہ میں بھی نقل کیا ہے جو "عرب قوم پرستی اسلامی نقطۂ نظر سے خطرناک کیوں؟" کے نام سے ستمبر ۱۹۶۴ء میں شائع ہوا تھا، اور میں نے اس کی چند محدود کاپیاں حال ہی میں مخصوص اہل علم اور ممتاز اصحاب کے پاس بھجوائی ہیں، اس قوم پرستی کی تخریبی صلاحیت اس کی ہلاکت آفرینی، اس کی انانیت پروری، اور اس کی جارحانہ فطرت کے متعلق جدید سیاسی لٹریچر میں اتنا لکھا جا چکا ہے کہ اس پر اب کسی اضافے کی گنجائش نہیں ہمارے اس دور میں خود مغرب میں اس کو رجعت پسندی اور فرسودہ خیالی کی علامت سمجھ لیا گیا ہے، ایک مسلمان کی حیثیت سے جس کا عقیدہ "اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ" پر ہے، اور جو نسل آدم کی اخوت و مساوات اور "لا فضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی الا بالتقوی" کا قائل ہے۔

یہ فرض ہے کہ دنیا کے کسی گوشے اور خصوصیت کے ساتھ وسیع دنیائے اسلام کے کسی دور دراز حصے میں بھی قومیت کا نعرہ بلند کیا جائے تو وہ اس سے نبرد آزما اور برسرِ پیکار ہو جائے، اسی بنا پر ان قائدین نے جن کو اسلامی حمیت اور ایمانی فراست سے حصۂ وافر ملا تھا، ترک قوم پرستی، ایرانی قوم پرستی، افغانی قوم پرستی، یہاں تک کہ ہندوستانی نیشنلزم تک کی مخالفت کی۔

چو کفر از کعبہ برخیزد

لیکن یہ نعرہ جب اس سرزمین سے بلند کیا جاتا ہے، جہاں دنیا کے بتکدوں کے

www.abulhasanalinadwi.org

بجائے خدا کا گھر بنایا گیا تھا، اور جس کو اس دعوتِ اخوت و پیغامِ انسانیت کا آخری اور سب سے مضبوط حصار قرار دیا گیا تھا، تو ایک ایسے شخص کے لئے جس کو اس کا یقین ہے کہ اسلام خدا کا آخری دین اور عرب اس کے حامل و امین ہیں، یہ بات برداشت سے باہر ہو جاتی ہے کہ وہ اس کو کسی بڑے سے بڑے سیاسی یا مادی مفاد کی خاطر نظر انداز کر دے، اور وہ ایک ذہنی و روحانی کرب کے ساتھ بے اختیار پکار اٹھتا ہے کہ ؎

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی؟

اخوتِ اسلامی کی حریف نبوتِ محمدیؐ کی رقیب

اس قوم پرستی میں جب قدیم تہذیب کے احیاء کی سرمستی، اور آباء پرستی کا عنصر بھی شامل ہو جاتا ہے تو وہ نہ صرف اخوتِ اسلامی کی حریف، بلکہ نبوتِ محمدی کی رقیب بھی بنتی نظر آتی ہے، وہ جس رفتار سے ترقی کرتی ہے، اسی رفتار سے محمد رسول اللہ کی سیادت و امامت کا عقیدہ، اور ان کے "دانائے سبل" "ختم الرسل" اور "مولائے کل" ہونے کا اعتقاد بھی کمزور ہوتا چلا جاتا ہے، یہ سب اندیشہ ہائے دور دراز اور تخیل پرور ذہانت کے کرشمے نہیں ہیں، وہ حقائق ہیں جن کا غالی عرب قوم پرستوں کے مضامین، پرجوش عرب نوجوانوں کی مجلسوں اور مصر و شام کی ادبی اور سیاسی مجلسوں میں ہر وقت مشاہدہ کیا جا سکتا ہے، اور ہمارے محدود علمی ذخیرے میں اس کا خاصا حصہ محفوظ ہے، صدر ناصر کی ذات سے اس عرب قوم پرستی کو جو قوت و تازگی اور جو بین الاقوامی اہمیت حاصل ہوئی اس سے کوئی انصاف پسند انکار نہیں کر سکتا، اس بنا پر اگر کوئی ایسا شخص جو عربوں کو اسلام کا راس المال، اور ان کی مقدس سرزمین کو دنیائے اسلام کا روحانی

www.abulhasanalinadwi.org

دارالسلطنت اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا قلعہ سمجھتا ہے، بے چینی محسوس کرے، اور اس کے قلب و قلم سے کچھ آہ و فغاں نکل جائے تو تعجب کی کوئی بات نہیں کہ۔ ع

دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت درد سے بھر نہ آئے کیوں؟

ایک بڑی دینی سعادت

میرے لئے اس عرب قوم پرستی کی بنیاد پر صدر ناصر کی مخالفت ایک بڑی دینی سعادت تھی اور ہے اور میں اس پر کوئی شرمندگی محسوس نہیں کرتا، لیکن میری مخالفت کی بنیاد تنہا یہ بات نہیں انصاف کی بات یہ ہے کہ شام کے بعض لیڈر اور عراق کے متعدد قوم پرست مفکر اور صاحب قلم، اس بارے میں صدر ناصر سے زیادہ غلو رکھتے ہیں، انھوں نے اس کو ایک فلسفہ کے طور پر، اور اسلام کے متوازی ایک نظام کی حیثیت سے پیش کیا، اس کے متعدد نمونے میری کتاب "مسلم ممالک میں اسلامیت اور مغربیت کی کشمکش" میں آچکے ہیں، لیکن میں ان میں سے کسی کو عالم عربی کی روح، اور دنیائے عرب کی آئندہ نسلوں کے لئے اتنا خطرناک نہیں سمجھتا کہ ان کو اپنی مخالفت و تنقید کا مستقل موضوع بناؤں، اور ان پر بار بار توجہ کروں۔

لامذہبیت، مادیت اور کمیونزم کا نقیب اور داعی

صدر ناصر سے میری مخالفت کی بنیاد اس سے کہیں زیادہ گہری، وسیع اور معنی خیز ہے، وہ تنہا قومیت عربیہ کے علمبردار نہیں، وہ عالم عربی میں ایک بنیادی، ہمہ گیر اور نہایت دور رس تبدیلی کے داعی اور علمبردار ہیں، وہ عالم عربی کا رخ اس مرکزی نقطہ سے ہٹا کر، جو اس کے فکر و عمل، شوق و تمنا، اور جذبہ و جوش کا قبلہ رہا ہے، ہمہ گیر مادیت اور لامذہبیت کی طرف

www.abulhasanalinadwi.org

پھیرنا چاہتے ہیں اور اس مقصد کے حصول کے لئے وہ ایسے دوررس اور وسیع انتظامات اور تبدیلیاں کررہے ہیں جن کا اثر (اگر کوئی عظیم انقلاب اور غیر معمولی واقعہ پیش نہ آیا تو) نسلوں اور صدیوں تک قائم رہے گا، ان کو اس مقصد کے حصول کے لئے وہ وسائل و مواقع اور وہ اثر ورسوخ بھی حاصل ہوگیا ہے، جو اس وقت تک کمال اتاترک کی ترکی میں قیادت کے مختصر دور کو مستثنیٰ کرکے ابھی تک کسی اسلامی ملک کے قائد یا سربراہ کو حاصل نہیں ہوا تھا، اور وہ پورے عزم و تنظیم، اور ایک سوچی سمجھی اسکیم کے ساتھ اس منزل کی طرف رواں دواں ہیں، وہ نہ صرف مصر بلکہ پورے مشرق وسطیٰ میں کمیونزم کے سب سے بڑے نقیب اور سب سے مؤثر داعی ہیں، وہ اگرچہ ہمیشہ "اشتراکیت عربیہ" اور اب کچھ عرصے سے "اشتراکیت علمیہ" کا نام لیتے ہیں، لیکن درحقیقت ان کی منزل مقصود اور ان کا منتہائے نظر، اشتمالیت یا کمیونزم ہے۔

ہندوستان کے طبقۂ علماء سے گلہ

افسوس ہے کہ ہمارے ہندوستان کے بہت سے اہلِ علم، ممالک عربیہ کے جدید تغیرات اور تازہ واقعات سے پورے طور پر واقف نہیں، ان کو اندازہ نہیں کہ اس مدت میں وہاں کیا فکری اور ذہنی انقلاب رونما ہوگیا، اور معاملہ کہاں سے کہاں پہنچ گیا ہے، ان کا ذریعۂ معلومات زیادہ سے زیادہ مصر وشام کے چند مذہبی رسالے، اور علمی و فقہی تصنیفات، یا وہ معلومات ہیں، جن کی ان ملکوں کے سفارت خانے اشاعت کرتے رہتے ہیں، وہ سمجھ رہے ہیں کہ وہاں جو کچھ ہو رہا ہے، وہ صرف سرمایہ دار طبقے کی چند ناانصافیوں کا خاتمہ، مصری معاشرہ کی اصلاح اور معاشی زندگی کی تنظیم ہے، ان میں سے بہت سے لوگ اب بھی اس طرزِ عمل کے لئے

www.abulhasanalinadwi.org

قرآن مجید کی آیات سے استدلال، اور حضرت ابوذر غفاریؓ کی زندگی سے مثال پیش کرتے ہیں۔

مصر کی اشتراکیت کو روس کی سند قبولیت

حالانکہ اب مصر کی "اشتراکیت" کو خود سوویت دیس کے ذمہ دار اور سربراہ سند دے چکے ہیں، اور وہ اس کی پیش رفت و ترقی اور حکمت عملی سے بالکل مطمئن ہیں، میں یہاں پر روسی ذمہ داروں اور کمیونزم کے سرکاری نمائندوں کے چند بیانات پیش کرتا ہوں:-

"سوویت نیوز" رسالہ نے اگست ۱۹۶۶ء کے شمارے میں متحدہ عرب جمہوریہ میں اشتراکیت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:-

"متحدہ عرب جمہوریہ نے اپنے جن اہم اور بنیادی منصوبوں کا اعلان کیا ہے اور جن میں سوشلسٹ سماج کی تعمیر بھی شامل ہے، ان کو سوویت عوام کی مکمل تائید و حمایت حاصل ہے اور وہ اس کی پوری طرح قدر کرتے ہیں۔"

آگے لکھتا ہے:-

"واقعہ یہ ہے کہ متحدہ عرب جمہوریہ اور سوویت یونین کے تعلقات، عام تعاون کے دائرے سے بلند ہیں، وہ سیاستِ خارجیہ میں لینن کے اصولوں کی بنیاد پر قائم ہے۔"

مصر کے قومی منشور "المیثاق الوطنی" پر تبصرہ کرتے ہوئے کوسی گن نے اپنی جو رائے ظاہر کی تھی، اس کو مصر کے مشہور اخبار "الأهرام" (یاد رہے کہ مصر میں تمام اخبارات قومیائے جا چکے ہیں) نے ان الفاظ میں نقل کیا ہے:-

"میثاق وطنی کی ایک اہم اور اصولی دستاویز کی حیثیت سے ہماری نظر میں بڑی اہمیت ہے۔" (الاہرام ۲۱ رمئی ۱۹۶۶ء)

www.abulhasanalinadwi.org

"سوویت نیوز" میں یہ بھی شایع ہو چکا ہے کہ انقلاب مصر کے چودھویں جشن کے موقع پر صدر بریزنیف اور وزیر اعظم کوسی گن نے جو تہنیتی پیغام بھیجے ان میں کہا گیا ہے کہ

"روسی، مصری قوم اور حکومت مصر کی ان کامیابیوں پر دلی مسرت کا اظہار کرتے ہیں، جو انھوں نے ایک اشتراکی اور جمہوری سماج کی تعمیر میں اپنی انتھک اور پیہم کوششوں کے ذریعہ حاصل کی ہیں۔"

مساجد اور مدارس دینیہ اشتراکی سماج کی معمار

ان کوششوں کی تفصیل کے لئے، جو خالص مذہبی اداروں (مساجد و مدارس دینیہ) سے لے کر، ادب، صحافت و سیاست کے حلقوں اور میدانوں تک پھیلی ہوئی ہیں، اور یہ معلوم کرنے کے لئے کہ موجودہ نسل کو نئے قالب میں ڈھالنے اور آنے والی نسلوں کو اسی معیار کے مطابق پیدا کرنے کے لئے کیسی پرعزم اور منظم کوشش ہو رہی ہے اس کی ضرورت تھی کہ کم سے کم اس دس برس کے عرصہ کے مصری اخبارات و رسائل کے فائلوں اور سرکاری منشورات و مطبوعات پر نظر ڈالی جائے، لیکن یہ بات چونکہ ہندوستان میں آسانی سے ممکن نہیں اس لئے یہاں صرف چند نمونے پیش کئے جاتے ہیں۔

مصر کے سرکاری اخبار "الجمہوریہ" میں ۱۵ر جولائی ۱۹۶۶ء کے شمارہ کے مذہبی ضمیمہ (الملحق الدینی) میں وزارت اوقاف کے ترجمان کا حسب ذیل بیان شائع ہوا:

"وزارت اوقاف قدرتی طور پر ایک ایسی یونیورسٹی میں تبدیل ہو گئی ہے جس کا مقصد اور جس کا مشن، عرب سماج میں سوشلسٹ اصولوں کا نفاذ ہے۔"

وہ آگے کہتے ہیں:-

www.abulhasanalinadwi.org

"جدید انقلاب کا مقصد یہ ہے کہ مساجد کو ایسا کر دیا جائے کہ وہ سوشلسٹ سماج میں اپنا کردار ادا کر سکیں، اور ایسا فرو صالح تیار کر سکیں جو جدید ترقی پسندانہ اور اشتراکی سماج میں حصہ لے سکے۔"

ڈاکٹر احمد کمال، مصر کے سرکاری مذہبی رسالہ "منبر الاسلام" میں لکھتے ہیں:۔

"ہر مسجد ایک ادارے کے ماتحت ہوگی، اور اس ادارے کی نگرانی عرب سوشلسٹ یونین کی مقامی شاخ کے سپرد ہوگی، اور یہ شاخیں ایک عمومی تنظیم کے ساتھ مربوط ہوں گی جن کا کام یہ ہوگا کہ وہ اپنے حلقوں میں سوشلسٹ ثقافت کے پروگراموں اور منصوبوں کو روشناس کرا سکیں۔"

کمیونزم کا عربی ایڈیشن

ان اقتباسات میں اگرچہ ہر جگہ اشتراکیت کی اصطلاح آئی ہے، اور بظاہر کمیونزم سے ایک مختلف نظریہ نظر آتا ہے، جس میں کمیونزم کی انتہا پسندی اور غلو نہیں ہے، لیکن یہ درحقیقت اشتمالیت اور کمیونزم کی پہلی منزل اور اس کا عربی ایڈیشن ہے، جس کو حالات کی مجبوری کی بنا پر اختیار کیا گیا ہے، اگر ایسا نہ ہوتا تو روس کے ذمہ دار اور راسخ العقیدہ رہنما کبھی اس پر اظہار اطمینان و خوشنودی نہ کرتے۔

اشتراکیت اور نامذہبیت کی ہمہ گیر کوشش کا نتیجہ

اشتراکیت اور نامذہبیت کی اس بھرپور ہمہ گیر اور منظم کوشش کا نتیجہ یہ ہے کہ اس دس بارہ برس کے عرصہ میں مصر و شام اور عراق میں خصوصیت کے ساتھ اور دوسرے عرب ممالک میں عمومیت کے ساتھ نوجوان اور تعلیم یافتہ طبقہ اندر سے اتنا بدل چکا ہے اور اس

www.abulhasanalinadwi.org

تیزی کے ساتھ بدلتا چلا جا رہا ہے کہ اس کا اندازہ یہاں بیٹھ کر کرنا مشکل ہے اگر ہمارے علماء دین ان کی بے تکلف مجلسوں میں شریک ہو کر ان کے اصلی خیالات اور اندرونی جذبات سنیں تو شاید وہ سر پکڑ کر بیٹھ جائیں کہ اس عرصہ میں اسلام کے اس بنیادی مرکز میں اتنا عظیم انقلاب رونما ہو چکا ہے، وہ انقلاب جس کو بعض اوقات صرف ذہنی و تہذیبی ارتداد نہیں بلکہ (سخت قلبی اذیت کے ساتھ) اعتقادی ارتداد بھی کہنا پڑے گا۔

اولاد ابراہیمؑ کی آذری و بت تراشی

یہ انقلاب جہاں کہیں بھی رونما ہوا اور جہاں کہیں بھی اس کے رونما ہونے کا خطرہ محسوس ہو، افسوسناک و تشویش انگیز ہے، لیکن جب یہ انقلاب ایک ایسے میدان میں رونما ہونے لگتا ہے، جس پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کی اولین و بہترین کوششیں صرف ہوئیں، اور جو ان کی تمناؤں کا مرکز اور قیامت تک آنے والی مسلمان نسلوں کی امید گاہ ہے، تو معاملے کی سنگینی اور تشویش کا پہلو بہت بڑھ جاتا ہے، جب ایک مسلمان، اولاد ابراہیمؑ کو آذری و بت تراشی کرتے ہوئے دیکھتا ہے، اور جن کو خدا نے دنیا کا مرکز اور جن کے شہر کو عالم اسلام کا قبلہ بنایا تھا، وہ کعبہ کا طواف کرنے کے بجائے، بار بار ماسکو کا احرام باندھتے، اور کریملن کا طواف کرتے ہوئے دیکھے جاتے ہیں، تو دنیا نگاہوں میں اندھیر ہو جاتی ہے، اور بے اختیار زبان و قلم سے فریاد نکل جاتی ہے ؂

دل عبث، لب بہ شکوہ دانہ کند   شیشہ تا نہ شکند صدا نہ کند

عالم عربی سے میرے گہرے روابط

میں اس کو اپنی بد قسمتی سمجھوں یا خوش قسمتی کہ مجھے عالم عربی کی کمزوریوں اور

بیماریوں اور اس کے سر پر منڈلانے والے خطرات سے واقفیت کے وہ مواقع حاصل ہوئے جو (خاص اسباب وحالات کی بنا پر) ہندوستان میں میرے محدود علم میں بہت کم لوگوں کو حاصل ہوئے ہوں گے، میری تعلیم و تربیت شروع سے عرب اساتذہ کے ماتحت ہوئی اور بد وشعور ہی سے اس سرزمین سے اپنے وطن کا سا انس اور واقفیت پیدا ہوگی، ۱۹۴۷ء سے پہلے مجھے ہندوستان سے باہر جانے کا اتفاق نہیں ہوا، لیکن عرب کی کسی سرزمین پر قدم رکھنے سے پہلے میں وہاں کی تحریکات، رجحانات، مکاتب خیال اور شخصیتوں سے اتنا واقف ہوگیا تھا کہ مجھے کسی عرب ملک میں... کبھی اجنبیت اور بیگانگی کا احساس نہیں ہوا، اس کے بعد باربار مجھے مشرق وسطی کے دورے کا موقع ملا، اور تقریباً پوری عرب دنیا کی سیاحت کی، سیاح بھی زائرانہ نہیں محرمانہ، میں عربی دنیا کے تمام اہم مرکزوں میں مہینوں اور ہفتوں رہا ہوں، اور ایک فردِ خاندان کی حیثیت سے ان کی زندگی کے مطالعے اور ان کے حقیقی خیالات وجذبات سے واقفیت کا موقع ملا ہے، معذرت اور احساس ندامت کے ساتھ عرض کرنا پڑتا ہے کہ مجھے ان کے فطری محاسن ان کے قومی خصائص، ان کے خداداد کمالات، ان کی حسنِ طبیعت، ان کے سوزِ دروں، اسی کے ساتھ ان کی مشکلات، ان آزمائشوں، ان کے مسائل اور ان کے مصائب کا جیسا علم ہے، قدرتی طور پر بہت سے ان اصحاب کو نہیں ہے، جو اپنے علم وفضل، دین وتقویٰ، علمی کمالات یا سیاسی خدمات میں مجھ سے بدرجہا فائق اور میرے لئے لائق صد عزت واحترام ہیں، یہ کوئی کمال نہیں، حکمتِ الٰہی کی کرشمہ سازی ہے محض انعام نہیں، امتحان وآزمائش بھی ہے، عربوں کی عالی ظرفی طبعی شرافت، کریم النفسی، اور اخوتِ اسلامی کا کرشمہ تھا کہ انھوں نے مجھے ایک فردِ خاندان کی طرح، اپنے حالات پر تبصرہ وتنقید کرنے اپنے مسائل پر بحث کرنے، اور ان کا حل پیش کرنے کی اجازت دی، اور اس کو نہ صرف خندہ پیشانی

www.abulhasanalinadwi.org

اور بشاشت کے ساتھ سنا، بلکہ ان خیالات کی اشاعت اور توسیع کی مخلصانہ کوششیں کیں۔

عربوں کی کمزوریوں، خامیوں اور کوتاہیوں پر آزادانہ تنقید

۲۳ جولائی ۱۹۵۱ء کو میں نے دمشق یونیورسٹی کے ہال میں ممبرانِ پارلیمنٹ، اساتذہ جامعہ، علماء، اور عمائد شہر کے جلسہ میں جس کی صدارت یونیورسٹی کے عیسائی وائس چانسلر مشہور عرب فاضل قسطنطین زریق کر رہے تھے، فلسطین کے مسئلہ اور اس کے حل پر اپنا مقالہ پڑھا جو "فلسطین کے المیے کے بنیادی اسباب" کے نام سے دمشق، بیروت اور بغداد میں بار بار چھپا ہے، میں نے اس مقالہ میں موجودہ عربوں کی بنیادی کمزوریوں، ان کے رہنماؤں کی خامیوں، اور کوتاہیوں پر آزادانہ تنقید کرتے ہوئے مسئلہ فلسطین کا حل پیش کیا تھا، عربوں نے اس مشورے کو جو ایک مسافر اور غیر ملکی کی زبان سے پیش ہوا تھا، اور جس میں تنقید کی تلخی بھی تھی، نہ یہ کہہ کر رد کر دیا کہ "یہ ہمارے گھر کا معاملہ ہے، باہر کے کسی آدمی کو مشورہ دینے کا کیا حق ہے؟" اور نہ وہ اس صاف گوئی اور احتساب پر چیں بہ جبیں ہوئے، اسی طرح ۵۶ء میں موتمر اسلامی دمشق کے جلسے میں "مسئلہ فلسطین کا تعلق عالم اسلام کے دینی شعور کی بیداری سے" کے عنوان سے میں نے پھر ایک مقالہ پڑھا اور اس کی اسی طرح پذیرائی ہوئی، اسی طرح دمشق، بیروت، عمان، بغداد اور مکہ معظمہ میں عرب دوستوں کے سامنے اپنے ناقدانہ خیالات، اپنے مخلصانہ مشورے اور اپنے تاثرات وجذبات پیش کرنے کا بار بار اتفاق ہوا اور انھوں نے ہمیشہ فراخ دلی اور عالی ظرفی کا ثبوت دیتے ہوئے ان کا پرجوش خیر مقدم کیا۔

"نوا مری عربی رہی"

یہ ذاتی داستان جس کا سنانا میرے لئے کچھ زیادہ خوشگوار و آسان کام نہیں ہے،

www.abulhasanalinadwi.org

اس لئے پیش کی گئی کہ ناظرین کو معلوم ہو جائے کہ میں نہ عربی دنیا سے بیگانہ اور اجنبی ہوں نہ میری معلومات سکنڈ ہینڈ ہیں، اور نہ میں نے عرب رہنماؤں پر تنقید کا کام اور عربوں کی زندگی کے احتساب کا فریضہ، ان کے مصائب اور ان کی ناکامیوں کے اسباب پر بحث کا سلسلہ صرف عرب و اسرائیل کی اس جنگ کے موقع پر شروع کیا ہے، اور نہ میں اچانک اور بے وقت اس میدان میں آ گیا ہوں، میں اپنے کو (ایک مسلمان کے رشتہ سے بھی اور عربی ثقافت کے ناطے سے بھی) اس وسیع و عظیم عرب خاندان کا جو مراکش سے بغداد تک پھیلا ہوا ہے ایک فرد سمجھتا ہوں، میں ان کے دکھ سکھ میں شریک ہوں، میری قسمت ان کی قسمت سے وابستہ ہے، ان کی عزت سے میری عزت اور ان کی ذلت سے میری ذلت ہے، میرے تخیلات کی دنیا، میری تمناؤں کا مرکز، میرے طائر روح کا حقیقی نشیمن، عرب کی محبوب سرزمین، اس کی زبان و ادب اور اس کی تہذیب و ثقافت رہی ہے، عربی دنیا کے اس پورے اثاثہ اور سرمایہ پر (جس کی حفاظت اور سربلندی کے لئے قومیت عربیہ کا نعرہ بلند کیا جاتا ہے) میرا حق، کسی طٰہٰ حسین، کسی عقاد، کسی احمد امین یا کسی کرد علی سے کم نہیں، میرا خمیر اور میرا آب و گل ہندوستان کی سرزمین سے ہے، مجھے اس کا اعتراف بھی ہے اس پر فخر بھی لیکن میں نے اردو سے زیادہ عربی زبان کو اپنے اظہار خیال کا ذریعہ بنایا، اور مجھے اقبال کے الفاظ میں یہ دعویٰ کرنے کا حق ہے کہ ؎

میرا ساز گرچہ ستم رسیدۂ زخمہائے عجم رہا
وہ شہید ذوق وفا ہوں میں کہ نوا مری عربی رہی

عرب دنیا ایک فیصلہ کن دوراہے پر

مجھے بار بار جو چیز ہندوستان میں اس فغاں سنجی اور تلخ نوائی پر مجبور کرتی ہے،

www.abulhasanalinadwi.org

اور جس کی وجہ سے میں عالم عربی کی ان شخصیتوں پر بھی تنقید سے باز نہیں رہ سکتا جن کو عربی دنیا اور بیرونی ممالک میں بھی بڑی مقبولیت حاصل ہے، وہ میری یہ مجبوری ہے کہ میں ان خطرات سے آنکھیں نہیں بند کر سکتا جو موجودہ عالم عربی میں اسلام کو بحیثیت مکمل اور آخری دین کے اور عربوں کو اس کے پرجوش داعی، اور وفادار سپاہی کے درپیش ہیں، آج عالم عربی (ان انقلابی رہنماؤں اور فوجی ڈکٹیٹروں کی بدولت جو مصر و شام، عراق اور الجزائر پر قابض ہیں، افسوس کہ اب اس فہرست میں لیبیا اور سوڈان کا بھی اضافہ ہو گیا) ایک ایسے ذہنی بحران سے دوچار ہے، جس کی مثال ظہور اسلام کے بعد سے اس وقت تک نہیں ملتی، آج عرب دنیا ایک فیصلہ کن دوراہے پر کھڑی ہے، اگر موجودہ انقلابی قیادتیں، جو صرف ماسکو کی خیمہ بردار ہیں، کامیاب ہو گئیں تو خدانخواستہ عرب دنیا اسلام سے اتنی دور ہو جائے گی کہ پھر اس کو اسلام کی طرف لانے کے لئے کسی معجزے کے ظہور، اور کسی مسیحا نفس داعی اور مجدد کے پیدا ہونے کی ضرورت ہو گی، صرف اتنا ہی نہیں بلکہ اس کی خداداد صلاحیتیں، اور اس کی بے نظیر قوت عمل، اسلامی اثرات کے ازالہ میں صرف ہوں گی، جس کے آثار اس وقت بھی ان ممالک میں دیکھے جا سکتے ہیں، آج وہاں دین کے داعیوں کی "سرکوبی" اور دینی شعائر کے مٹانے کے لئے اس عزم و صلاحیت کا اظہار کیا جا رہا ہے، جس کی نظیر غیر اسلامی ملکوں میں ملنی مشکل ہے، میں اس حقیقت کے اظہار کے لئے دل سے معذرت خواہ ہوں۔

علماء کی اکثریت سطحیت کی شکار

ہمارے ملک کے بہت سے علماء کی سطحی قسم کی سیاسی دلچسپیاں ترکی کے پچھلے دور کے علماء کی طرح اتنی بڑھ گئی ہیں کہ ان کو فکر و مطالعہ اور روزمرہ کے واقعات و حقائق

www.abulhasanalinadwi.org

کے ساتھ اپنے کو ہم آہنگ رکھنے کا موقع نہیں ملتا، اس کا نتیجہ ہے کہ ان کو بہت سے انقلابات کی اس وقت خبر ہوتی ہے، جب وہ اپنے نقطۂ عروج پر پہونچ جاتے ہیں، اور ان کے فطری نتائج ظاہر ہونے لگتے ہیں، یہی معاملہ ترکی کے انقلاب کے موقع پر پیش آیا کہ ہمارے علماء عرصہ تک (اور شاید بعض اب بھی) کمال اتاترک کو اسلام کا بطلِ اعظم اور مجدد سمجھتے رہے، اور ان کو اس کے دوررس اقدامات اور ترکی کو مغرب کے سانچے میں ڈھالنے کی کوششوں کا علم اس وقت ہوا جب وہ اپنی آخری شکل کو پہونچ گئیں اور اس کا خطرہ محسوس ہونے لگا کہ ترکی کا رشتہ عالمگیر اسلامی برادری، یہاں تک کہ اپنے ماضی اور اپنی قدیم ثقافت سے بالکل منقطع ہو جائے گا۔

اس طبقہ کی دوسری کمزوری

علماء کے اس طبقہ کی، جو سیاسی مزاج رکھتا ہے، دوسری کمزوری یہ ہے کہ وہ جب کسی مسلمان قائد کو، کسی مغربی طاقت کو چیلنج کرتے ہوئے، اور اس سے آنکھیں ملاتے ہوئے دیکھتا ہے، یا وہ کسی موقع پر کسی مغربی طاقت بالخصوص برطانیہ کو زک پہونچا دیتا ہے، تو پھر وہ اس کارنامہ کو اس کی عظمت کے لئے کافی سمجھ لیتا ہے، اور پھر وہ نہ صرف اس کی دینی کوتاہیوں اور نافہمیوں سے چشم پوشی ضروری سمجھتا ہے، بلکہ بعض اوقات اس کی اسلام دشمنی بھی اس کی نظر میں کچھ زیادہ قابلِ لحاظ و لائقِ التفات نہیں ٹھہرتی، اور وہ اس پر ادنیٰ سی تنقید بھی گوارا نہیں کرتا بلکہ بعض اوقات تنقید کرنے والے کو پوری ناخداترسی کے ساتھ ضمیر فروش اور برطانیہ نواز یا امریکہ کے زرخرید کا خطاب دینے لگتا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

اصل معیار اسلام سے وابستگی اور ناوابستگی

کسی حقیقت پسند و متوازن انسان کے لئے بھی یہ رویہ مناسب اور درست نہیں چہ جائیکہ کہ ان لوگوں کے لئے جن کو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے جانشین اور ان کے دین و شریعت کے وارث و امین ہونے کا دعویٰ ہے اور جو چاہتے ہیں کہ دنیا ان کو اس نگاہ سے دیکھے، جن کا اس طبقہ سے انتساب اور تعلق ہے جس کی پسندیدگی و ناپسندیدگی حمایت و مخالفت کا اصل معیار، ایمان و عقیدہ کا مسئلہ اور اسلام سے وابستگی و ناوابستگی کا سوال تھا، ان کے سامنے تو حضرت عمرؓ و حضرت علیؓ کا اسوہ ہونا چاہیئے جن کے نزدیک حدود شریعت کی حفاظت کے لئے ایک قیمتی سے قیمتی شخص کا ضائع کر دینا اور آئی ہوئی سلطنت کا کھو دینا جائز اور معقول تھا۔

"یہ تو آباء تھے تمہارے"

اور صحابہ اور ائمہ اسلام کے اس عمومی نمونے کے علاوہ خود ان کے اکابر کا اسوہ ان کے سامنے ہونا چاہیئے، انھوں نے اپنی زندگی کے آخری لمحے تک اصول و عقائد تو الگ رہے، بدعات و رسوم کے ساتھ بھی رواداری نہیں برتی، اور بہت سے اصلاحی و تبلیغی فوائد کے باوجود، جو ان کے اختیار کرنے میں متوقع تھے، ان سے اختلاف ہی کرتے رہے اور عوام کی ایک بڑی تعداد کی ملامت و اعتراض کا نشانہ بننا گوارا کیا، انھوں نے کسی شخص کی ظاہری ترقی، مادی کامیابی اور اس کی سیاسی فتوحات کی بنا پر اس کے دینی انحراف یا عمل تحریف کو معاف نہیں کیا، اور اس کا پوری اخلاقی جرأت کے ساتھ احتساب

www.abulhasanalinadwi.org

کیا، اور بعض اوقات ان کو یہ فرض، عوام کے جذبات اور زمانے کے سیلاب کے خلاف ادا کرنا پڑا، اور وہ "کلمۃ حق عند سلطان جائر" کے ثواب کے مستحق ہوئے۔

صدر ناصر ناکام ترین لیڈر

جہاں تک صدر ناصر کی ذات اور قیادت کا تعلق ہے ان کو اتاترک کی طرح کوئی ایسی "فتح مبین" بھی حاصل نہیں ہوئی جس کی وجہ سے کسی کو صحیح فیصلہ کرنا مشکل ہو جاتا، بلکہ معاملہ بالکل برعکس ہے، اس پندرہ سولہ برس کی مسلسل نیشنہ زنی اور "کوہ کنی" کا ماحصل اور خلاصہ "کوہ کندن و کاہ برآوردن" کے سوا کچھ نہیں نکلا، یہ ممالک جوان ڈکٹیٹروں کے اقتدار میں ہیں، اپنے بہترین فرزندوں اور منتخب مردانِ کار سے محروم ہو گئے ہیں، دینی، اخلاقی، علمی اور حدیہ ہے کہ سیاسی اور معاشی حیثیت سے بھی یکسر دیوالیہ اور کھوکھلے ہیں، عام زندگی پورے طور پر مفلوج ہو کر رہ گئی ہے، جمہوری زندگی کی کوئی نشان و علامت اور اظہار خیال کی کوئی آزادی پائی نہیں جاتی، معاشی حیثیت سے سخت تباہ حال و خستہ ہیں، ملک کی آمدنی کے تمام وسائل و ذخائر ایک ذات کے پروپیگنڈے اور اس کی پارٹی کی تشہیر اور حفاظت میں صرف ہو رہے ہیں، ایک عام شہری اس سے زیادہ تباہ حال ہے، جتنا استعمار کے منحوس دور یا شخصی سلطنت کے معتوب عہد میں تھا، زندگی، ضمیر، روح کسی کو بھی کوئی آسودگی اور لذت حاصل نہیں، چشم دید گواہوں کا بیان ہے کہ ایک فاروق کے بجائے اب ہر بڑا فوجی افسر اور پارٹی کا لیڈر فاروق بنا ہوا ہے، یہ وہ سب حقائق ہیں جو اب دنیا کے سامنے آ چکے ہیں، ان پر پردہ نہیں ڈالا جا سکتا۔

www.abulhasanalinadwi.org

امید کی ایک کرن تھی مگر.....

امید کی صرف ایک کرن تھی، جو ان ساری تاریکیوں پر حاوی و غالب ہو سکتی تھی، وہ یہ کہ فلسطین کو آزاد کرالیا جائے گا، اسرائیل کو اگر پورے طور پر تباہ نہ کر دیا جائے گا تو کم سے کم اس کو اس کے جرائم کی ایسی سزا دی جائے گی کہ وہ برسوں تک عربوں کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھ سکے گا، اس پندرہ برس کے عرصہ میں سب سے زیادہ اسی کی امید دلائی جاتی رہی، اسی نام پر عربوں کو اتحاد کی دعوت اور قومیت عربیہ کے جھنڈے کے نیچے آنے کا پیام دیا گیا، اسی کی خاطر ماسکو اور کمیونسٹ ممالک سے روابط پیدا کئے گئے، اور عربی خودداری، اسلامی غیرت، اور کمیونسٹ ممالک سے تعلقات کے نتائج کو نظر انداز کر کے اسلحہ، جنگی وسائل و حربی ذخائر کی دریوزہ گری میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا گیا، مصر کی قیادت نے اخیر دنوں میں ببانگ دہل یہ اعلان کرنا شروع کر دیا کہ ہم اسرائیل کو صفحۂ ہستی سے مٹا کر رکھ دیں گے، اور ایسا ہونا ان تیاریوں کے پیش نظر اور ان تقریروں اور اعلانات کی روشنی میں جن سے زمین و آسمان بھر گئے تھے، قرین قیاس تھا، اس میں تو کسی کو بھی شبہ نہ تھا کہ اسرائیل کو اس مقابلہ میں ایسی زک اٹھانی پڑے گی کہ وہ برسوں جنگ کا خواب بھی نہ دیکھ سکے گا، بات صرف یہیں تک محدود نہیں رہی بلکہ مصر نے آبنائے تیران اور خلیج عقبہ کی ناکہ بندی کر دی اور اسرائیل کے جہازوں کو گزرنے کی اجازت منسوخ کر دی، اقوام متحدہ کے فوجی حفاظتی دستہ کو ہٹ جانا پڑا۔

شرمناک ہزیمت

مصر میں جنگ کا بادل برسنے کو تلا کھڑا تھا اور ساری دنیا کی نگاہیں اس کی افق

www.abulhasanalinadwi.org

پر لگی ہوئی تھیں کہ اسرائیل نے حملہ کر دیا، لوگ ان ۱۵ برسوں کی تیاری کا نتیجہ دیکھنے کے لئے سراپا اشتیاق تھے کہ اچانک مصری فوجوں کی پسپائی کی خبریں آنے لگیں، اسرائیل کے ہوائی حملے نے چند گھنٹوں میں مصر کی فضائی طاقت کا خاتمہ کر دیا، یہودی (جن کی بزدلی کم سے کم عالم اسلام میں ضرب المثل تھی) یلغار کرتے ہوئے چلے آئے اور ان کو کہیں بھی روکا نہ جا سکا جزیرہ نمائے سینا پر یہود کا قبضہ ہو گیا، تیران و عقبہ سے مصری فوجیں بے دخل ہو گئیں، نہر سوئز کو بند کر دینا پڑا اور اس پر یہودیوں نے اپنے حق کا دعوے کرنا شروع کر دیا، اس طرح صدر ناصر کے اس سب سے بڑے کارنامہ پر بھی پانی پھر گیا، اردنی علاقہ میں الخلیل کا محبوب اسلامی شہر جس کو مدفن خلیل ہونے کا شرف حاصل ہے، اور نابلس کا گلزار و پر رونق شہر یہودیوں کے قبضے میں چلے گئے، سوئز کے پورے مشرقی ساحل پر اسرائیل کا اس طرح قبضہ ہو گیا کہ سوئز کا مغربی ساحل اور اس کے مصری شہر ہر وقت اسرائیل کی زد میں آ گئے ہیں، اور پورا ملک خطرہ میں۔

اندوہناک بات

سب سے زیادہ اندوہناک بات یہ ہوئی کہ مسجد اقصیٰ آٹھ سو برس تک مسلمانوں کی تولیت میں رہنے کے بعد یہودیوں کے قبضے میں چلی گئی اور پورے دو ہزار برس کے بعد یہودی اس پر قابض و متصرف ہوئے، دو ہزار برس سے یہودی بیت المقدس کی دیوار گریہ کے نیچے کھڑے ہو کر اپنی بداعمالیوں اور نامرادیوں کا ماتم کرتے تھے، اور یہ ان کی ایک دینی سنت اور موروثی فریضہ تھا، اس فتح کے بعد ان کے سب سے بڑے عالم اور مذہبی پیشوا حاخام نے اس رسم کو موقوف کیا کہ اب اس کی ضرورت نہیں۔

بدترین خود پرستی اور بے دانشی

جنگوں میں بہت سی خلاف قیاس باتیں پیش آئی ہیں، اور ملکوں اور سلطنتوں کی

www.abulhasanalinadwi.org

شکست تاریخ کا کوئی غیر معمولی واقعہ نہیں لیکن ایک صاحب عقیدہ اور صاحب کردار قوم کی قوت مدافعت، اس کی معنوی طاقت، اس کا اپنے عقائد کی صحت، اپنے مقاصد کی عظمت پر یقین نیز قائد کی قائدانہ صلاحیت، برسوں ایک اقلیت کو ایک اکثریت کے سامنے، ایک چھوٹے ملک کو بڑے ملک کے سامنے صف آرا اور نبرد آزما رکھتی ہے، اور بعض اوقات اس سے جنگ کا پانسہ پلیٹ جاتا ہے، یہاں تو ایک وسیع عرب دنیا کا مقابلہ چھوٹی سی اسرائیلی ریاست سے تھا، جو عرب ملکوں سے گھری ہوئی تھی، لیکن دنیا نے بڑے استعجاب اور مسلمانوں نے بڑے کرب و الم کے ساتھ پانچویں دن یہ سن لیا کہ عربوں کی مرکزی قیادت (مصر) نے جنگ بندی منظور کر لی، عالم اسلام کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں اور مسلمانوں کا سر ندامت و ذلت سے جھک گیا، میں اپنے محدود مطالعۂ تاریخ کی بنا پر یہ عرض کر سکتا ہوں کہ سقوط بغداد کے بعد سے پوری دنیائے اسلام میں مسلمانوں کو اتنی بڑی ذلت کا کبھی اور کہیں سامنا نہیں ہوا، اس لحاظ سے یہ بات اور بھی سنگین تھی کہ نیم وحشی صحرا نشین تاتاریوں کے برخلاف یہودی اپنی بزدلی، زندگی اور دولت کی محبت اور اپنی طویل و عالمگیر غلامی کے لئے ساری دنیا میں بدنام و ذلیل تھے، مسلمانوں کی گھٹی میں یہ بات پڑی ہوئی تھی کہ یہودی ہمیشہ غلام اور ذلیل رہیں گے اور وہ مرد میدان و اہل شمشیر و تفنگ نہیں، اس واقعہ سے مسلمانوں کے قلب و دماغ اور ان کے تاریخی حافظے اور تجربہ کو جو صدمہ پہونچا اس کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا ان کے اعتماد علی النفس اور احساس عزت پر (جس پر صلاحیت کار اور عزم و ولولہ کا انحصار ہے) اس واقعہ سے جو چوٹ پڑی اس کے بیان کرنے کے لئے الفاظ نہیں، مصر میں اس سے جو دل شکستگی، احساس کہتری، اور افسردگی پیدا ہوئی اور جس طرح مصریوں کے قدم مختلف محاذوں سے اکھڑنے لگے، اسماعیلیہ کے مشہور شہر کی آبادی جس طرح عظیم تعداد میں تخلیہ کرتی نظر آئی،

www.abulhasanalinadwi.org

عام زندگی پر مایوسی کی جو تاریکی چھا گئی اس کا اندازہ کرنا کچھ مشکل نہیں، یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ صدیوں سے عالم اسلامی میں کسی ایک شخص کی خود پرستی و بے دانشی سے اتنا نقصان نہیں پہونچا، اور اس سے اتنا بڑا رقبۂ زمین اور اتنا وسیع حلقہ متاثر نہیں ہوا، جتنا کہ صدر ناصر کی خود پرستی اور بے دانشی سے۔

احتساب قوم کی زندگی کی علامت

قومیں خود اپنے اور اپنے قائدین کے احتساب سے زندہ اور باقی رہتی ہیں، بعض جمہوری مزاج قوموں نے تو جنگ کے جیتنے والوں اور اپنے ملک کی عزت بچا لینے والوں تک کا احتساب کیا ہے، اور ان کو اپنا کام ختم کر لینے کے بعد ریٹائر کر دیا ہے، قومیں بڑی بڑی شکستیں کھانے کے بعد سنبھل گئی ہیں، جرمن قوم ایک تباہ شدہ ملک کے ملبہ کے نیچے سے زندہ و توانا نمودار ہوئی، جاپان نے ہیروشیما اور ناگاساکی کے المیے کے بعد اپنی زندگی کا نیا سفر شروع کیا، یہ سب بے لاگ احتساب، بے لوچ اعتراف، اور قیادت کی صالح تبدیلی سے عمل میں آیا، ہم کو امید ہے کہ احتساب کا یہ فرض خلوص اور جرأت کے ساتھ ادا کیا جائے گا، ایک غیر جانبدار نقاد، اور ایک بے لاگ مؤرخ کی طرح ان غلطیوں اور کمزوریوں کی نشاندہی کی جائے گی جن کی وجہ سے سنت اللہ کے مطابق یہ شکست برداشت کرنی پڑی، اور پھر زندگی کی تبدیلی، ایمانی قوت، حقیقت پسندی، اور اس ابدی آئین کی پابندی کے ساتھ جو قوموں اور جماعتوں کی فتح اور ارجمندی کے لئے خدا کی طرف سے مقرر ہوا ہے، اور جس کا تعلق عالمِ غیب سے بھی ہے، اور عالمِ اسباب سے بھی، زندگی کا نیا سفر شروع کیا جائے گا، اور پھر یہ سب واقعات داستانِ پارینہ اور قصۂ کہن بن کر رہ جائیں گے۔

www.abulhasanalinadwi.org

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ
إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝ إِن يَمْسَسْكُمْ
قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهُ
وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ
وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَتَّخِذَ
مِنكُمْ شُهَدَاءَ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ
الظَّالِمِينَ ۝

(آل عمران ۱۳۹-۱۴۰)

دل شکستہ نہ ہو، غم نہ کرو، تم ہی غالب ہوگے اگر
تم مومن ہو، اس وقت اگر تمہیں چوٹ لگی ہے تو
اس سے پہلے ایسی ہی چوٹ تمہارے مخالف فریق
کو بھی لگ چکی ہے، یہ تو زمانہ کے نشیب و فراز ہیں،
جنھیں ہم لوگوں کے درمیان گردش دیتے
رہتے ہیں، تم پر یہ وقت اس لیے لایا گیا کہ اللہ
دیکھنا چاہتا تھا کہ تم میں سچے مومن کون
ہیں، اور ان لوگوں کو چھانٹ لینا چاہتا
تھا جو واقعی (راستی کے) گواہ ہوں،
کیونکہ ظالم لوگ اللہ کو پسند نہیں ہیں۔

(ندائے ملت لکھنؤ ۴ر اگست ۶۷ء)

www.abulhasanalinadwi.org

اسلام کے حلقہ بگوش عربوں کو

قرآن کی نوید فتح

عربی مضمون "الفتح للعرب المسلمین" کا اردو ترجمہ۔

اس مضمون میں عربوں کو زندگی اور امید کا پیغام دیا گیا ہے، اور بتایا گیا ہے کہ یہودیوں کی کامیابی اور ان کی ناکامی عارضی ہے، اور اگر عرب دعوتِ اسلامی کے حامل اور دینِ حق کے علم بردار ہیں تو ان کی فتح یقینی ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

الحمد للہ والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ

ناقابل تصور کامیابی

اس میں کوئی شک نہیں کہ بین الاقوامی یہودیت کو اپنے بہت سے مقاصد میں توقع سے بھی زائد کامیابی حاصل ہو چکی ہے، اور اس کے بہت سے وہ منصوبے بروئے کار آگئے ہیں، جن کا خواب وہ ہزاروں سال سے دیکھ رہی تھی، بہت سی وہ باتیں جو پہلے خواب و خیال اور جنون و پریشان دماغی کا نتیجہ معلوم ہوتی تھیں، اس آسانی کے ساتھ واقعہ بن چکی ہیں کہ نہ صرف عرب بلکہ یہودی بھی کچھ عرصہ پیشتر اس کا تصور کرنے سے قاصر تھے۔

اسرائیل کا قیام

پہلے اسرائیل کی ریاست عالم عربی کے قلب و جگر اور اس کے بہترین و مقدس مقامات کے عین وسط میں قائم ہوئی اور عربوں اور مسلمانوں کے سینہ پر کابوس بن کر مسلط ہو گئی، اس کے بعد یہودیوں کے بین الاقوامی اثر و رسوخ کی بدولت اس نے اپنے وجود کو نہ صرف برقرار رکھا بلکہ دن بدن طاقت پکڑتی گئی، اور بالآخر عالم عربی کی سب سے بڑی فوجی طاقت پر[1] غالب آئی اور اس کی ہوائی قوت کو ختم کر دینے میں کامیاب ہو گئی، اس سے زیادہ خطرناک بات یہ ہوئی کہ اس نے ۵ جون کی جنگ میں چند گھنٹوں کے اندر عربوں کی قوتِ ارادی اور قوتِ مدافعت کو سخت نقصان پہونچایا، بیت المقدس، نہر اردن کے مغربی کنارے اور جزیرہ نمائے سینا پر مکمل قبضہ کر لیا، سوئز اور مصر کے ساحلی شہر ہر وقت اسرائیلی حملہ کی زد میں رہنے لگے،

---

[1] مصر

www.abulhasanalinadwi.org

شام میں اس نے اندر تک پیش رفت کی اور بہت سے فوجی اہمیت کے مقامات اور پہاڑیوں پر قبضہ کرلیا، اس نے بعض عرب ممالک کے ہوائی اڈوں کو بڑی جسارت کے ساتھ نشانہ بنایا اور اب وہ پورے عالم عربی پر قبضہ جمانے اور حجاز کے مقدس مقامات کی طرف بڑھنے کے خواب دیکھ رہی ہے۔

اسرائیل کے ناپاک عزائم

اسرائیل کے بعض لیڈروں نے کھل کر یہ بات کہی ہے کہ اسلام کے دور اول میں جن یہودی نو آبادیوں پر قبضہ کرلیا گیا تھا، وہ اس پر دوبارہ قبضہ کرنا چاہتے ہیں، اس سے آگے بڑھ کر بہت سے یہودی، یہ خواب دیکھ رہے ہیں کہ ایک نہ ایک دن ان کو دنیا کی سب سے بڑی طاقت بننا ہے جس کا حکم دنیا کے تمام صدور مملکت، سربراہان حکومت اور وزراء پر چلے گا، اور اس طرح وہ خواب پورا ہو جائے گا جس کا ذکر یہودیوں کی مقدس کتاب تلمود میں اور حکماء صیہون کے مشہور پروٹوکولز میں ملتا ہے۔[1]

ایک بنیادی سوال

اب ہمیں اس پر غور و فکر کرنا ہے کہ کیا یہ صورت حال واقعی مستقل اور پائدار صورت اختیار کرلے گی اور صیہونیت کے باقی ماندہ منصوبے بھی پایۂ تکمیل کو پہونچ جائیں گے، کیا عرب اور مسلمان ان حوصلہ مند یہودیوں کے رحم و کرم پر رہنے کے لئے مجبور ہوں گے، کیا ان کی رسی اتنی دراز کردی جائے گی، اور ان کو اس طرح پے در پے کامیابیاں

---

[1] ملاحظہ ہو بروتوکولات حکمائے صیہون۔

www.abulhasanalinadwi.org

حاصل ہوتی جائیں گی کہ بالآخر ساری دنیا پر ان کا تسلط قائم ہو جائے گا، ان کے تمام منصوبے اور مقاصد پورے ہو جائیں گے، اور ان کا فلسفۂ حیات اور افکار و نظریات ساری دنیا میں پھیل جائیں گے، کیا انسانیت کی زمام قیادت ان کے حوالہ کر دی جائے گی، اور وہ اس طرح اس کی رہنمائی و قیادت کرنے لگیں گے جس طرح تاریخ کے بہت سے دوسرے مذاہب، تہذیبوں اور دعوتوں نے اپنے اپنے وقت پر کی تھی۔

ہم اس وقت تک اس سوال کا فیصلہ کن اور قطعی جواب نہیں دے سکتے جب تک کہ ہم اس عجیب و غریب اور بیکراں کائنات پر ایک نظر نہ ڈال لیں، اس کے خالق و پروردگار کے اسماء و صفات، افعال و ارادوں اور اس کے قوانین فطرت و اصول قدرت کا مطالعہ نہ کر لیں، اور انسانی تاریخ کے تجربوں اور اہم واقعات کو اپنی نظر کے سامنے نہ رکھیں۔

ہم اس سوال کا اطمینان بخش جواب اسی وقت دے سکتے ہیں، جب نسل انسانی کی صلاحیت، انسانی خمیر میں خیر و شر کی آمیزش، بنی نوع انسان کا مستقبل اور اس کائنات کی تقدیر اور قوانین فطرت ہماری نظر کے سامنے ہوں اور ہمارے ذہن میں ان کا واضح اور معین تصور موجود ہو۔

خالق کائنات کا نظام

اگر ہم یہ فرض کر لیں کہ خالق کائنات نے اس کائنات اور اس سیارہ کو جس پر ہم رہتے ہیں، صرف فساد و تخریب، خوں ریزی اور دہشت پسندی، ظلم و سنگدلی، حیوانیت و بربریت، سازشوں اور مکر و فریب کے لئے پیدا کیا ہے، اور اس نے اس دنیا کے لئے یہ سارا

www.abulhasanalinadwi.org

اہتمام وانتظام (جو اس کے ہر شعبہ کے حسن وجمال، ترتیب وتوازن اور اعجاز سے ظاہر ہے اور جس میں انبیاء کی بعثت، کتب سماویہ کا نزول، وحی والہام، صالحین و صادقین کی نصرت، خیر پر شر اور فساد پر صلاح وفلاح کا غلبہ سب چیزیں شامل ہیں) صرف اس لئے کیا ہے کہ اس پر ایک ایسے عنصر کا تسلط ہوجائے جو کسی زمانہ میں انبیاء کی طرف منسوب سمجھا جاتا تھا، اور جس کی رگوں میں ان کے خون کے چند ایسے ذرے شامل ہیں جن کو آج خوردبین سے دیکھنا بھی مشکل ہے اور جس کی حقیقت تک رسائی ریاضی کی مدد سے بھی ناممکن ہے اس نے اس کائنات کا پورا انتظام اس لئے قائم کیا ہے کہ ایک نسل جو اپنے کو "خدا کی پسندیدہ وبرگزیدہ قوم" کہتی ہے اور اپنے کو مقدس الٰہی خاندان کے افراد سمجھتی ہے[1]، ساری طاقتوں، سارے ذخائر اور دولتوں پر قابض ہوجائے۔

فرض کیجئے

اگر ہم یہ فرض کرلیں کہ یہ خاندان وہ واحد انسانی نسل ہے جس کو اللہ نے ہر قسم کی صلاحیتوں اور طاقتوں سے مالامال کردیا ہے اور ہر قسم کی ذہانت، اعلیٰ دماغی اور ہر قسم کا کمال صرف اس کے ساتھ مخصوص ہے، باقی تمام نسلیں جن سے دنیا آباد اور بزم عالم قائم ہے، وہ آٹے کے چوکر کی طرح حقیر وبے قیمت ہیں، اور ہر طرح کی اہلیت و

---

[1] اسی بات کو قرآن مجید نے ان کی زبان سے اس طرح ادا کیا ہے "نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ" (سورۂ مائدہ - ۱۸) بائبل عہد عتیق اور تلمود کے صفحات ان دعووں سے بھرے ہوئے ہیں، اور ان میں جگہ جگہ یہودیوں کے امتیاز و نسلی برتری کا ذکر ہے، یہ مختصر مضمون اس کی تفصیلات کا متحمل نہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

صلاحیت، ایجاد و اختراع کی قوت اور مختصر یہ کہ تمام عطیاتِ خداوندی سے یکسر محروم ہیں تو ہمیں یہ بات یقیناً تسلیم کر لینا چاہیے کہ صرف اسی نسل کو بنی نوع انسان پر حکمرانی کا حق حاصل ہے، اور دوسری تمام نسلیں و اقوام صرف اس لئے پیدا ہوئی ہیں کہ ان کو جانوروں کے ریوڑ اور بھیڑوں کے گلہ کی طرح ہانکا جاتا رہے، اس "نازپروردہ اور محبوب اولاد" اور ان "وہبی و پیدائشی خوش نصیبوں" کے سوا جتنے لوگ بھی ہیں، وہ شطرنج کے ان مہروں سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے جن کو یہ معزز اور ذہین یہودی بڑی قدرت و مہارت کے ساتھ ایک دوسرے سے لڑاتے اور ان سے کھیلتے رہتے ہیں، خود ان کو اپنے مستقبل کی تعمیر اور زندگی کی تشکیل میں کوئی دخل نہیں ہے۔

اسی طرح اگر ہم یہ فرض کر لیں کہ انسانی فطرت اصلاً بد ہے، اور تعمیر کے مقابلہ میں تخریب کو اور اصلاح کے مقابلہ میں فساد کو پسند کرتی ہے، ہر چیز کو بدگمانی کی نظر سے دیکھتی ہے، ساری دنیا سے بیزار اور برسرپیکار ہے، ماضی و حال دونوں سے برگشتہ ہے، وہ ہر وقت بغاوت اور انتقام، نفرت اور کینہ کی آگ میں جلتی رہتی ہے، اور اپنے سینہ میں ہر قسم کی قدیم و جدید عداوتوں کا ذخیرہ رکھتی ہے، اور ہر صنعت و تعمیر اور ہر تہذیبی ورثہ اور تمدنی دولت کے صرف کمزور پہلو دیکھنے کی عادی ہے، اپنے سوا سب کو حقیر سمجھتی ہے، وہ احساس کمتری کا شکار ہے، اور اس کی نگاہ میں انسان کی عزت و شرافت کی کوئی قیمت نہیں ہے، مادہ پرستی کے سوا اس کا کوئی مطمح نظر نہیں اور سفلی جذبات کی تسکین و تکمیل کے سوا اس کا کوئی مشرب و مسلک نہیں، وہ فتح کے وقت ظلم و بربریت کی آخری حد پر ہوتی ہے، اور ہزیمت کے بعد بزدلی کے آخری کنارے پر، وہ اپنے مقاصد کے حصول کے لئے ہر قسم کے جائز و ناجائز

www.abulhasanalinadwi.org

وسائل کو استعمال کرنا ضروری سمجھتی ہے، اپنے عزائم کو بروئے کار لانے کے لئے اس کو ذلیل سے ذلیل عمل، بڑے سے بڑے ظلم، پست سے پست اخلاق اور آخری درجہ کے نفاق سے بھی کوئی عار نہیں ہوتا۔

اگر ہم تھوڑی دیر کے لئے یہ فرض کرلیں کہ تاریخ سازی، تہذیب وتمدن کی تشکیل، انسانیت کی فلاح اور اقوام عالم کی سیاست وتدبر کا واحد تعمیری اور حقیقی محرک اور طاقتور ومؤثر عنصر صرف مکر وفریب، جرائم پسندی، تخریبی ذہانت ہے، اور تہذیب وتمدن کا یہ درخت صرف فساد فی الارض، ضمیر اور خاندانی نظام کے خاتمہ، بے حیائی وبے قید زندگی کی تبلیغ واشاعت اور بغاوتوں اور سازشوں کے ذریعہ برگ وبار لاسکتا ہے ——— اور وہ واحد ذریعہ اور وسیلہ جو اقوام کی تقدیر کو ڈھالتا ہے، اور دنیا کے تمام انقلابات میں کارفرما نظر آتا ہے، اور تاریخ کا رخ بدلنے کی صلاحیت رکھتا ہے، دراصل وہ خفیہ ہاتھ ہے، جو سازش کا جال پھیلاتا ہے، اور وہ سب سے بڑی طاقت جس پر اعتماد ممکن ہے، بدعہدی، دھوکہ بازی، محسن کشی اور اعلیٰ درجہ کی رذالت اور کردار کی پستی وگندگی ہے، اور... سب سے زیادہ پسندیدہ شئی جو فتح وکامرانی کی شرط اور انسانیت کی فلاح وخوشحالی کی بنیاد ہے، وہ تکبر اور خودغرضی ہے۔[1]

---

[1] قرآن مجید نے ان یہودیوں کے لئے "مغضوب علیہم" کا لفظ دراصل اسی لئے استعمال کیا ہے، یہ وصف سورۂ فاتحہ میں ہے جو بار بار پڑھی جاتی ہے اس بلیغ جملے کا صحیح ذوق وہی لے سکتا ہے اور یہودیوں پر اس کے ٹھیک ٹھیک انطباق کا اندازہ اسی کو ہو سکتا ہے، جو یہودیوں کے قومی خصائص اور اس کردار سے واقف ہے، جو انھوں نے انسانیت کی تاریخ میں ادا کیا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

اگر ہم یہ فرض کرلیں کہ انسانیت کا چہرہ ہمیشہ سے سیاہ اور داغدار ہے، اور امن وسکون، انسانی اخوت، ہمدردی وآدمیت اس کی تقدیر میں نہیں بلکہ اس کی قسمت میں صرف یہ لکھا ہے کہ ایک جنگ سے دوسری جنگ، ایک المیہ سے دوسرے المیہ، ایک بدنصیبی سے دوسری بدنصیبی اور ایک بغاوت سے دوسری بغاوت کے درمیان ہچکولے کھاتی رہے، یہاں تک کہ اس جہنم میں جا پڑے جو غیظ وغضب، کینہ وحسد، اغراض وہوس اور نفرت وعداوت کی ایندھن سے بھڑک رہا ہے۔

اگر ہم یہ مان لیں کہ اس دنیا میں رسالت وہدایت کا کوئی قصہ ہی سرے سے موجود نہیں، یہاں نہ عقائد واصول کا کوئی سوال ہے، نہ قلب وضمیر کا کوئی مسئلہ، نہ اخلاق وفضائل کی کوئی ضرورت، نہ خدا کی پسندیدہ شریعت اور نظامِ زندگی کی کوئی حاجت، یہاں صرف ایک ہی حقیقت کارفرما ہے، اور صرف اسی کو زندہ اور باقی رہنے کا حق ہے، اور وہ ہے نسل وخاندان کی برتری، آباؤ اجداد کا خون، پرانی روایات، نفرت وانتقام، کینہ وحسد، عظمت رفتہ کے حصول کی کوشش اور اپنے پرانے علاقوں کو واپس لینے کی ہوس، مہم پسندی، اور ہوسِ ملک گیری کی تسکین اور اپنے جذبۂ حرص وطمع کی تشفی وتسلی۔

اگر ہم ان تمام مفروضات کو تسلیم کرلیں اور یہ ساری باتیں مان لیں تو پھر اس میں یقیناً شبہ نہیں کہ یہودی انسانی قیادت اور غلبہ وکامرانی اور اقتدار و تسلط کے جائز اور موزوں امیدوار ہیں، اور ان کو ابتدا سے اسی کے لئے تیار کیا گیا ہے، اس نقطۂ نظر سے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ حالات اسی طرح برقرار رہیں گے، اور یہودیوں

www.abulhasanalinadwi.org

کی ہوس ملک گیری اور اپنی سرحدوں کو بڑھاتے رہنے کی پالیسی کامیاب ہوگی، اوران کے لئے کوئی چیز سنگ راہ نہ بن سکے گی، اوران کے تمام شیطانی منصوبے ایک ایک کرکے پورے ہوجائیں گے، یہی وہ حقیقی تصویر ہے، جو ہمیں یہودیوں کے عہد قدیم بائبل میں، تلمود میں، حکماء صیہون کے پروٹوکولز میں، ان کے لیڈروں کی تقریروں میں، ان کے جلسوں کی کارروائیوں میں، بلکہ خود ان کے عملی اقدامات میں ملتی ہے، خاص طور پر اس جنگ کے بعد یہ تصویر اور زیادہ ابھر کر سامنے آرہی ہے۔

لیکن ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ یہ پوری تصویر کینہ پروری اور حقارت کی تصویر ہے، یہ جن رنگوں سے تیار ہوئی ہے، اس میں یہ چیزیں شامل ہیں، انسانیت سے قدیم بغض وعداوت، یہودی نسل کے تقدس پر ایمان کامل، اسرائیلی خون کی عبادت وپرستش کی حد تک عظمت اور تاریخ انسانی کے ہر دور اور روئے زمین کے ہر گوشہ میں بقیہ انسانی نسلوں اور قوموں کو ہر اہلیت وصلاحیت سے محروم سمجھنا، پوری دنیا پر تسلط حاصل کرنے کا منصوبہ، شر وفساد کا طبیعت ثانیہ اور افتادِ طبع بن جانا، تشدد اور دہشت انگیزی کا قومی خصائص اور موروثی عادتوں کا درجہ اختیار کرلینا۔

یہ تصویر یہودیوں کی تاریخ کے ساتھ اس طرح وابستہ ہے، جس طرح مزاج انسان کے ساتھ، یہ سائے کی طرح ہر وقت اور ہر جگہ ان کے ساتھ ہے، اس لئے کہ سازش ان کی تاریخ کی سب سے بڑی بنیاد اور ان کے نظام زندگی کا سب سے بڑا ستون ہے، یہ وہ محور ہے، جس کے گرد ان کی ساری ذہانت اور کاوش گھومتی ہے،

www.abulhasanalinadwi.org

یہی وہ دماغ یا خفیہ ہاتھ[1] ہے، جو ہر بغاوت، انقلاب، سازش، تخریبی نظریات، تباہ کن فلسفوں اور ہر قسم کی بے چینی، اضطراب، انارکی اور ہر طرح کے اقتصادی، سیاسی، اجتماعی اور اخلاقی بحران کے پیچھے کام کر رہا ہے، ایک ممتاز یہودی مفکر ڈاکٹر آسکر لیوی نے اپنے اس جملے میں اس قوم کی ساری تصویر کھینچ دی ہے، وہ یہودیوں کے کردار پر فخر کے ساتھ روشنی ڈالتے ہوئے لکھتا ہے:۔

"ہم ہی دنیا کے حاکم اور مفسد ہیں، ہم ہی تمام فتنوں کو ہوا دیتے ہیں ہم ہی جلاد ہیں۔"

یہودیوں کے پاس کوئی عالمی پیغام نہیں

یہودیوں کے پاس ان کی زندگی کے کسی دور میں کوئی عالمی پیغام نہیں رہا، اس کی وجہ یہ ہے کہ خون اور نسل کی تقدیس اور ہر قسم کی فوقیت و برتری، پاکیزگی اور روحانی ترقی کی صلاحیت اور قرب خداوندی کو صرف ایک نسل و برادری کے ساتھ

---

[1] برطانیہ کے سابق یہودی وزیر اعظم بنجامین ڈزرائیلی لارڈ بیکنز فیلڈ نے اپنے یہودی ہیرو "سیندونیا" کی زبان سے "بین الاقوامی یہودی" کی حقیقی تصویر کھینچ دی ہے، وہ لکھتا ہے:۔

"یورپ میں ایسی کوئی عظیم فکری تحریک مشکل ہی سے ملے گی جس میں یہودیوں کا بہت بڑا اور نمایاں حصہ نہ ہو، قدیم زمانہ کے عیسائی بھی یہودی تھے، مبہم روسی ڈپلومیسی جو یورپ کے ملکوں کے لیے باعث پریشانی ہے، اس کی تنظیم اور نفاذ بھی یہودیوں کے ہاتھ میں ہے، وہ عظیم بغاوت جس کا مواد جرمنی میں تیار ہو رہا ہے اور جو ایک قسم کی تحریک اصلاح دینی سے ملتی جلتی چیز ہے بلکہ شاید اس سے بھی زیادہ طاقتور ہے اور جس سے خود انگلستان کے لوگ بھی بہت کم واقف ہیں، وہ بالکلیہ یہودیوں ہی کی نگرانی میں پروان چڑھ رہی ہے۔" (ہنری فورڈ کی کتاب کے عربی ترجمہ "الیہودی العالمی" ص ۶۶ سے ماخوذ ہے)

www.abulhasanalinadwi.org

مخصوص سمجھنے کا عقیدہ عالمی پیغام کی روح اور اسپرٹ سے کوئی مناسبت نہیں رکھتا، اس طرح مساوات، انسانی اخوت و برادری اور ترقی کے مواقع میں یکسانیت اور وحدتِ انسانیت کا انکار عالمی پیغام اور آفاقی دعوت کے ساتھ کبھی جمع نہیں ہوسکتا، خون و نسل کی تقدیس اور ہر قسم کی ذہانت و اعلیٰ دماغی اور عظمت و برتری کو صرف ایک طبقہ کے ساتھ مخصوص سمجھنے کا مزاج نسل انسانی پر شفقت کے بالکل منافی ہے، روئے زمین کی دوسری اقوام اور پوری انسانیت کو اپنے دعوت و پیغام میں شریک کرنا، اور اپنے علم صحیح، عمل صالح اور اخلاق فاضلہ میں ان کو حصہ دار بنانا اس مزاج کے ساتھ کبھی جمع ہی نہیں ہوسکتا، یہ مزاج ہدایت و دعوت کا دائرہ قدرتی طور پر تنگ کر دیتا اور اس کو ایک نسل اور عنصر میں محدود کر کے سر بہ مہر کر دیتا ہے اس لئے اس کی ترویج و اشاعت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا یہی وجہ ہے کہ یہودی مذہب کسی دور میں انسانیت عامہ کا مذہب نہ بن سکا اور نہ یہودی (اپنے مذہبی صحیفوں کی روشنی میں) تبلیغ رسالت کے کبھی مکلف ہی کیے گئے[1]، بلکہ ان کی مذہبی کتب میں ایسے نصوص موجود ہیں، جو ان کو اپنے مذہب کی تبلیغ سے باز رکھتے ہیں۔

---

[1] نومسلم امریکن فاضلہ مریم جمیلہ نے ایک جگہ لکھا ہے کہ:۔

"یہی نہیں کہ یہودی اپنے مذہب کی تبلیغ عملی طور پر نہیں کرتے تھے، بلکہ وہ یہ بھی پسند نہ کرتے تھے کہ دوسرے لوگ ان کا مذہب اختیار کریں، مجھے ان کی طویل تاریخ میں صرف دو مثالیں ایسی ملتی ہیں، جب ایک قابل ذکر تعداد نے یہودی مذہب اختیار کیا، ایک بار یمن میں بعثت محمدی (صلعم) سے کئی صدی پہلے دوسری بار تاتاری الاصل مملکت خزار کے باشندوں کا یہودی مذہب قبول کرنا یہ ریاست ایک زمانہ میں روس کے حدود میں تھی۔" (ISLAM VERSUS AHLE KITAB PAST & PRESENT: 22-23)

www.abulhasanalinadwi.org

اس کا قدرتی نتیجہ یہی نکلنا چاہیے تھا کہ وہ بنی اسرائیل اور دوسری اقوام کے درمیان برابر امتیازی سلوک کرتے رہیں اور خیر و شر اور گناہ و ثواب کے صرف اس معیار اور پیمانے پر ایمان رکھیں جو نسل اور قوم کے ساتھ بدلتا رہتا ہو اور ان کو دوسری قوم کے ساتھ بڑی سے بڑی ناانصافی جرم اور ظلم سے عار نہ ہو، قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت میں اسی بات کی طرف اشارہ ہے۔

ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْأُمِّيِّينَ سَبِيلٌ (آل عمران۔۷۵)

ان کا یہ طرز عمل اس بنا پر ہے کہ انھوں نے کہا نہیں ہے ہم پر امیوں کے بارے میں کوئی گرفت۔

ان تمام حقائق کے پیش نظر یہ بات بالکل قدرتی اور سمجھ میں آنے والی ہے کہ وہ تمام قومیں اور نسلیں جو یہودیوں کے اقتدار و تسلط میں ہیں ان کی کھلی ہوئی ناانصافی و حق تلفی اور سخت ترین مظالم کا شکار ہوں اس لئے کہ وہ ان اقوام کو اپنے برابر کی قوم اور ایک شریف اور باعزت انسانی نسل اور انسانی مجموعہ کی حیثیت سے نہیں دیکھتے وہ ان کی نظر میں بے جان جمادات یا بے زبان حیوانات سے زیادہ قیمت نہیں رکھتیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو صرف اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ نعوذ باللہ اس کی "لاڈلی اولاد" کی خدمت گذاری کرتے رہیں۔[1]

فطرتِ سلیم اور عقل انسانی کا متفقہ فیصلہ

لیکن وہ فطرت سلیم جو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو عطا کی ہے، وہ پیغام جو مذاہب

---

[1] یہ نظریہ اور عقیدہ ہندوستان کے برہمنوں اور آریہ نسل کے قدیم فاتحین کے نظریہ سے بہت ملتا جلتا ہے جس پر ہندو مذہب کے طبقاتی نظام اور عدم مساوات کی بنیاد ہے، اور جو متعدد اصلاحی کوششوں کے باوجود اب تک ہندوستانی سماج میں اسی طرح رائج ہے، اور اس پر بدستور عمل ہو رہا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

اور آسمانی صحیفوں میں ملتا ہے، اور جس میں سب سے زیادہ خدا کے عدل و انصاف، رحم، حکمت اور قدرت کا بیان ہے اور جس میں اس عجیب و غریب، متوازن اور منظم کائنات کی تخلیق کا مقصد اور نسل انسانی کی پیدائش اور اس کو خلافت الٰہی سے سرفراز کرنے کا راز بیان کیا گیا ہے اس مفروضہ کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیتا ہے، اس طرح اللہ تعالیٰ نے اشیاء میں جو خواص رکھے ہیں، اور اقوام کے عروج و زوال، حکومتوں کے قیام اور سقوط، تہذیبوں کی ترقی اور پسپائی اور فتح و ناکامی کے جو قوانین مقرر فرمائے ہیں، اور تمام مذاہب، فطرت سلیم رکھنے والے انسانوں، نیز عقل انسانی نے جس طرح متفقہ طور پر اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ وہ صرف ایک نسل، ایک قوم، ایک خاندان اور ایک ملک یا شہر کا رب نہیں بلکہ سب کا معبود اور رب ہے اور شرق و مغرب سب کا مالک و پروردگار ہے، اس کی روشنی میں یہودیت کا یہ فلسفہ خود بخود غلط ٹھہرتا ہے، اس کے علاوہ تاریخ انسانی کی یہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ اقوام اس پیغام و نصب العین اور ان فضائل و صفات کے ساتھ زندہ رہتی ہیں، جن میں وہ دوسروں سے فائق ہوں، ان کی بقا و ترقی کا راز اسی افادیت اور "بقاء انفع" کے قانون میں مضمر ہے جو پوری کائنات میں جاری و ساری ہے، اور جس کو قرآن مجید میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

فَأَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاءً وَأَمَّا	پس جو او پر کا جھاگ ہوتے ہیں وہ ختم ہو جاتے ہیں
مَا يَنفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ	اور جو لوگوں کے لئے نفع بخش اور کارآمد ہوتا ہے وہ زمین
كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ (الرعد ١٧)	میں ٹھہر جاتا ہے، اللہ اس طرح مثالیں بیان فرماتا ہے۔

قوانین قدرت کے ساتھ جنگ

یہ باتیں حتمی طور پر یہ ثابت کرتی ہیں کہ یہودی جو ان تمام حقائق کو چیلنج کر رہے ہیں،

www.abulhasanalinadwi.org

اور خدا کی سنت، فطرت، قوانین قدرت اور ان اعلیٰ مقاصد کے ساتھ برسرِ جنگ ہیں، جن کے لئے اس نے یہ پوری کائنات پیدا کی نسل انسانی کو وجود بخشا اور اس کے اندر خیر و صلاح، ترقی اور بقا کی خواہش اور جذبہ پیدا کیا، زیادہ دن تک اس اقتدار و تسلط اور فتح و کامرانی کے مزے نہ لے سکیں گے، ان کو اپنی ان تمام آرزوؤں اور تمناؤں کی تکمیل کا موقع کبھی حاصل نہ ہوگا، اور ان کے تخریبی، منفی اور تباہ کن منصوبے کبھی پورے نہ ہو سکیں گے، خواہ ان کی حمایت کے لئے ہزاروں حکومتیں اٹھ کھڑی ہوں اور ان کی پشت پر دنیا کی تمام بڑی طاقتیں جمع ہو جائیں اور ان کے پاس وہ تمام شیطانی حربے اور جہنمی وسائل اکٹھا ہو جائیں جو اب تک ایجاد ہو چکے ہیں، اور جن میں خود ان یہودیوں کا بنیادی حصہ ہے اور جو ان کا خاص فن اور موضوع ہے۔[1]

---

[1] احادیث نبوی کے مطالعہ سے (جو حدِ تواتر کو پہونچ چکی ہیں) یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک زمانے میں یہودی فلسطین میں اقتدار و تسلط کے پورے طور پر مالک ہو جائیں گے پھر ان میں دجال پیدا ہوگا جو اس قوت و اقتدار اور اختیار و تصرف کا آخری رمز اور نمونہ ہوگا، اور وہ اپنے اس اختیار و اقتدار کا مظاہرہ بھی کرے گا، سارے یہودی ایک جگہ جمع ہو جائیں گے پھر مسلمان ان پر غالب آ جائیں گے، ان سے قتال کریں گے، ہر چیز یہودیوں کی دشمن ہو جائیگی، یہاں تک کہ پتھر بھی ان کی مخبری کریں گے، علماء اہل سنت تیرہ سو برس (۱۳۰۰) سے آثار قیامت کے باب میں ان احادیث پر غور و خوض کرتے رہے ہیں، اس وقت یہ باتیں عالم اسباب اور واقعات کے لحاظ سے بہت بعید بلکہ محال اور ناقابل فہم تھیں اس لئے کہ اس پورے عرصہ میں یہودی ساری دنیا میں پراگندہ اور منتشر رہے یہاں تک کہ اس صدی کے نصف اول میں یہ نبوی پیشین گوئی ظاہر ہونا شروع ہوئی فلسطین میں یہودیوں کے لئے قومی وطن کے قیام کی تجویز سامنے آ گئی اس کے بعد وہ سب کچھ پیش آیا جو اب کسی سے مخفی نہیں اب پیشین گوئی کے آخری حصہ کو بھی پورا ہونا ہے جس طرح اس کا پہلا حصہ پورا ہو چکا ہے، یہ نبوت کے ان معجزات میں سے ہے جس کا کچھ حصہ صبح کی طرح روشن ہو چکا ہے اور باقی بھی اسی طرح ظاہر اور روشن ہونے والا ہے وَلِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ۔

www.abulhasanalinadwi.org

غلبہ اور فتح ابدی پیغام رکھنے والی ملّت ہی کا حصّہ

غلبہ اور فتح انشاء اللہ اہل حق کی اور انسانیت کے لئے عمومی اور ابدی پیغام رکھنے والی ملت ہی کی ہوگی جس کی شفقت میں پوری انسانیت کا حصہ ہے، اور جس کی نظر میں ساری مخلوق خدا کا کنبہ ہے، جو حق کے لئے ہر جگہ سینہ سپر ہو جاتی ہے اور ظلم کا مقابلہ ہر موقع پر ہر شکل میں ہر جگہ کرتی ہے، جو انسانیت کی خدمت کے لئے زندہ ہے، اور انسانیت ہی کے ساتھ وابستہ ہے، جس کا دامن فتنہ و فساد سے پاک ہے، اور جو دنیا میں علو و فساد کی نہیں حق و انصاف کی علمبردار ہے۔

تخریبی قوت کی عارضی کامیابیاں

مکر و فریب، سازشی ذہن، مجرمانہ و مریضانہ ذہنیت اور تخریبی ذہانت نے (جو احترام انسانیت کی منکر ہے، اور عقل و اخلاق کے حدود کا کوئی لحاظ نہیں کرتی، جو انانیت اور منفی رخ پر چلتی ہے) تاریخ میں متعدد بار بظاہر ایسی شاندار کامیابی اور فتوحات حاصل کی ہیں کہ لوگوں کی نگاہیں خیرہ ہو کر رہ گئی ہیں، اس کی فتح مندیوں اور پیش قدمیوں کو دیکھ کر اکثر انسانی تاریخ پر شبہ ہونے لگا اور اس کا اندیشہ پیدا ہو گیا کہ حق کی قوت و صداقت اور حسن انجام اور اہل تقویٰ و اہل صدق کی فتح کا یقین متزلزل ہو جائے اور اس پر اعتماد جاتا رہے، اس تخریبی قوت نے بارہا تاریخ میں ایسے ہنگامے برپا کئے ہیں کہ ان کے سامنے عزم و استقامت کے پہاڑ بھی متزلزل ہو گئے اور بڑے سے بڑے فلسفی اور علماء مذاہب بھی اپنی جگہ سے ہل گئے، آزمائش کی ان نازک گھڑیوں میں جو حیرت و اضطراب اور

www.abulhasanalinadwi.org

شک وشبہ دلوں میں پیدا ہونے لگتا ہے، قرآن مجید نے اس کی نہایت بلیغ تصویر ہمارے سامنے رکھ دی ہے۔

قرآن کی نوید فتح

حَتّٰۤی اِذَا اسْتَایْئَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْۤا	یہاں تک کہ جب پیغمبر مایوس ہو گئے اور
اَنَّھُمْ قَدْ کُذِبُوْا جَآءَھُمْ نَصْرُنَا	ان کو گمان ہونے لگا کہ ان سے یوں ہی
فَنُجِّیَ مَنْ نَّشَآءُ وَلَا یُرَدُّ بَاْسُنَا	کہہ دیا گیا، پہونچی ان کو ہماری مدد پس بچا دیا
عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِیْنَ ۝	گیا اس عذاب سے جس کو ہم نے چاہا اور ہمارا
(یوسف — ۱۱۰)	عذاب مجرم لوگوں سے نہیں ہٹایا جاتا ہے

دوسری جگہ آتا ہے:۔

اِذْ جَآءُوْکُمْ مِّنْ فَوْقِکُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ	جب وہ آچڑھے تم پر اوپر سے بھی اور نیچے
مِنْکُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ	سے بھی اور جب پھیل گئیں آنکھیں اور آ گئے
الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰہِ	کلیجے منھ کو اور گمان کرنے لگے تم اللہ سے
الظُّنُوْنَا ۝ ھُنَالِکَ ابْتُلِیَ الْمُؤْمِنُوْنَ	طرح طرح کے گمان، یہ موقع تھا جہاں
وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِیْدًا ۝	آزمائے گئے مسلمان اور ہلائے گئے
(احزاب — ۱۰-۱۱)	بری طرح۔

انسان کی نفسیات ہے کہ وہ ہر غلبہ و فتح سے متاثر ہوتا اور اس کے سامنے اپنا سر جھکاتا ہے، خواہ وہ کیسی ہی وقتی، عارضی، یا کیسی ہی حقیر اور غیر اہم فتح ہو، قرآن مجید نے اس نفسیات کا بہترین علاج پہلے ہی کر دیا ہے، ارشاد ہے:۔

www.abulhasanalinadwi.org

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي	یہ کافروں کا شہروں شہر دور دورہ تمہیں
الْبِلَادِ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ثُمَّ مَأْوٰهُمْ جَهَنَّمُ	دھوکے میں نہ ڈالے، یہ چند دن کی بہار ہے
وَبِئْسَ الْمِهَادُ ٥	اس کے بعد ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور برا
(آل عمران-۱۹۶-۱۹۷)	ٹھکانا ہے۔

دوسرے موقع پر ارشاد ہے:۔

مَا يُجَادِلُ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ	نہیں مجادلہ کرتے ہیں اللہ کی آیات میں مگر
كَفَرُوْا فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي	کفر کرنے والے، سو نہ دھوکا دے تم کو ان کا
الْبِلَادِ ٥ (مومن-۴)	شہروں میں دور دورہ۔

اس نے اس کمزور نفسیات اور ذہن کا بھی علاج کیا ہے، جو آسانی کے ساتھ مکرو فریب اور جعل سازی و سازش کا شکار ہو جاتا ہے، اس کو بار بار متنبہ اور آگاہ کیا ہے کہ ان سازشوں و فریب کاریوں اور ظاہری کامرانیوں کا انجام ذلت و ناکامی اور فضیحت و رسوائی کے سوا کچھ نہیں، یہ تار عنکبوت سے بھی زیادہ کمزور لو دی اور بے حقیقت ہیں۔

وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ	اور بے شک گھروں میں سب سے بودا گھر مکڑی
لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ٥ (عنکبوت-۴۱)	کا گھر ہے کاش کہ یہ جانتے ہوتے۔

اس نے صاف صاف اعلان کیا ہے کہ شر سے خیر پیدا ہی نہیں ہو سکتا جس چیز کی بنیاد اور جڑیں اچھی زمین یا فطرت سلیم میں پیوست نہ ہوں وہ ہر لمحہ اور ہر وقت خطرے کی زد میں ہے، ارشاد ہوتا ہے:۔

اَمَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى شَفَا جُرُفٍ	یا وہ (اچھا ہے) کہ جس نے اپنی عمارت کی
هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ ۭ وَاللّٰهُ	بنیاد رکھی ایک گرنے والے غار کے کنارے پر

www.abulhasanalinadwi.org

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ○ (التوبہ - ۱۰۹)
پس وہ لے گرا اس کو آتش دوزخ میں؟ اور اللہ نہیں سمجھ دیتا ہے ظالم لوگوں کو۔

دوسری جگہ آتا ہے :۔

وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ○ (ابراہیم - ۲۶)
اور گندے کلمہ کی مثال ایک برے درخت کی سی ہے کہ اوپر ہی سے اکھاڑ لیا جاوے کچھ بھی ثبات اسے نہ ہو۔

وہ حضرت موسیٰ کی زبان سے جادوگروں کو مخاطب کرتے ہوئے کہتا ہے :۔

قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ○ (یونس - ۸۱)
کہا موسیٰ نے کہ تم جو لے کر آئے ہو وہ جادو ہے یقیناً اسے اللہ ابھی درہم برہم کردے گا اللہ نہیں بننے دیتا ہے فسادیوں کے کام۔

وہ مکروفریب اور سازش و تخریب کا عام قانون اور اس کا انجام اور حشر بتاتے ہوئے کہتا ہے :۔

وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ؕ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ ۚ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ○ (فاطر - ۴۳)
اور نہیں پڑتا ہے برے منصوبوں کا وبال اصل میں مگر منصوبہ سازوں پر پس کیا وہ انتظار دیکھ رہے ہیں اگلوں کے حشر کا سو تم اللہ کے قانون میں کوئی تبدیلی نہیں پاؤ گے ہرگز اس کے دستور میں کوئی تغیر تم کو نہیں ملے گا۔

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے :۔

وَالَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ السَّيِّاٰتِ لَهُمْ
اور جو لوگ ناپاک سازشیں کرتے ہیں اللہ

www.abulhasanalinadwi.org

عَذَابٌ شَدِيدٌ وَمَكْرُ أُولَٰئِكَ هُوَ يَبُورُ ○ — اور رسول کے خلاف) ان کے لئے بڑا سخت عذاب ہے اور رہیں ان کی سازشیں تو وہ کارگر ہونے والی نہیں۔ (فاطر۔ ۱۰)

اس نے ایک ایسی عالمی حقیقت ہمارے سامنے رکھ دی ہے جو زمان و مکان نسل و وطن، کامیابی و ناکامی اور فتح و شکست سے بالاتر اور ان سب پر غالب ہے وہ ان لوگوں کی جو حکام و سلاطین کی کامیابیوں، مہم پسندوں اور حوصلہ مندوں کی فتوحات اور پیش قدمیوں سے مرعوب اور متاثر ہوتے رہتے ہیں پرواہ نہ کرتے ہوئے صاف اعلان کرتا ہے کہ:۔

فَاصْبِرْ إِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِينَ ○ — پس صبر سے کام لیجئے انجام کار کامیابی خدا ترسوں کے ہی لئے ہے۔ (ہود۔ ۴۹)

وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ○ — اور کہدو کہ حق آگیا اور باطل کا چراغ بجھ گیا بے شک باطل ہی کو نابود ہونا تھا۔ (اسراء۔ ۸۱)

عرب انسانیت کی ہدایت کے پیغام کے حامل اور داعی

یہودیوں کے بالمقابل عرب باوجود اپنی ان تمام کمزوریوں اور خامیوں کے جن کی نشاندہی راقم سطور کی اکثر تحریروں و تقریروں میں موجود ہے، اور جن میں بہت صاف گوئی و صراحت سے کام لیا گیا ہے، انسانیت عامہ کی دعوت و ہدایت اور عالمی و بین الاقوامی پیغام کے حامل و داعی ہیں، اور ہمیشہ رہیں گے، وہ اب بھی اس دین کے علمبردار ہیں جس سے اللہ تعالیٰ نے ان کو سب سے پہلے نوازا اور مقام سبقت عطا فرمایا، ان کے پاس وہ میراث اور وہ دولت مشترکہ ہے، جس میں

www.abulhasanalinadwi.org

دنیا کی ساری قومیں اور نسلیں حصہ دار ہیں، اس میں یہود کے "بنی لاوی"[1] یا ہندوستان کے پنڈتوں اور برہمنوں کی طرح کی اجارہ داری نہیں، اس میں اعتبار نسل و خون کا نہیں بلکہ شوق و طلب، ذوقِ جستجو، حسنِ عمل، جہاد میں سبقت اور سعی و جد و جہد میں مقام فضیلت کا ہے، امام احمد ابن حنبلؒ اپنی سند کے ساتھ حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا کہ :-

لو کان العلم بالثریا لتناولہ	اگر علم ثریا پر بھی ہوتا تب بھی فارس کے
اناسٌ من أبناء فارس۔[2]	کچھ لوگ اس کو حاصل کر لیتے۔

عربوں کی روایتی فراخ دلی اور شرافتِ نفس

عربوں نے ہمیشہ ان تمام لوگوں کا خوش دلی اور عالی ہمتی سے اعتراف کیا ہے، جنھوں نے علوم دینیہ میں کمال پیدا کیا، خواہ وہ کسی جگہ سے تعلق رکھتے ہوں، انھوں نے ان کی امامت و پیشوائی تسلیم کی، اور ان کی تعریف اور مدح و توصیف میں وہ الفاظ استعمال کئے جو انھوں نے اپنے ہاں کے فضلا اور اہل کمال کے لئے بھی استعمال نہ کئے تھے، انھوں نے امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ (م ۲۵۶ھ) کو حدیث میں امیر المومنین کا درجہ دیا، اور صحیح بخاری کے متعلق "اصح کتاب بعد کتاب اللہ" کے الفاظ استعمال کئے، امام ابو المعالی عبد الملک الجوینی نیشاپوریؒ (م ۴۷۸ھ) کو امام الحرمین کا لقب دیا، امام غزالیؒ (م ۵۰۵ھ) کو حجۃ الاسلام تسلیم کیا، موالی اور اہلِ عجم پہلی صدی ہجری کی وسیع اسلامی مملکت میں مرجع علم اور سرچشمہ فیض بن چکے تھے، اور علم و افتاء، اور فقہ و حدیث کی مسند ان کے سپرد تھی، یہ وہ حقیقت ہے جو

---

[1] حضرت ہارون کی اولاد جو تمام مذہبی مناصب کی نسلاً بعد نسلٍ حقدار ہے۔ [2] مسند امام احمد ج ۲ ص ۲۹۶

www.abulhasanalinadwi.org

طبقات، سیر اور تراجم کی کتابوں اور اسلامی تہذیب کی پوری تاریخ سے آشکارا ہے، یہ تسلسل اسلام کی ان روشن اور تابناک ابتدائی صدیوں میں اس طرح قائم رہا کہ علامہ ابن خلدون مغربی (م ۸۰۸ھ) بھی یہ کہنے پر مجبور ہوئے کہ "عجیب بات ہے کہ ملت اسلامیہ کے اکثر اہل علم و اہلِ کمال سرزمین عجم سے تعلق رکھتے ہیں، خواہ علوم شرعیہ ہوں یا علوم عقلیہ، باوجود اس کے کہ ملت عربی ہے اور صاحبِ شریعت بھی عرب ہیں، چنانچہ علم نحو کے مؤسس سیبویہ ہیں، اس کے بعد ابو علی فارسی اور ان دونوں کے بعد زجاج، اور یہ سب عجمی نژاد ہیں، یہی تناسب علماء حدیث، علماء اصول، فقہاء، متکلمین اور مفسرین میں بھی ہے۔"[1]

انسانی مساوات کے اصول اور انسانیت کے احترام کا جذبہ

عربوں میں ان کی فطرت سلیم کی وجہ سے انسانی مساوات کے اصول، اور انسانیت کے احترام کا جذبہ بنسبت دوسری قوموں کے زیادہ پایا جاتا ہے، وہ ان اصولوں کے اجرا اور ان پر عمل درآمد میں دوسری اقوام سے زیادہ چست اور گرمجوش ہیں یہ اصول ان کی ان عظیم اور مبارک فتوحات میں ہمیشہ ان کا رہبر رہا جنھوں نے دنیا کو علم و تہذیب فضیلت و تقویٰ کے نئے آفاق سے آشنا کیا، اسی مساوات کی وجہ سے وہ مفتوح قومیں جو ہمیشہ فاتح اقوام سے بغض و عناد رکھتی ہیں، ان سے محبت کرنے لگیں، یہاں تک کہ سندھ اور ملتان کی بعض بت پرست اقوام نے پہلی صدی ہجری میں عرب فاتح محمد بن قاسم کا بت بنا کر اپنے ان بتوں میں شامل کر لیا

---

[1] مقدمہ ابن خلدون ناشر المطبعۃ البہیۃ المصریہ ص۴۲۰

www.abulhasanalinadwi.org

جن کی وہ پہلے سے پرستش کر رہی تھیں، یہ ان کی حد سے بڑھی ہوئی عقیدت اور تعظیم کی وجہ سے تھا، اسی طرح مفتوح اہل سمرقند کے ساتھ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے جو مشفقانہ اور محبت آمیز برتاؤ کیا، اس نے ان کے دلوں میں ان فاتحین کی محبت اور اسلام کی عظمت پیدا کر دی اور اس کی وجہ سے ان علاقوں میں اسلام بہت سرعت کے ساتھ پھیلا[1] ان قوموں نے نہ صرف اسلامی تہذیب قبول کی بلکہ عربی زبان بھی اختیار کر لی اور ان اجنبی فاتحین کے اخلاق و عادات، دستور و قوانین اور زبان و لہجوں کو اس قومی ورثہ پر ترجیح دی جس کو وہ صدیوں اور نسلوں سے اپنے سینے سے لگائے ہوئے تھے، حضرت عمر بن الخطابؓ کا مشہور مقولہ جو انھوں نے اپنے ایک بڑے فوجی قائد سے کہا تھا، آج تک دنیا میں گونج رہا ہے، اور تاریخ عالم میں ثبت ہے :۔

---

[1] "فتوح البلدان" للبلاذری میں ہے کہ :۔

"جب حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ خلیفہ ہوئے تو ان کے پاس سمرقند کا ایک وفد پہونچا اور ان سے شکایت کی کہ [illegible] علاقہ کو فتح کیا تھا تو انھوں نے اسلامی اصول و قواعد کے خلاف سمرقند پر قبضہ کر لیا اور مسلمانوں کو بسا دیا، عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنے عامل کو لکھا کہ ایک قاضی مقرر کریں جو اس معاملہ میں فیصلہ صادر کرے، اگر وہ مسلمانوں کے اخراج کا فیصلہ کرے تو ان کو اسی وقت شہر سے نکال دیا جائے، سب نے ابن حاضر الباجی کو قاضی تسلیم کیا اور انھوں نے یہ فیصلہ کیا کہ مسلمان شہر چھوڑ کر چلے جائیں پھر اس کے بعد برابر کا مقابلہ ہو، اہل سمرقند نے جنگ کو پسند نہ کیا اور اس بات پر تیار ہو گئے کہ مسلمان وہاں رہیں چنانچہ مسلمان وہاں آباد ہو گئے، یاد رہے کہ یہ فتح سمرقند کے سات سال بعد کا واقعہ ہے"!

www.abulhasanalinadwi.org

من متی استعبدتم الناس	تم نے کب سے لوگوں کو غلام بنالیا،
وقد ولدتهم امهاتهم	اپنی ماؤں کے پیٹ سے تو وہ آزاد
احرارا۔	پیدا ہوئے تھے۔

سازشی ذہن، اور مکروفریب سے پاک عرب

عرب عہد جاہلیت اور عہد اسلام دونوں میں (اپنی فطرت، نشو ونما، اور ان اصولوں اور قدروں کی وجہ سے جن پر وہ ایمان رکھتے تھے) سازشی ذہن و مزاج، دسیسہ کاری، مکروفریب، منافقت اور خفیہ سرگرمیوں سے بہت دور تھے، وہ کھلے ہوئے دشمن تھے، اور کھلے ہوئے دوست، جنگ کرتے تو کھلے میدان میں، مصالحت کرتے تو اعلان کے ساتھ، ان کا کردار، ان کی امثال و حکم، ان کے تاریخی واقعات اور قبائلی جنگیں سب اس پر گواہ ہیں، نفاق سے ان کی فطرت کو کوئی مناسبت نہ تھی، تقریباً تمام مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ مکہ میں نفاق اس لئے نہیں تھا کہ وہ خالص عربی ماحول رکھتا تھا، اور یہودیت و خارجی عناصر کی آلودگی سے پاک تھا نیز یہ کہ تمام ایسی آیات جن میں نفاق اور منافقین کا ذکر ہے، وہ مدنی ہیں، بعض مفسرین و اہلِ اصول نے مندرجہ ذیل آیت سے بھی استدلال کیا ہے:۔

وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْأَعْرَابِ	اور تمہارے اردگرد کے اعرابیوں میں سے
مُنَافِقُونَ ۖ وَمِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ ۖ	اور خود اہل مدینہ میں سے کچھ لوگ منافق ہیں
مَرَدُوا عَلَى النِّفَاقِ ۖ (توبہ۔ ۱۰۱)	نفاق کی حد کمال کو پہونچے ہوئے ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

اس لئے ہر اس خطۂ زمین پر جہاں عربوں کی حکومت ہے، یا ان اقوام میں جو عربوں کی قیادت میں ہیں، ان تہذیبوں اور ثقافتوں میں جن کی رہنمائی ان کے ہاتھ میں ہے، اس سیاست میں جس میں ان کا سرگرم اور اہم حصہ ہے، کم از کم کسی خفیہ سازش خفیہ سرگرمیوں اور پس پردہ تحریکوں کا حصہ نہیں، یہاں اخلاق میں نفاق اور تخریب فساد پسندی، قومی مصالح، شخصی یا جماعتی انانیت کے لئے نئے نئے مسائل اور الجھنیں پیدا کرنے کا ذہن، ایک گروہ کو دوسرے سے لڑانے کا شوق اس لئے نہیں پایا جاتا کہ ان کی قیادت ہمیشہ سے ایک خاص مزاج رکھتی ہے، وہ صاف، بے لاگ، واضح اور فیصلہ کن ہے، اس کا ظاہر و باطن یکساں ہے، اور شرق و غرب اور عجم و عرب کے معاملے میں امتیازی طرزِ فکر اور سلوک اس کی قومیت کے اجزاء ترکیبی سے خارج ہے۔

انتہا پسند قومیت اور جاہلی عصبیت کی داعی قیادت ایک مصیبت اور آزمائش

جہاں تک اس انتہا پسندانہ قومیت اور جاہلی عصبیت کا تعلق ہے، جو بعض عرب علاقوں اور آبادیوں میں مصیبت و آزمائش بن گئی ہے، اور اس عہد آخر میں بعض عربی قیادتوں نے اس کا علم بلند کر رکھا ہے، وہ ایک خارجی، عارضی اور بیرونی عنصر ہے، جو حقیقی عربی اسلامی مزاج کے ساتھ کوئی مطابقت نہیں رکھتا، یہ مزاج و ذہن پہلی فرصت میں اس پر غالب آئے گا، اور اس کی حقیقی شکل نکھر کر سامنے آجائے گی اس کو بالآخر اس ایمان کی آغوش میں پناہ ملے گی جو پہلے ہی سے اس کے جسم و جان میں پیوست ہے، اور اس کے خون میں جاری و ساری ہے اللہ تعالیٰ

www.abulhasanalinadwi.org

کا ارشاد ہے:۔

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُم۔	اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت
(حجرات - ۱۳)	والا وہ ہے جو اس کا سب سے زیادہ
	لحاظ و ادب کرتا ہو۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "سب انسان آدم کی اولاد ہیں، اور آدم مٹی سے پیدا کئے گئے، کسی عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں مگر تقویٰ کی بنا پر۔"[1]

اسلام کے بقا اور حفاظت کا ذمہ اللہ نے لیا ہے

اگر اسلام اللہ کا آخری اور ابدی پیغام ہے، اور اللہ تعالےٰ نے اس کے بقا، دوام کا ذمہ لیا ہے، اگر قرآن آخری آسمانی کتاب ہے، جس کی حفاظت وبقا کی ضمانت اللہ نے کی ہے، اور اس کے بغیر اسلام اور مسلمانوں کی (ایک عقیدہ و اصول مخصوص شخصیت قانون و شریعت اور پیغام و دعوت کی حامل قوم کی حیثیت سے) بقا کا تصور ہی نہیں کیا جاسکتا اور ان سب چیزوں کی اللہ تعالےٰ کی طرف سے مکمل ضمانت ہے، اور صاف اعلان ہے:۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ	بے شک ہم نے نازل کیا ہے یہ نصیحت نامہ
لَحٰفِظُوْنَ ○ (الحجر - ۹)	اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

---

[1] ترمذی و دیگر صحاح۔

www.abulhasanalinadwi.org

اسلام کی بقا عربوں کے بقا کی ضمانت

تو پھر اس کے ساتھ عربوں کی بقا اور حفاظت کی بھی مکمل ضمانت موجود ہے، قرآن مجید کی بقا عربی زبان کے بغیر ممکن نہیں اور عربی زبان کی بقا اہلِ زبان کے بغیر ناممکن ہے، اور یہ سب خلا میں نہیں اسی آب و گِل کی دنیا میں ہونا ہے، اس لئے یہ بات کسی طرح سمجھ میں نہیں آتی کہ یہ ابدی، عالمی اور لافانی کتاب ایک ایسا معمہ یا چیستاں بن جائے جس کا کوئی سمجھنے والا ہی نہ ہو یا ایسا سربمہر راز ہو جائے جس کی دریافت اور جس سے افادہ ہی ناممکن ہو، تاریخی زبانوں کی طرح اس طرح مٹ جائے جس طرح ہیرو گلیفی، فنیقی اور حمیری زبانیں مٹ گئیں اور آثار قدیمہ میں پہنچ گئیں اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے بہت اعلیٰ اور بلند و بالا ہے کہ وہ ایسی صورت کو حفاظت و بقا قرار دے اور اس کو عزت و سرفرازی سے تعبیر کرے اور اپنا یہ احسان اس امت اور پوری انسانیت کو بار بار یاد دلائے جو ہر نسل اور ہر دور کے لئے روشنی کا مینار ہے، اس طرح یہ بات بھی حکمت کے خلاف ہے کہ یہ عرب ایک طویل عرصہ کے لئے غلام اور ذلیل و خوار بنا دیئے جائیں اور اپنی اس طاقت، حیثیت اور صلاحیت سے محروم ہو جائیں جو بنی نوع انسان کی رہنمائی اور انسانیت کی قیادت کے لئے ضروری ہے اور یہ پورا علاقہ یہودیوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جائے جہاں سے اسلام کا آفتاب طلوع ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کی روشنی اطراف عالم میں پھیل گئی جس کے ساتھ اسلام اور مسلمانوں کی تاریخ اسی طرح وابستہ اور جزء لاینفک ہے کہ اس کی مثال مذاہب کی پوری تاریخ میں نہیں ملتی جہاں وہ بیت عتیق (بیت اللہ) ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے

www.abulhasanalinadwi.org

نے سارے انسانوں کے لئے گہوارۂ امن اور جائے پناہ قرار دیا ہے، اور اس کو تعظیم و محبت اور عشق و شیفتگی کا سب سے بڑا مرکز بنایا ہے، اور جہاں وہ مدینۃ الرسول ہے، جس کو ہم مرکز وحی، آغوش اسلام اور کارگاہ تاریخ کہہ سکتے ہیں، اگر عرب ذلیل ہوتے ہیں اور یہ خطۂ زمین جہاں مسلمانوں کے مقدس مقامات ہیں، جو اسلام کا قلعہ اور حصار ہے، اور اس کا سرچشمہ اور اصلی مرکز ہے، ان کے ہاتھ سے نکل جاتا ہے، تو اسلام کی بقا اس کی عزت و سربلندی اور امن و اطمینان کی فضا میسر نہیں آسکتی خواہ سیکڑوں، ہزاروں نئی اسلامی حکومتیں قائم ہو جائیں اور سیکڑوں سبز جھنڈے فضا میں لہرانے لگیں، چنانچہ بعض ماثور اقوال میں آیا ہے کہ:۔

اذا ذل العرب ذل الاسلام — اگر عرب ذلیل ہوئے تو اسلام ذلیل ہو جائے گا۔

اس لئے یہ غیر طبعی اور غیر فطری حالات بقا و ترقی کی صلاحیت خود ہی نہیں رکھتے، فطرت انسانی، عقل سلیم و استدلال، خواص اشیاء، حقائق ثابتہ اور مذہبی نصوص، آسمانی وعدے، تاریخ و جغرافیہ حتیٰ کہ خود صحتمندانہ اور حقیقت پسندانہ سیاست کا (جو عقل و رشد سے محروم ہو کر جنون و پاگل پن کی سرحدوں میں نہ پہنچ گئی ہو[1])

---

[1] وہ عامیانہ یا احمقانہ سیاست یا ڈپلومیسی جو امریکا نے عربوں کے معاملہ میں اختیار کر رکھی ہے، وہ ایک روایتی سیاست ہے، جس کا عقل و ذہانت، فیصلہ کی قوت، اخلاقی جرأت، حیاء و غیرت اور اصول آدمیت سے کوئی تعلق نہیں، وہ اکثر و بیشتر یہودی اثر و رسوخ کے زیر سایہ رہتی ہے، اس کا زیادہ تر انحصار اپنے اس کند ذہن سکریٹریٹ، دفتری کاغذات اور فائلوں پر ہے جو حقائق پر مبنی نہیں ہوتے، یہ سیاسی طرز اور رویہ قوموں میں اس وقت پیدا ہوتا ہے، جب وہ بوڑھاپے کا شکار ہونے لگتی ہیں، اور ان کے زوال کے دن قریب ہوتے ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

بھی یہ فیصلہ ہے کہ یہ حالات زیادہ دن تک برقرار نہیں رہ سکتے، اگر کچھ عرصہ یہ حالات باقی رہ جاتے ہیں تو اس غیر طبعی صورت حال کے لحاظ سے یہ بات بھی طویل ہی سمجھی جائے گی۔

۵ر جون کے معرکہ میں اسلام کو دور رکھا گیا

صیہونیت کی یہ وقتی فتح اور اس کے بعض مقاصد اور منصوبوں کی تکمیل ایسی فتح نہیں جس کو ایک پیغام کی دوسرے پیغام پر، ایک فلسفہ کی دوسرے فلسفہ پر ایک امت کی دوسری امت پر، ایک مذہب کی دوسرے مذہب یا حق کی باطل پر فتح کہا جا سکے، یہود کے پاس نہ پہلے دنیا کے لئے کوئی دعوت تھی نہ آج ہے، یہ معرکہ جو ۵ر جون ۶۷ء کو پیش آیا وہ یہودیوں اور امت مسلمہ کے درمیان نہیں تھا، نہ یہودیوں اور عرب اقوام کے درمیان تھا، اس میں تو اس ملت اور ان عرب اقوام کو گھسنے کا اور اپنے جوہر دکھانے کا موقع ہی نہ مل سکا، ۵ر جون کی اس جنگ سے اسلام کو بہت دور رکھا گیا، پہلے سے سوچے سمجھے منصوبے کے ماتحت اس کو میدان جنگ سے ہٹا دیا گیا، زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ایک زیادہ عملی اور حقیقت پسندانہ قیادت کی ایک ناکارہ قیادت پر فتح ہے، یہود کی خوش قسمتی تھی کہ ہزاروں سال کے بعد ان کو پہلی بار ایک ایسی قیادت حاصل ہوئی جس نے وہ ننگ و عار اور داغ دھو ڈالا جو ہزاروں سال سے ان کی پیشانی پر لگا ہوا تھا، اور ان کی نئی تاریخ بنائی، عربوں کی بدنصیبی یہ تھی کہ ان کی قیادت نے بہت سے ان اسباب کی بنا پر جن کا ذکر اس مجموعہ کے ابتدائی مضامین میں تفصیل کے ساتھ گذر چکا ہے ان کے ساتھ

www.abulhasanalinadwi.org

اوران کی تاریخ کے ساتھ بڑا ظلم کیا ہے، اوران کو ایک ایسی جگہ پہونچا دیا ہے، جہاں سے آگے بڑھنا بھی مشکل ہے اور پیچھے ہٹنا بھی دشوار۔

اس کے باوجود قیادت کی غلطیاں (خواہ کتنی ہی سنگین کیوں نہ ہوں اور خواہ وہ ایک عرصہ تک اپنا عمل کرتی رہیں، اور اثر ڈالتی رہیں) پھر بھی ایسی نوعیت رکھتی ہیں، جن کی اصلاح ہو سکتی ہے اور جن میں تبدیلی بہرحال ممکن ہے۔

کوئی مستعار دعوت قوموں کے تنِ مردہ میں جان نہیں ڈال سکتی

البتہ پیغام ودعوت، قوموں کی صلاحیت اور بقا وترقی کی قوت اور فتح کا استحقاق ایک ایسا دشوار ترین اور پیچیدہ مسئلہ ہے جو کسی نئی دعوت وصلاحیت کو مستعار لے کر حل نہیں کیا جا سکتا، نہ اس کے تنِ مردہ میں نئی روح ڈالی جا سکتی ہے۔

عربی اسلامی ملت کو نئے پیغام کی ضرورت نہیں

عربی اسلامی ملت کو کسی نئے پیغام کی ضرورت ہے نہ کسی نئے دین کی، نہ اس میں نئی روح ڈالنے کی، یہ امت، زندگی، قوت، حوصلہ وہمت بلکہ برق وشرر سے بھرپور ہے اور ہر وقت اپنے جذبۂ قربانی اور جذبۂ ایمانی کا مظاہرہ کرنے کے لئے مضطرب اور بیتاب ہے اس کے برخلاف اس کی قیادتیں (لیڈرشپ) سمندر کی ان موجوں کی طرح ہیں جو آتی جاتی رہتی ہیں، وہ کبھی کبھی تیز اٹھ کر اپنے وجود کا اعلان کرتی ہیں، بعض اوقات کسی جہاز یا کشتی کو ہلا کر رکھ دیتی ہیں، اور ڈبو بھی دیتی ہیں لیکن بالآخر اس بحر زخار میں گم ہو جاتی ہیں، اور ان کا پتہ بھی نہیں لگتا لیکن سمندر اسی طرح باقی رہتا ہے اور کسی وقت اپنے وجود

www.abulhasanalinadwi.org

اپنی شخصیت اور اپنے صفات واثرات سے محروم نہیں ہوتا۔

عربوں کی موجودہ قیادت سمندر کے جھاگ کی مانند

تاریخ میں ہمیں ان غضبناک موجوں کا بارہا مشاہدہ ہوا ہے، ان میں سے بعض موجیں تو اتنی بلند ہوئیں کہ انھوں نے آسمان کو چھو لیا لیکن اس کے بعد اسی سمندر کی تہ میں ہمیشہ کے لئے سو گئیں، کتنی حکومتیں قائم ہوئیں، کیسی کیسی قیادتیں ظاہر ہوئیں لیکن دیکھتے ہی دیکھتے ان کی بساط الٹ گئی، البتہ اسلام اسی طرح زندہ و تابندہ ہے، امت بھی وہی ہے اس کا پیغام بھی وہی، قرآن بھی وہی ہے اور ایمان بھی وہی۔

حالات بدلیں گے

یہ حوادث و انقلابات اور یہ نشیب و فراز، وہ قدرتی تجربات ہیں جن سے دنیا کی زندہ اور بیدار قومیں ہمیشہ گزرتی ہیں، یہ وہ آزمائشیں اور امتحانات ہیں جن سے کھرے کھوٹے کا فرق معلوم ہوتا ہے، اور قوم کی پختگی کا اندازہ ہوتا ہے، ان کی بدولت وہ تکلیف و راحت، ترقی و شدت ہر حالت کی عادی ہوتی ہیں، وہ فتح کے وقت غرور میں مبتلا نہیں ہوتیں اور ناکامی و ہزیمت کے بعد مایوسی کا شکار نہیں ہوتیں:۔

لِكَيْلَا تَأْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا	تاکہ نہ تاسف ہو تم اس چیز پر جو تمہارے ہاتھ سے
تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ (حدید-۲۳)	نکل گئی اور نہ نازاں ہو اس پر جو تمہیں دی گئی ہے

اس کی مثال اس زندہ اور صحت مند و توانا جسم کی ہے جس کی قوت مدافعت اور قوت برداشت کا صحیح اندازہ اسی وقت ہوتا ہے، جب وہ صحت و مرض، ضعف و

www.abulhasanalinadwi.org

قوت، آب وہوا کے اختلاف، موسموں کے تغیر اور اس طرح کی تمام چیزوں پر فتح حاصل کرلیتا ہے، اور ہر قسم کے تلخ وترش کا عادی ہو جاتا ہے جس طرح ایک صحت مند جسم کے لئے صحت کی ضمانت ہے، خواہ اس کو درمیان میں ان تمام مراحل سے گزرنا پڑے اسی طرح انسانیت کے لئے بہترین پیغام رکھنے والی اور ان صفات وخصوصیات کی حامل قوم کے لئے (جو سارے عالم کے لئے باعثِ خیر وسرچشمۂ ہدایت ہے) فتح ونصرت بھی مشیتِ الٰہی ہے اور قرآن مجید اس کی فتح کی ضمانت ہے، اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے:۔

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ
فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا
كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ۝
هٰذَا بَيَانٌ لِلنَّاسِ وَهُدًى
وَمَوْعِظَةٌ لِلْمُتَّقِينَ ۝ وَلَا
تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ
إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ إِنْ يَمْسَسْكُمْ
قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ
مِثْلُهُ وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا
بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ
الَّذِينَ آمَنُوا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ
شُهَدَاءَ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ
الظّٰلِمِينَ ۝ وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ

تم سے پہلے بھی سنت الٰہی کے بہت سے
واقعات گزرے ہیں، سو گھومو پھرو روئے
زمین پر اور پھر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا
انجام کیا ہوا، یہ وضاحت ہے لوگوں کے
لئے اور ہدایت ونصیحت ہے خاص اہلِ
تقویٰ کے لئے اور تم نہ پست ہمت ہو اور
نہ رنجیدہ کہ تم ہی سربلند رہنے والے ہو اگر
تم میں ایمان ہے اگر تمہیں زخم آئے ہیں
تو دشمن کو بھی اسی طرح زخم پہنچا ہے اور
یہ دن تو ہم اسی طرح لوگوں کے درمیان
ادلتے بدلتے رہتے ہیں، اور (اس سے)
یہ بھی مقصد ہے کہ اللہ ایمان والوں کو
دیکھ لے اور تم میں سے بعض کو شہید

www.abulhasanalinadwi.org

الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَیَمْحَقَ الْکَافِرِیْنَ ○ (آل عمران۔ ۱۳۷-۱۴۱)

بنا وے، اللہ ظالموں کو نہیں پسند کرتا ہے اور تاکہ پاک صاف کر دے اہل ایمان کو اور مٹا دے کفر کرنے والوں کو۔

(عربی سے ترجمہ۔ از محمد الحسنی)

www.abulhasanalinadwi.org